کلیات سودا، جلد دوم

طبع اول : ستمبر ۱۹۷۶ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : احمد ندیم قاسمی
ناظم مجلس ترقی ادب، لاہور

مطبع : زرین آرٹ پریس، ۶۱ ریلوے روڈ، لاہور

طابع : محمد زرین خان

سرورق وغیرہ : مطبع عالیہ، ۱۲۰ ٹمپل روڈ، لاہور

قیمت : ۲۴ روپے

بعونِ صانعِ کون و مکان بفضلِ خلاقِ ذیشان

مجلسِ ترقی ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

فہرست

حصہ اول

حصۂ دوم

حصۂ چہارم

☆ ☆ ☆

قصائد

حصۂ اول

اس حصے میں سودا کا وہ کلام شامل ہے جو میرے خیال میں بلا کسی شک اور شبے کے سودا ہی کا ہے۔ اس حصے کے تمام قصائد 'ج' یا 'ل' یا دونوں میں شامل ہیں اور دوسرے نسخوں میں بھی موجود ہیں۔

(مرتب)

(۱)

در نعتِ حضرت سیدالمرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم[1]

ہؤا جب کفر ثابت ، ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زُنّارِ تسبیحِ سلیمانی[1]
ہنر پیدا کر اوّل ، ترک کیجو تب لباس اپنا
نہ ہو جوں تیغ بے جوہر وگرنہ ننگِ عریانی[2]
فراہم زر کا کرنا باعثِ اندوہِ دل ہووے
نہیں کچھ جمع سے غنچے کو حاصل جز پریشانی[3]
خوشامد کب کریں عالی طبیعت اہلِ دولت کی
نہ جھاڑے آستینِ کہکشاں شاہوں کی پیشانی[4]

---

(۱) سب نسخوں میں شامل ۔ نسخۂ حمیدیہ میں موجود ۔ غالباً ۱۲۳۷ھ سے قبل کی تصنیف ۔

۱۔ نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیحِ زنّارِ سلیمانی (آ) ۔

۲۔ نہ ہو جوں تیغ بی جوہر (ل) ۔ کہ ہو جو تیغ بے جوہر اُسے ہے ننگ عریانی (بر) ۔

۳۔ حصولِ جمع سے غنچے کو آخر ہے پریشانی (آ ، بر) ۔ نہیں جمعیتِ غنچے کو حاصل جز پریشانی (ار) ۔ حصولِ جمع سے غنچے کی آخر ہو پریشانی (مو) ۔

عروجِ دستِ ہمت کو نہیں کچھ قدرِ بیس و کم
سدا خورشید کی حگ پر مساوی ہے زر افشانی[5]

کرے ہے کمتِ ایام صائع قدر مردوں کی
ہوئی حب بیع رنگ الود، کم حاتی ہے پہچانی[6]

اکیلا ہو کے رہ دنیا میں گر حیںا بہت چاہے
ہوئی ہے قصِ تنہائی سے عمرِ حصر طولانی[7]

ادیّت وصل میں دوی حدائی سے ہے عاسق کو
بہت رہتا ہے نالاں فصلِ گل میں مرغِ بستانی[8]

موقّر حان اربابِ ہنر کو بے لباسی میں
کہ ہو حو تیع با حوہر اُسے عزّت ہے عریانی[9]

نہ رنگِ کوہ رہ خاموش حرفِ ناسرا سں کر
کہ نا بدگو صدائے عس سے کھسچے پشمانی[10]

نہیں عیر از ہوا کوئی برقِّی بحس آتس کا
نفس حب تک ہے داغِ دل سے فرصت کیونکہ ہو پانی[11]

۵۔ نہیں ہے قدر بیش و کم (ب، مو، بر، ن) سدا حورشید کی مشہور ہے حگ پر رر افشانی (ایج متبادل)۔
۶۔ رنگ آلودہ کم (آ، ی، ایج، ب، ل)۔ رنگ آلودہ کم (ن)۔ زنگ آلود کب حاتی ہے پہچانی (بر)۔
۷۔ دنیا میں گر چاہے بہت حیںا (ب، مو، بر، ن)۔
۸۔ حدائی سے ہو عاشق کو (ب، ن)۔
۹۔ معرر حان اربابِ ہنر کو (بر)۔ کہ حو ہے تیع با حوہر (آ)۔ کہ ہے حو تیع با حوہر (ار)۔ کہ ہو حو تیع پُر حوہر (مو، بر)۔
۱۱۔ برق بحش آتش کو (ار)۔ فرصت کیونکہ ہے پانی (ن)۔

یہ روشن ہے بہ رنگِ شمع ، ربطِ باد و آتش سے
موافق گر نہ ہووے دوست ، ہے وہ دشمنِ جانی[12]
کرے ہے دہر تیغ ظالموں پر تیرہ روزی کو
کہ تیغِ ترکِ چشمِ یار سرمہ سے ہے صفاہانی[13]
طلوعِ مہر ہو پامالِ حسرت آسماں اوپر
لکھوں پھر غزل گر اس زمیں میں مطلعِ ثانی[14]

مطلعِ ثانی

عجب ناداں ہیں وہ جن کو ہے عجبِ تاجِ سلطانی
فلک بالِ ہما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی[15]
نہیں معلوم ان نے خاک میں کیا کیا ملا دیکھا
کہ چشمِ نقشِ پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی[16]
بہاری آہ تیرا دل نہ نرماوے تو یا قسمت
وگرنہ دیکھ آئینہ ، کہ پتھر ہو گئے پانی[17]

۱۲- دوست وہ ہے دشمنِ جانی (مو) ۔
۱۳- ظالموں پر تیرہ روزوں کو (آ) ۔ کہ تیغِ ترکِ چشمِ یار ہے سرمہ صفاہانی (آ) ۔
۱۴- پامالِ حسرت آسماں اُوپر (ب ، مو ، ن) ۔ لکھوں گر یہ غزل کہہ اس زمیں میں مطلع ثانی (مو ، تر) ۔ لکھوں گا پھر غزل کر اس زمیں میں مطلع ثانی (ن) ۔
۱۵- عجب ناداں ہے وہ جس کو ہے (ایچ ، ار) ۔ عجب ناداں ہیں جن کو ہے (ب ۔ ن) ۔
۱۶- تا قدم نکلی نہ حیرانی (آ) ۔
۱۷- بہاری آہ دل تیرا (ار ، ف ، تر ، ی) ۔ نہ نرماوے تو یا قسمت (تر) ۔ وگرنہ دیکھ آئینے کو پتھر (آ ، ب ، ل ، تر ، ی ، ن) ۔

تری زلفوں سے اپنی رُوسیاہی کہہ نہیں سکتا
کہ ہے جمعیّتِ خاطر مجھے اُن کی پریشانی[۱۸]

زمانے میں نہیں کھلنا ہے کارِ بستہ حیراں ہوں
گرہ غنچوں کی کھولے ہے صبا کیونکر نہ آسانی[۱۹]

جنوں کے ہاتھ سے سر تا قدم کاہیدہ ایسا ہوں
کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہیں مژگانی[۲۰]

نہ رکھا جگ میں رسمِ دوستی اندوہ روری نے
مگر زانو سے اب باقی رہا ہے ربطِ پیشانی[۲۱]

سیہ بختی میں اے **سودا** نہیں طولِ سخن لازم
قلم خامے کے سر کٹوائے گی ایسی زباں دانی[۲۲]

سمجھ اے نا قناحت فہم کب تک یہ بیاں ہوگا
ادائے چینِ پیشانی و لطفِ زلفِ طولانی[۲۳]

خدا کے واسطے بار آ تُو اب ملنے سے خوباں کے
نہیں ہے اُن سے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی[۲۴]

۱۹- زمانے سے نہیں کھلتا ہے (مو ، بر) - گرہ غنچے کی کھولے ہے (ن) -
۲۰- کہ اعضا دیدۂ زنجیر بھی کرتے ہیں مژگانی (آ) -
۲۱- نہ رکھی جگ میں رسمِ دوستی (مو ، بر) -
۲۲- نہیں طولِ امل لازم (ب ، ن) -
۲۳- سمجھ اے نا قناحت فہم یہ کب تک بیاں ہوگا (ایج) - سمجھ اے نا قناحت فہم (ن) - کب تک یہ زباں ہوگا (ل) - وصفِ زلفِ طولانی (مو) -
۲۴- نہیں ہے اس میں ہرگز فائدہ (آ) - نہیں ہے ہرگز اس سے فائدہ (ی) - یہ شعر نسخہ ار میں نہیں ہے -

نظر رکھنے سے حاصل اُن کے چشم و زلف کے اُوپر؟
مگر بیمار ہووے ضعف یا کھینچے پریشانی[۲۵]

نکال اِس گھر کو دل سے کہ اب وہ وقت آیا ہے
برہمن کو صنم کرنا ہے تکلیفِ مسلمانی[۲۶]

رکھ دینِ محمدؐ پیروی میں اُس کے جو ہوویں
رہے خاکِ قدم سے اُن کے چشمِ عرش نورانی[۲۷]

ملک سجدہ نہ کرتے آدمِ خاکی کو گر اُس کی
امانت دارِ نورِ احمدی ہوتی نہ پیشانی[۲۸]

اسی کو آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا
مرادِ الفاظ سے معنی ہے تا آیاتِ قرآنی[۲۹]

خیالِ خلق گر اُس کا شفیعِ کافراں ہووے
رکھیں بخشش کے سر منت یہودی اور نصرانی[۳۰]

زباں پر اُس کی گزرے حرف حسن جاگہ شفاعت کا
کرے واں بار آمرزش نہ ہر اِک فاسق و زانی[۳۱]

۲۵- ضعف یا کھینچے پریشانی (ار) -
۲۷- پیروی میں اس کے جو ہووے (آ ، بر) - رہے خاکِ قدم سے اُس کی ، چشمِ عرش نورانی (آ ، ب ، ن) -
۲۹- مراد الفاظ معنی سے ہے تا (آ) - مراد الفاظ سے معنی ہیں تا (ایج ، ب ، ف ، مو ، بر) - معنی میں تا آیاتِ قرآنی (ن) -
۳۰- خیالِ خلق اُس کا گر شفیع کافراں ہووے (ایج ، ب ، ل ، مو ، ن) - شفیع عاصیاں ہووے (ایج متبادل) -
۳۱- زباں پر اس کی آوے حرف (آ) - زباں پر اس کے گزرے (ن) - گزرے حسن جگہ حرفِ شفاعت تب (ایج متبادل) -

قطعہ

رکھا حب سے قدم مسند پہ آ آن نے شریعت کے
کرے ہے موجِ بحرِ معدلت بس سے یہ طغیانی[۳۲]

اگر نقصان پر خس کے شرر کا ٹک ارادہ ہو
کُرے کو آگ کے ووہیں درے عرق آن کر پانی[۳۳]

موافق گر نہ کرتا عدل اُس کا آب و آتش کو
تو کوئی سنگ سے بندھتی تھی شکلِ لعلِ رُمّانی؟[۳۴]

یہ کیا انصاف ہے یارب کہ طیر و وحش تک جگ میں
اِس امن و عیش سے اپنی بسر اوقات لے جانی[۳۵]

پلے ہے آشیاں میں باز کے بچہ کبوتر کا
شباں ہے گُرگ کو گلّے کی سونپی ہے نگہبانی[۳۶]

ہُما آسا ہے پروازِ ملح اَوجِ سعادت پر
کرے ہے سور چڑھ کر سینۂ دد پر سلیمانی[۳۷]

کھلیں ہیں غنچۂ گُل باغ میں خاطر سے بلبل کے
جو اب اَوراقِ جمعیّت کو ہوتی ہے پریشانی[۳۸]

۳۲- قدم مسند اُوپر اُس نے شریعت کے (آ) - قدم مسند اُوپر اُن نے (ایچ) - اُن نے شریعت کا (ن) -
۳۳- گرہ کو آگ کے ووہیں (ن) -
۳۵- یہ کیا انصاف ہے یارو کہ (ب ، مو ، بر ، ن) -
۳۶- شبانے گُرگ کو (آ ، ل) -
۳۷- چڑھ کر سینۂ دور سلیمانی (آ) - سینۂ دوپہر سلیمانی (ن) -
۳۸- کھلے ہیں غنچۂ گُل (آ ، ب ، ل ، مو ، بر ، ی) - کھلے ہے غنچۂ گُل (ن) - جو آب اَوراقِ گُل کو ہوتی (آ) -

جہاں انصاف سے ہرگاہ اب معمور ہے اتنا
تو اس کے آگے ہوگی عدل کی کیا کچھ فراوانی۲۹

ہزار افسوس اے دل ہم نہ تھے اس وقت دنیا میں
وگرنہ کرتے یہ آنکھیں جمال اس کے سے نورانی۳۰

نہ ہووے سے جدا سائے کے اس قامت سے پیدا ہے
قیامت ہووے گا دلچسپ وہ محبوب سبحانی۳۱

جسے یہ صورت و سیرت کرامت حق نے کی ہووے
بجا ہے کہیے ایسے کو اگر اب یوسف ثانی۳۲

معاذ اللہ یہ کیا لفظ بے موقع ہوا سرزد
جو اس کو پھر کہوں تو ہوؤں مردود مسلمانی۳۳

کدھر اب فہم ناقص لے گیا مجھ کو، نہ یہ سمجھا
کہ وہ مہر الوہیت ہے، یہ ہے ماہ کنعانی۳۴

جو صورت اس کی ہے لاریب ہے وہ صورت ایزد
جو معنی اس میں ہیں بے شک وہی معنیٔ ربّانی۳۵

۳۰- جمال اُن کے سے نورانی (آ) -
۳۱- سائے کے اُس قامت سے ہے پیدا (بر) -
۳۲- بجا ہے گر کہیں ایسے کے تئیں ہم یوسف ثانی (فو) -
۳۳- یہ کیا حرف بے موقع ہوا سرزد (ب، فو، بر) - جو اس کو پھر کہوں تو ہوں میں مردود مسلمانی (آ، ب، ل، فو، ن) -
۳۴- کہ یہ مہر الوہیت ہے، ہے وہ ماہ کنعانی (آ) - ہے اور یہ ماہ کنعانی (فو) -
۳۵- لاریب وہ ہے صورت ایزد (آ، ب، ل، ن) - بے شک وہ ہیں معنی ربانی (بر، ن) -

حدیثِ ''مَن رآنی'' دال ہے اس گفتگو اوپر
کہ دیکھا جس نے اُس کو اُن نے دیکھی شکلِ یزدانی[۳۶]

غرض مشکل ہمیں ہوتی کہ پیدا کر کے ایسے کو
خدا گر، یہ نہ فرماتا نہیں کوئی مرا ثانی[۳۷]

بس آگے مت چل اے سودا میں دیکھا مہم کو تیرے
کر استعمار، اب اس منہ سے ویسے کی ثنا خوانی؟[۳۸]

(۲)

در نعتِ رسولِ مقبول و منقبتِ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

چہرۂ مہر وش ہے ایک، سنبلِ مشک فام دو
حسنِ بتاں کے دور میں، ہے سحر ایک شام دو[۱]

ہیں وہ تنک شراب اور ساقی کی چشمِ مست یہ
کیونکہ نہ بگڑے صحبت اب بادہ کش ایک جام دو[۲]

۳۶- حدیثِ من یرانی دال (آ، ایج، ل) - اُس کو دیکھی اُن نے
شکلِ یزدانی (آ) - کہ دیکھا جس نے اُس کو اُن نے دیکھی
شکلِ یزدانی (ب، ن) -

۳۷- ہمیں ہوتی جو پیدا کرکے (جو، بر) -
۳۸- بس آگے مت چل (ب) - دیکھا مہم کو دیری (ن) - کہ استعمار
اب منہ سے کہ ویسے کی ثناخوانی (ایج متبادل) - کہ استعمار
اب منہ سے اب ایسے کی ثناخوانی (ب، جو، ن) -
اس منہ سے اب ایسے کی ثناخوانی (ب، جو، ن) -

(۲) سب نسخوں میں شامل - نسخۂ حبیب میں موجود - غالباً ۱۱۷۴ھ
سے قبل کی تصنیف -

۱- حسنِ بتاں کے دور میں صبح ہے ایک شام دو (ایج) -
۲- ہیں دو تنک شراب اور (ن) - بادکش ایک جام دو (ب) -

میرے ترے یہ ربط ہے جیسے میانِ بحر و موج

واقعی میں تو ایک ہیں گو کہ ہوے نہ نام دو[۳]

خون جو کیا ہے بےگنہ تو نے مرا دل و جگر

لیے ہیں تجھ سے حشر میں اپنے یہ انتقام دو[۴]

تجھ سے وفا و مہر کی دیدہ و دل کو ہے طلب

کرتے ہیں آٹھ پہر ایک دل مل کے خیالِ خام دو[۵]

ابروے یار کا خیال دل میں رہے ہے روز و شب

کاش یہ تیغِ آب دار کر بھی چکے تمام دو[۶]

فکرِ معاد اب کریں یا کہ معاش کا تلاش

زندگی اپنی ایک دم، کیجیے کیونکہ کام دو[۷]

پھیکے ہے معنیٔ چرخ پاک کے سنگ ِ تفرقہ

بیٹھ کر ایک دم کہیں ہوویں جو ہم کلام دو[۸]

۴- لیویں گے تجھ سے حشر میں (ب، ف، ر، ن) - حشر میں نہ اپنے انتقام دو (رابح) -

۵- دیدہ و دل کو ہے طمع (ب) - دیدۂ دل کو ہے طمع (ن) -

۶- ابروئے یار سے دو نیم ہو گیا رفتہ رفتہ دل (ابح متبادل - ار، بر، مو، ن) - سووے جو تیغ آب دار کیوں نہ کرے تمام دو (ابح متبادل، ار، مو، ن) - کر ہی چکے تمام دو (ف، ابح) - ہووے جو تیغ آب دار کیوں نہ کرے تمام دو (ب)-

۷- فکر معاد کا کریں یا (ابح) - معاش کی تلاش (مو) -

۸- بیٹھ کے ایک دم کہیں (ف) - کہیں ہووے جو ہم کلام دو (ح) -

خورد و بزرگ دہر میں سب جام و شیشہ جان
بادہ انھوں میں ایک ہے گو کہ ہوئے نہ نام دو[9]

قطعہ

کہتی ہے مجھ سے مطرب ہووے گی خوب نہ غزل
ہم رہِ نعت و منقبت گر اِسے اِنصرام دو[10]
اپنی یہ عرض اُس سے ہے کہہ تو بھلا یہ کیونکہ ہو
ایک زمیں سو سنگ لاخ اُس میں بھی کے کام دو[11]
دے ہے جواب مجھ کو یوں ایک غزل تو کیا ہے یہ
ایسے کہے قصیدے تُو صبح سے تا بہ شام دو[12]
مطلعِ نعت و منقبت کہہ تو چکا ہے میرے دوست
بس مجھے آکے مانگ لے کر کے تُو اب کلام دو[13]

۹۔ بادہ تو ان میں ایک ہے (ب ، مو ، ن) ۔
نسخہ ب ، نیز ن میں ، نویں شعر کے بعد یہ شعر زائد ہے :
دل کو میانِ خط و زلف بس جو رکھے یہ عدل ہے
ایک یہ مرغِ ناتواں جس کے لیے ہیں دام دو

۱۰۔ مطرب خوب ہوئی ہے یہ غزل (ایج) ۔ کر اسے اِنصرام دو (ن) ۔

۱۱۔ میری یہ اس سے عرض ہے کہہ تو (ایج) ۔ کہہ تو یہ کیونکہ ہو بھلا (ار) ۔ ایک زمیں ہو سنگ لاخ (ن) ۔ اس میں نہیں ہے کام دو (ب) ۔ اس میں بھیں یہ کام دو (مو) ۔ اس میں تو ہوویں کام دو (ن) ۔

۱۲۔ مجھ کو یوں ایک غزل جواں ہے (ار) ۔ مجھ کو یہ ایک غزل تو کیا (مو) ۔ مجھ کو وہ ایک غزل تو کیا ہے یہ (ب ، ن) ۔ ایسے قصیدے تو کہے صبح سے (ار) ۔ صبح سے لے کے شام دو (ب ، ن) ۔

۱۳۔ کہہ تو چکا ہے میری جاں (آ ، ایج ، ار ، ب ، ل ، مو ، نر ، ی ، ن) ۔ بس مجھے آ کے مانگ لے (آ ، ار ، ب ، مو) ۔ بس مجھے آپ مانگ لے (ایج) ۔ بس تو اب آ کے مانگ لے کر کے یہی کلام دو (ب) ۔

مطلعِ ثانی

مثلِ زبانِ خامہ ہیں گر نبی و امام دو
معنی تو اُن میں ایک ہیں گو کہ ہوئے نہ نام دو[14]

ہوے نہ دے عروس ایک مہرِ نمار مہر کو
ایک کرے اسارے سے فرضِ دہ تمام ، دو[15]

حاکے آنکھوں کے رستے تک مالدے ہوں نہ حیال و وہم
وقتِ مراجعت جو کوچ ایک کریں ، مقام دو[16]

آن کے طوافِ روضہ کو بھیجے کبھو نہ **جبرئیل**
رکھ کے زمیں پہ ایک گام تا نہ کرے سلام دو[17]

موسیٰ و **خضر** اور **شیث** در پہ آنکھوں کے وقتِ طوف
ایک سے ہے چوب دار ، کرتے ہیں اہتمام دو[18]

۱۴- معنی اُنھوں میں ایک ہے گو کہ (ار) - معنی اُنھوں میں ایک ہیں گو کہ (ب) -

۱۶- رتبے تک باندھوں نہ گر خیال و وہم (ار) - رستے تک باندھوں ہوں یہ خیال و وہم (ف) - باندھے ہوں یہ خیال و وہم (ن) - باندے ہوں یوں خیال و وہم (مو) - وقتِ مراجعت کریں کوچ یکے مقام دو (ار ، ف) -

۱۷- بھیجے کبھو نہ جبرئیل اُن کے طوافِ روضہ کو (ایچ) - تا نہ کرے وہ ہر قدم سجدہ یکے سلام دو (ار ، بر) -

۱۸- خضر اور خلیل (ایچ - ار - بر) - خضر اور مسیح (ن) - ورنہ اُنھوں کے وقتِ طوف (ایچ) - ایک ہے جو چوبدار (آ ، ایچ ، ب ، ل ، بر ، ی ، ن) - ایک ہے حیوں چوبدار (ار) -

سجدہ کریں ہیں مہر و مہ در پہ آنھوں کے روز و شب
مبرہن اِس سے یوں سوا داعی ہیں یہ علام دو[19]
ہوتے حکیم کس سبب معتقدِ قیامِ دہر؟
دیتے نہ گر زمانے کو مل کے یہ انتظام دو[20]
وصفِ براق و دُلدل اب کہہ تو کروں میں کیا بیاں
شرق سے راہ تا بہ غرب جن کے تئیں ہیں گام دو[21]
مرضیِ حق نہیں ہے یہ ہوں دو ہوا و ایک نام
ورنہ پھریں وہ عرش پر ایسے ہیں خوش خرام دو[22]
تُسرس آنھوں کی تیغ کی مجھ سے بیاں نہ ہوسکے
خامے کی اب زباں ہوئی لکھنے سے جس کا نام ، دو[23]

۱۹- سجدہ کرے ہیں مہر و مہ (ل) - مبرہن اس سے یہ ہوا (آ) - روشن اب اس سے یوں ہوا (ایچ) - مبرہن ان سے یوں ہوا (ار) - منکشف اس سے یوں ہوا (ب) -

۲۰- ہوتے کلیم کس سبب معتمدِ قیامِ دہر (ایچ) - ہوتے حکیم کب بہت معتقدِ قیامِ دہر (آ) -

۲۱- کہہ تو بیاں کروں میں کیا (آ) - کہہ تو میں کیا کروں بیاں (ار) - کہہ تو میں کیا بیاں کروں (ب ، مو ، ل) - شرق سے لے کے تا بہ غرب (ار ، مو) - شرق سے تا بہ غرب تک (ب ، ن) - شرق سے تا بہ غرب رہ (آ) - جس کے تئیں ہیں گام دو (ار ، ن) - جن کے تئیں ہے گام دو (ب) -

۲۲- ہو دو ہوا و ایک نام (آ ، ار ، ی) - مرضیِ حق نہیں ہے یوں ہوں دو ہوا پر ایک نام (ایچ) - یہ دو ہو ہوا اور ایک نام (ب) - یہ دو ہوں ہوا اور ایک نام (ن) - ورنہ پھریں یہ عرش پر (ایچ ، مو) - ورنہ پھریں دو عرش پر (ل) -

۲۳- بترش اب اُن کی تیغ کی (ایچ متبادل) - بترش اُنھوں کے تیغ کی (ن) - خامے کی اک زباں ہوئی (آ) - لکھنے سے جس کے نام دو (ایچ) - لکھتے ہی جس کا نام دو (مو) -

قطعہ

اُس کے حال میں کوئی دیکھے جو مقرباں کو
احولوں کی طرح اسے آوے نظر تمام دو[24]
یاد میں اُس کی گر عدو دیکھے جو اپنے باپ کو
ماں سے کہے تجھے حلال ایک ہے اور حرام دو[25]
بس میں اب آگے کیا کہوں مجھ سے کہے ہے اُس کا ذکر
قطعِ کلام کر کے تم مدح کو اختتام دو[26]
چاہے تھی میری یوں طمع طول سے اِس کلام کو
کہیے نبیؐ علیؓ سے یوں اس کا صلہ تمام دو[27]
ہے یہ اُمید یوں نبیؐ کہہ دیں علیؓ سے اس طرح
اوروں کو جام ایک ایک دیجیو، اِس کو جام دو[28]

۲۴- کوئی دیکھے جو اپنے آپ کو (ن) - آویں نظر تمام دو (آ) - آویں نظر تمام دو (مو) -
۲۵- یاد ہیں اس کے گر عدو (ن) - اس کی جو عدو دیکھے (آ) - مائی کہے تجھے حلال (ن) -
۲۶- سودا میں آگے کیا کہوں (ایچ) - سودا اب آگے کیا کہوں (ار، ب، ف، مو، ن) - مجھ سے کہے ہے اُن کا ذکر (ار، ب، ف، مو، ن) -
۲۷- چاہے تھی میری طمع یوں (آ، ف، ل، مو) - چاہے تھی گرچہ یوں طمع (ایچ) - چاہے تھی میری یوں طمع (ار) - چاہے تھی طمع یہ مری (ب، ن) - کہہ دیں نبیؐ علیؓ سے یوں (مو) - کہیں علیؓ نبیؐ سے یوں (ب، ن) -
۲۸- پر یہ اُمید ہے اسے یوں علیؓ سے نبیؐ کہیں (ایچ) - ہے یہ اُمید اپنے تئیں یوں علیؓ سے نبیؐ کہیں (ف) - ہے یہ اُمید اس سے بھی یوں علیؓ سے کہیں نبیؐ (مو، ر) - ہے یہ امید اس سے بھی یوں

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

یہ بھی صلہ نہیں ہے کم ، عرصۂ حشر میں اگر
یاد کریں جو مجھ سے کو ، ایسے نہ احترام دو[۲۹]

(۳)

در نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و منقبتِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

زخمی نہیں ترا اور گلستاں ہے برابر
ہر حرمِ گُل گنجِ شہیداں ہے برابر[۱]

کہتے ہیں جسے سرو سو گلشن کی ہے وہ آہ
نرگس لبِ جو دیدۂ گریاں ہے برابر[۲]

فریادِ چمن بلبل و دیوارِ چمن میں
جو رخنہ ہے سو چاکِ گریباں ہے برابر[۳]

ہے سینۂ نقشدہ ہر اِک تختۂ گلزار
جو غنچہ ہے سو وہ دلِ سوزاں ہے برابر[۴]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)
علیؓ سے نبیؐ کہیں (ب) ۔ ہے یہ اُمید اُسے یہی یوں علیؓ سے نبیؐ کہیں (ن) ۔ اَوروں کو دو گر ایک جام سودا کو دیجو جام دو (ایچ) ۔ اَوروں کو دو جو جام ایک دیجیو اس کو جام دو (ار ، ف ، ب ، بر) ۔ اَوروں کو دیجو ایک جام دیجیو (مو) ۔ اَوروں کو دو جو ایک جام دیجیو (ن) ۔

(۳) سب نسخوں میں شامل ہے ۔

۱۔ زخمی نہیں ترا (ن) ۔ زخمی ہے ترا (ل) ۔
۲۔ گلشن کی وہ ہے آہ (ایچ ، ف) ۔
۳۔ فریاد کناں بلبل (ب ، ن) ۔ بلبل دیوار چمن میں (ایچ) ۔

یہ بھی صلہ نہیں ہے کم ، عرصۂ حشر میں اگر
یاد کریں جو مجھ سے کو ، ایسے نہ احترام دو[29]

(۳)

در نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و منقبتِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ'

رحمی نہیں ترا اور گلستاں ہے برابر
ہر حرمسِ گُل گنجِ سہیداں ہے برابر[1]

کھیے ہیں جسے سرو سو گلسن کی ہے وہ آہ
نرگس لبِ جو دیدۂ گریاں ہے برابر[2]

فریادِ چمن بلبل و دیوار چمن میں
جو رخنہ ہے سو چاکِ گریباں ہے برابر[3]

ہے سینۂ نفسدہ ہر اِک تختۂ گلزار
جو غنچہ ہے سو وہ دلِ سوزاں ہے برابر[4]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)
علی رض سے نبی ص کہیں (ب) ۔ ہے یہ اُمید اُسے یہی یوں علی رض سے نبی ص کہیں (ن) ۔ اَوروں کو دو گر ایک جام سودا کو دیجیو جام دو (ایچ) ۔ اَوروں کو دو جو جام ایک دیجیو اس کو جام دو (ار ، ف ، ب ، بر) ۔ اَوروں کو دیجو ایک جام دیجیو (مو) ۔ اَوروں کو دو جو ایک جام دیجیو (ن) ۔

(۴) سب نسخوں میں شامل ہے ۔
۱۔ رحمی ہیں ترا (ن) ۔ رحمی ہے ترا (ل) ۔
۲۔ گلشن کی وہ ہے آہ (ایچ ، ف) ۔
۳۔ فریاد کناں بلبل (ب ، ن) ۔ بلبل دیوار چمن میں (ایچ) ۔

سوزِ دلِ عشاق تماشا جو ہو تجھ کو
نہ سینہ پُر از داغ و چراغاں ہے برابر[۵]

آنسو نہ پُچھے تجھ سے دیکھو مرے کہ تجھ پاس
لختِ دل و گُل برگ نہ داماد سے برابر[۶]

دریا مری آنکھوں سے یہ بہتا ہے لہو کا
مژگاں سے مرے پنجۂ مرجاں ہے برابر[۷]

یکساں ہے وجود و عدم انساں کا ترے پاس
یاں سر نہ تنِ عاشق و بُہتاں ہے برابر[۸]

جوں زلری میں بُرکوں سے ترے چشم ہیں ہمسر
سحر سے آنکھوں کے، صفِ مژگاں ہے برابر[۹]

آنکھوں سے مرقوبِ تری اور دل سے ترے رحم
قسمت ہے یہ اپنی کہ گریاں ہے برابر[۱۰]

پردے میں جو ہے تیرِ اجل، یار، سو اُس کے
تیری نگہِ دیدنِ پنہاں ہے برابر[۱۱]

۵- تماشا ہو جو تجھ کو (آ، ایچ) - تماشا ہو سو تجھ کو (ار) - تماشا جو ہو تجھ کوں (ن) - یہ سینہ پُر داغ (فو)- پُر از داغ چراغاں ہے برابر (ایچ، ب، ن) - پُر از داغ و گلستاں ہے برابر (ل) -

۸ یاں سر یہ تن اور عاشق (ایچ) -

۹- تری چشم ہے ہمسر (آ، ایچ، فو) - سحر سے انکھوں کی صفِ مژگاں ہے برابر (ن) -

۱۰- اور دل سے ترحّم (آ) - یہ شعر نسخۂ ایچ میں نہیں ہے -

۱۱- تیرِ نگہِ دیدنِ پنہاں ہے برابر (آ، ایچ، ل، ن) - تیری نگہ دیدن و پنہاں ہے برابر (ار) - تیرِ نگہ و دیدنِ پنہاں ہے برابر (بر) -

حیراں ہوں ترے سامنے کس طرح میں ٹھہرا
جانے میں ، ترے آگے ، دل و جاں ہے برابر[۱۲]

کیا درد کہوں تجھ سے میں اپنا کہ ترے پاس
میرا سخن اور کذبِ رقیباں ہے برابر[۱۳]

سنتا ہی نہیں بات مری تو ، جو سنے بھی
وہ بات پھر اور طائرِ پرّاں ہے برابر[۱۴]

تو نے وہ کہا کیا کہ جسے میں نے نہ مانا
یاں حکمِ قضا اور ترا فرماں ہے برابر[۱۵]

دلداری تجھے کرنی کسو کی نہیں آتی
تو سب کے دل و جاں کا خواہاں ہے برابر[۱۶]

ظالم میں نواحی میں ترے گھر کے جو دیکھا
ہر سمت صفِ گورِ غریباں ہے برابر[۱۷]

یوں ہی ہے جو خاطر میں ترے میں بھی ہوں حاضر
یہ زندگی اور روح کا سوہاں ہے برابر[۱۸]

آزاد نہ سن مجھ سے کہ اے یار شب و روز
دل ، مرغِ گرفتار کے نالاں ہے برابر[۱۹]

۱۲- سامنے کس طرح میں ٹھہروں (ار) -
۱۳- کیا درد بیاں تجھ سے کروں میں کہ ترے پاس (ن) - میرا سخن و کذبِ رقیباں ہے برابر (ار) -
۱۴- بات مری تو جو خوشی سے (آ)- بات مری اور جو سنے تو (ایج)-
۱۶- تو سب کا دل و جاں کا (ار) -
۱۷- ظالم میں نواحی کو ترے گھر کے (آ) -
۱۹- دل مرغ گرفتار کا نالاں ہے برابر (ایج) -

لے شام سے اور صبح تلک ، صبح سے تا شام
اسک آنکھوں سے میرے دُرِ غلطاں ہے برابر۲۰
رہتی ہے سپہِ غم یہ سدا مجھ کو کہ میری
آہِ سحر و شمعِ شبستاں ہے برابر۲۱
اعضا مرے جس طرح سے جلتے ہیں کہوں کیا
وہ سوزش و آتش نہ نیستاں ہے برابر۲۲
عشرت کی کہوں اپنی سو کاہے کو ، کسی کی
عشرت ترے در کے سگ و درباں ہے برابر۲۳
کیا درد کہے سامنے تیرے کوئی اپنا
یاں رحمِ دہاں و لبِ حساں ہے برابر۲۴
فریاد کروں کس سے کہ روداری کے تیرے
کعبے کے لیے گبر و مسلماں ہے برابر۲۵
دانش کروں اب واں کہ جہاں حق نہ طرف میں
مور و ملخ و دیو و سلماں ہے برابر۲۶
وہ ختمِ رسالت ، نہیں جس کا کوئی ہمتا
اور ہے بھی جو کوئی شہِ مرداں ہے برابر۲۷

۲۰- لے شام سے تا صبح تلک (ایح) ۔
۲۱- سدا مجھ کوں کہ میری (ن) ۔
۲۲- وہ سورشِ آتش نہ نیستاں ہے برابر (مو) ۔
۲۳- کاہیکو کسی سے (آ ، ایح ، ل ، ی) ۔ عشرت ترے در کی (ن) ۔ در کے سگِ درباں ہے برابر (ایح) ۔
۲۵- روداری کی تیرے (ن) ۔
۲۶- حق نہ طرف ہیں (آ ، ن) ۔ حق نہ طرف ہے (ایح) ۔ دیو سلیماں ہے برابر (ن) ۔

ہے علمِ الٰہی سے وہ اُمّی لقب آگہ
واں عقلِ کُل اور طفلِ دبستاں ہے برابر[۲۸]

دونوں کا نہیں امر کم از امرِ الٰہی
دونوں کی حدیث، آیۂ قرآں ہے برابر[۲۹]

اک قطرہ جو ہو ابر سے رحمت کے انھوں کے
وہ نارِ سقر کے لیے طوفاں ہے برابر[۳۰]

ہے وزن مساوی انھوں میں حلم خدا کا
خالق کے وہ دو پلّۂ میزاں ہے برابر[۳۱]

اس حرف میں جو شبہہ رکھے ہو کے مسلماں
اُس شخص کا الحاد سے ایماں ہے برابر[۳۲]

سودا نہ دوئی بول مت آگے کہ نبی سے
اس مرتبہ وہ اشرف الانساں ہے برابر[۳۳]

جس طرح تجلّی کو خدا کی، نہیں تکرار
حیدرؓ بھی محمدؐ سے بدیساں ہے برابر[۳۴]

اے خامہ، چل اب جلد مدینے سے نجف کو
مسطور سعادت ہے تو یاں واں ہے برابر[۳۵]

شاہا، درِ درگاہ کی تیرے جو ہے قندیل
کب جلوے سے اُس کے مہِ تاباں ہے برابر[۳۶]

۲۸- واں عقلِ کل و طفلِ دبستاں (ن) -
۳۲- اس بات میں جو شبہہ رکھے (بر) -
۳۴- تجلی کو خدا کے نہیں انکار (ن) -
۳۶- شاہنشہا درگاہ کی تیرے (ار) - شاہا درِ درگاہ کا تیرے (آ، ایج، ن) -

حو حاک ہوا در کی ترے ، حاک کا اُس کے
حو ذرّہ ہے سو ، مہرِ درحشاں ہے درابر[۳۷]
ناقہ ترے مشتاقِ زیارت کا نہ رفتار
صرصر سے سحر کی نہ بیاباں ہے درابر[۳۸]
واں مرتبہ رکھتا ہے حرس حصر کے دل کا
داؤد کے رسے سے حُدی حواں ہے درابر[۳۹]
حو صاحبِ تحقیق ہیں اُں سے مہیں محفی
حسم اُس کے میں نو طاہر و پنہاں ہے درابر[۴۰]
پا رہر کی اور رہر کی ، ساہا ، نہ ساناب
حوں پرورسِ موسمِ داراں ہے درابر[۴۱]
ہیرا بھی اسی طرح سے حلقے میں حدا کی
ہم دسمن و ہم دوست پہ احساں ہے درابر[۴۲]
لنگر حو ترے حلم کا ہووے نہ رمیں پر
پانی پہ رمیں ، کشتی نہ طوفاں ہے درابر[۴۳]

۳۷- حو خاک ہوا در کا ترے (آ ، ایح ، ار ، ل ، ی) - حو حاک ہوا در کے ترے حاک کا اس کے (ں) -
۳۹- رسے سے ثنا حواں ہے درابر (آ) -
۴۰- حسم اُں کے میں (آ ، ایح ، ار ، ف ، مو ، ر) - سب طاہر و پنہاں ہے درابر (ار) - حسم اُس کے میں نو طاہر و پنہاں ہے درابر (ں) -
۴۱- نا رہر کی اور رہر کی (ں) - پا رہر کی اور رہر کی سست نہ ساناب (ر) -
۴۲- حلقے نہ حدا کی (آ) - حلقے میں حدا کے (ں) -
۴۳- حلم کا ہو حاوے رمیں پر (ب) - حلم کا حاری ہو رمیں پر (ں) - کستیِ طوفاں ہے درابر (آ ، ف ، ر) - کشتی پہ طوفاں ہے درابر (ں) -

بیشے میں عدالت کے ترے گرگ سے تا شیر
گلّے کی نگہبانی کو چوپاں ہے برابر[۴۴]

ہر خاک کے ذرے کی ، صبا ، عہد میں تیرے
گلشن میں ترشّح کی نگہباں ہے برابر[۴۵]

شاہا ، تو وہ عادل ہے کہ شمشیر سے تیری
دو حصّے عدو ہو تو نہ میزاں ہے برابر[۴۶]

جوں مہر ، ترے رخشِ فلک سیر کے آگے
ہند و عربستاں و صفاہاں ہے برابر[۴۷]

تو رازِ الٰہی ہے ، کروں کیا تری تقریر
گو میں میں زباں ابرِ دُرافشاں ہے برابر[۴۸]

شایاں ہے ترے وصف کے قرآں کی فصاحت
یاں اس کے سوا طوطی و سحباں ہے برابر[۴۹]

جس جا چمنِ وصف نے گُل تیرے کیا ہے
سوسن کی زباں سے نہ زباں واں ہے برابر[۵۰]

سودا نہ دعا ختم کرے ہے اسے شاہا
تجھ مدح میں یہ نظم نہ ہدیاں ہے برابر[۵۱]

۴۵- ہر خاک کے ذرے پہ صبا (ایچ) - ہر خاک کے ذرے کو صبا (مو) - ہر خاک میں ذرے کے صبا (ن) - ترشّح کے نگہباں ہے برابر (ن) -

۴۶- شمشیر سے تیرے (ن) -

۴۸- زباں میری در افشاں ہے برابر (ایچ) -

۴۹- شاہا ہے ترے وصف میں قرآں (ایچ) - شایاں ترے وصف کے (ی) - شایاں ہے تری شان کے قرآں (مو) -

۵۱- یہ نظم مہریاں ہے برابر (ن) -

یا رب یہ صدا گوش زد اپنے ہو کہ باہم
دل دوستوں کا خرّم و شاداں ہے برابر[52]
کھیرے پھرں دشمن کہ تپ غم سے ہمارا
آتش کدہ و سینۂ سوزاں ہے برابر[53]

(۴)

در منقبت حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ

بستانِ دانۂ روئندہ ، ایک بار گرہ
کھلی جو کام سے میرے ، پڑی ہزار گرہ[1]
معقّد اتنی ہے خاطر مری کہ جائے نفس
کروں گا میں بہ دمِ واپسیں شمار گرہ[2]
عجب نہیں عوضِ اشک ، چشم سے میرے
چوئے بہ رنگِ سحابِ تگرگ بار گرہ[3]
یہ لٹ دھوئیں کی ہوں یا رب ، یہ زلفِ محبوباں
رکھے ہے کیوں مری خاطر کو ، روزگار ، گرہ[4]

---

(۴) سب نسخوں میں شامل ، نسخۂ حسب میں موجود ۔ غالباً ۱۱۷۴ھ سے قبل کی تصنیف ۔

۱- کھلے جو کام سے میری پڑے ہزار گرہ (ن) ۔ میرے پڑیں ہزار گرہ (آ) ۔

۲- خاطر مری کہ جائے کفس (ایچ متبادل) ۔ معقّد اپنی خاطر مری (ح) ۔

۳- عجب نہیں ہے عوض اشک (ی) ۔

۴- یہ لٹ دھوئیں کی ہے یا رب (آ ، ب ، ل ، مو ، ی ، ن) ۔ مری خاطر پہ روزگار گرہ (ر) ۔

کھلی نہ تجھ سے ، تمنّائے دل کی میرے ، بات
رہی زمانے میں اک یہ بھی یادگار گرہ۵

فلک کو بھیجے سرِ گردباد مجھ دل کا
جو ساتھ آہ کی پیچس کے ہو عمار گرہ۶

طرح ہلال کے ہوتا ہے ناخنِ تدبیر
کسادِ کار ہمارے میں تدر وار گرہ۷

گیا ہے چھوڑ کے یوں دل میں عقدہ غم تیرا
کہ تدِ یار میں دے جائے جیسے یار گرہ۸

جہاں میں جو ہے گرہ اُس کو پائداری ہے
نہیں سو بستگیِ دل کی پائدار گرہ۹

کھلے نہ لب حرسِ دل کے نالہ کرنے کو
ہمارے اشک کے ہے قافلے میں تار گرہ۱۰

۵- کھل نہ تجھ پہ (ب ، مو ، بر) - کھلے نہ مجھ پہ (ن) - مری بات (ن) - اک یہ ہی یادگار گرہ (ار) - اک یہ بھی ایک تار گرہ (ن) -
۶- پیچس سے ہو عمار گرہ (بر) - آہ کے پیچس کے ہو عمار گرہ (ن) -
۷- کشادہ کار ہمارے میں (ب ، ن) -
۸- گیا ہے چھوڑ کے یوں دل میں غم مرے عقدہ (ابح متبادل) - گیا ہے غم ترا یوں دل میں چھوڑ کر عقدہ (مو ، بر) - یہ شعر نسخہ ی میں نہیں ہے -
۹- نہیں جو بستگیِ دل کی (ن) -
۱۰- کھلے نہ اب حرسِ دل (ب ، مو ، ن) - قافلے میں یار گرہ (آ ، ن) - ہمارے اشک کے ہے قافلہ سلار گرہ (ابح متبادل) - ہے کارواں کا خاطر کی میرے تار گرہ (بر) -

بہ رنگِ شیشۂ مے وقت اشک ریزی کے
گلے سے پڑتی ہے دل تک مرے ہزار گرہ۱۱

سوائے ناخنِ دستِ دعا مرے دل سے
کھلی نہ عقدِ جہاں میں حباب وار گرہ۱۲

علاج قتل ہے واسد کا اب مری کہ بداں
پہنستی ہے نہ دمِ تیغ آبدار گرہ۱۳

قطعہ

کروڑ مرتبہ فصلِ بہار میں کھولی
صبا نے غنچوں کی، جا سوئے لالہ زار گرہ۱۴

ہزار حیف کہ میرے دلِ دربستہ کی
کھلی نہ اے نفسِ سرد ایک بار گرہ۱۵

غلط ہے تو جو زمانے میں سمجھے نہ **سودا**
کہ کارِ بستہ سے یاروں کے کھولیں یار گرہ۱۶

۱۱- وقت اشک لب ریزی (ل) - پڑتی ہیں دل تک (آ) - دل تک ہزار بار گرہ (ب، مو، بر، ن) -

۱۳- نہ دمِ تیغِ آب دار گرہ (آ) - کھلے ہے یہ نہ دمِ تیغِ آب دار گرہ (ایچ متبادل) -

۱۴- فصلِ بہار نے کھولی (ایچ) - صبا نے باغ میں جا (ف، ل، مو، ی) -

۱۵- ہزار حیف کہ یہ میرے دل کے رستے کی (ب، ن) -

۱۶- سمجھے اے سودا (آ، ایچ، ار، ب، مو، ل، ی) - سمجھے ہے سودا (بر) - یاروں کی کھولیں یار گرہ (ن) - یاروں کی کھولے یار گرہ (ایچ) -

بغیرِ ناخنِ شیرِ خدا جہاں میں کوئی
کسی کے کام سے کھولے نہ زینہار گرہ[۱۷]

غضب کے پنجے سے جس کے نہ رنگِ دانۂ اشک
نہ آسماں کی ہو جائے تار تار گرہ[۱۸]

ثباتِ چرخ یہ اُس کے نہیب کے آگے
کہ جوں دھوئیں کی، نہیں رکھتی اعتبار، گرہ[۱۹]

جو ضربِ گُرز کی، پشتِ فلک پہ، اُس کے آئے
تو کہکشاں وہیں ہو جائے شکلِ مار گرہ[۲۰]

گر اُس کے عدل میں چشمہ نہ موج کے آ جائے
تو سو سمٹ کے وہیں بحرِ بے کنار گرہ[۲۱]

گُتھا ہے دل میں خیال اُس کے وصفِ گلگوں کا
ہوئی ہے غنچے میں یاں بادِ نوبہار گرہ[۲۲]

ثنا میں اُس کے ولے کیونکہ اب بندھے مضموں
سوا کو دے نہ سکے کوئی زینہار گرہ[۲۳]

۱۷- کسی کے کام کی کھولے نہ (ایچ) - کسی کے کام کی کھولیں نہ (ب، ن) - کسی کے کار سے کھولے نہ (بر) -

۱۸- غضب کے پنجے سے جن کے (ار) - غضب سے پنجے سے جس کے (ل) - غضب کے پنجے سے اس کے (ار) - ہو جائیں تار تار گرہ (آ) -

۲۰- وہیں ہو جائے مثلِ مار گرہ (مو) -

۲۱- جو اُس کے عدل میں جس (ب، ن) - چشمہ نہ موج کی آ جائے (ن) -

۲۲- گُتھا ہے دل میں (ف) - کھُبا ہے دل میں (ایچ) - کیا ہے دل میں (آ، ب، ن) - غنچے میں اب بادِ بہار (ایچ، بر، ن) - غنچے میں اب آکے بہار (ار) -

ہر ایک اپنے موالی کے ، کیونکہ حاطر سے
نہ کھولے رور نبرد ، اس کی دوالفقار گرہ[۲۴]
رکھے ہے اس کی ترس آگے گوئے چرح یہ حکم
کہ حسے پیش دم تیغ آب دار گرہ[۲۵]

قطعہ

کیا تمیں فرص کہ ایدا ہے سب عدو کا نرے
کہ حس کے حوف میں گردوں سے آئیں چار گرہ[۲۶]
پر اس پہ تیر حو بیٹھے درا تو یوں پھوٹے
کہ حسے ہوتی ہے مسکے تے وار پار گرہ[۲۷]

قطعہ

وعا کے رور سناں پر حو تو اٹھا لیوے
عدو کے سنے سے نہالے کی کر دوسار گرہ[۲۸]

۲۴- موالی کے کسوں نہ حاطر سے (ار ، ن) -
۲۵- رکھے ہے کوئی ترش آگے اُس کے حرح یہ حکم (ایح مسادل) - رکھے ہے حس کی ترش آگے (مو ، ر) - رکھے ہے حن کی ترش آ کے کوئی حرح پہ حکم (ن) - گوئے چرع پہ حکم (ب) -
۲۶- کہ حس کے حوف میں گردوں (ایح ، ب) - کہ حس کے حوف سے گردوں (ار) -
۲۷- کہ حسے پھوٹے ہے مسکے کے (ایح) - کہ حیسے ہوتی ہے مٹکے کے (آ) - کہ حیسے ہوتی ہے مسکی کے (ن) -
۲۸- وعا کے رور عدو کو حو تو اُٹھا لیوے (ایح ، ب ، ن) - وعا کے رور حو نرے پہ تو اُٹھا لیوے (ار) - وغا کے رور حو ہو حاے تیرے نہالے کی (ایح متادل ، مو ، ر) - سناں پہ نہالے کے سنے سے کر دوسار گرہ (ایح ، ب) - عدو کے سینے سے نہالے کے ہووے پار گرہ (ار) - عدو کے سینے سے یا شاہ دیں دوسار گرہ (ایح متادل ، مو ، ر) - سناں یہ نہالے کے سینے سے کر دو چار گرہ (ن) -

تو نیرہ دار کموتر کی طرح سے ہر دم
لگے وہ کرنے ہوا بیچ دار دار گرہ[۲۹]
ر دس رواج ترے عہد میں ہے حسُن کا
نہ رنگِ آبلۂ دل ہے ناگوار گرہ[۳۰]

قطعہ

گدائے در ہے ترے ، مہر کے لئیں زرِ سرخ
دیا ہے کھول کے دامن سے اپنی دار گرہ[۳۱]
شہا میں کیا کہوں انگشتِ دست کی ، اس کے
جھوں کی گھِس گئی کرتے ہوئے شمار گرہ[۳۲]
کبھو نہ کھل سکے ، مرضی سوا ترے ، تدبیر
کسی کے کام سے کھولے اگر ہزار گرہ[۳۳]
خصوص میں کہ معتقد ہے یہ مری خاطر
کہ ہر گرہ میں ہزاروں ہیں جوں انار گرہ[۳۴]

۲۹۔ تو وہ یوں خاک نہ لوٹے کہ اس طرح سوئے (ایج متبادل ، بر) ۔ لگی وہ کرنے ہوا بیچ (ن) ۔ ہوا بیچ پار پار گرہ (ب) ۔ نہ سرہ تار کبوتر سے تار تار گرہ (ایج متبادل ، بر) ۔
۳۰۔ نہ رنگِ ابلہ دل ہے یہ ناگوار گرہ (ب ، ن) ۔
۳۱۔ دامن سے اپنے یار گرہ (آ ، ار ، ب) ۔ دامن سے کتنی تار گرہ (وو) ۔ دامن سے اپنے تار گرہ (ن) ۔
۳۲۔ انگشتِ دست کی ان کے (وو) ۔ انگشتِ دست کے اس کے (ن) ۔ انگشتِ دست سے اس کے (بر) ۔ جھوں کے گھِس گئی گنتے ہوئے شمار گرہ (ب ، ن)
۳۳۔ کبھی نہ کھل سکے (آ) ۔ کھولے کوئی ہزار گرہ (ار) ۔
۳۴۔ ہزاروں ہیں جوں انار گرہ (بر) ۔

پس اب بتا کہ اس الجھیڑے کی سوا تیرے
کُھلاوے کس کیے جا کر یہ خاکسار گرہ[۳۵]

وہ تیری ذات ہے مشکل کشا جو کھولے ہے
جہاں کے کام سے کیا لیل و کیا نہار گرہ[۳۶]

امید مجھ کو بھی ہے تیرے حول و قوت سے
نہ کر سکے مری خاطر میں اب قرار گرہ[۳۷]

سپند گرمیِ آتش سے جوں گریزاں ہو
مرے بھی دل سے کرے اس طرح فرار گرہ[۳۸]

کروں ہوں ختم دعائیے پر سخن کہ ادب
زباں کو دے ہے خموشی سے شمع وار گرہ[۳۹]

موالیوں کے دلوں کو شگفتگی کے ساتھ
ہمیشہ گل کی طرح دیوے روزگار گرہ[۴۰]

برائے خاطرِ اعدا زمانہ ہر اک آن
طلب کیا کرے غنچوں سے مستعار گرہ[۴۱]

۳۵- جا کر وہ خاکسار گرہ (ن) -
۳۶- مشکل کشا کہ جو کھولے (ایچ ، ب ، مو ، بر ، ن) - کیا لیل کیا نہار گرہ (ایچ) -
۳۷- امید مجھ کو یہ ہے (مو) -
۳۹- کروں میں ختم (ار) - زباں کو دے خموشی سے (ل) - خموشی سے شعلہ وار گرہ (ن) -
۴۰- موالیاں کے دلوں کو (آ ، ار ، ب ، ل ، ی) - موالیاں کی دلوں کی شگفتگی (ن) -
۴۱- زمانہ پر اک دن (ایچ متبادل ، ار) -

(۵)

در منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

سگ کو اپنے لیے کرتا ہے تابی آسماں
منہ نہ لاوے آرسی تا عیب روئے مردماں[1]

مستعد ایسا ہے یہ افعی گزیدِ حلق پر
بیچ اُس کی حال کا دیکھو تو ہے سکلِ دہاں[2]

جواں پر اس روسیہ کے سب سمجھ یاروں کو نقل
چمکیں ہیں تودے میں خاکستر کے یہ چنگاریاں[3]

ختم اُس پر ہو چکی بدخُلقی و بدعملی
پھر نہ آیا اُس کے گھر اُس کا گنا جو میہماں[4]

کام عالم کا نسانِ جوئے تصویر اُس کے ہاتھ
بند رہتا ہے بہ معنی، گو بہ صورت ہو رواں[5]

کھولتا ہرگز نہیں ہے، کارِ بستہ سے گرہ
تا نہ باندھا چاہیے، محکم کر اُسے، یہ بدگماں[6]

---

(۵) سب نسخوں میں شامل - نسخہٗ حبیب میں موجود - غالباً ۱۸۱۷ء سے قبل کی تصنیف -

۱- تا کہ لاوے آرسی ار عیب روئے مردماں (ایج متبادل) -

۳- یاروں کی نُقل (ایج، ب، بر، ن) - چمکے ہیں تودے میں (آ، ار، ل، مو، ی) -

۵- نسانِ جو ہے تصویر اس کے ہاتھ (ب، ن) - گو بہ صورت ہے رواں (ار، مو) -

۶- جب تلک ہرگز نہ کھولے کارِ بستہ سے گرہ (ایج متبادل، ار) -

سکی اوصاف کرتا ہے ، نصیب حسن و لطف

غنچۂ گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہے مکاں[٧]

ناتواں کو دے توانائی اگر اس کی مدد

خار ہو جاوے وہیں رہبر پائے رہرواں[٨]

دیکھ ٹک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ

دام گر پیدا کرے کوئی تو مت ہے نشاں[٩]

درپئے رنج و تعب رہتا ہے اہل درد کے

دکھ دہندوں کی ہواخواہی میں دے ہے اپنی جاں[١٠]

تا بریشہ ذرہ در مجھ کو پھراوے دھوپ میں

خار کے سر پر کرے داماں گل کو سائباں[١١]

میل کھینچے دیدۂ بینا میں یہ باریک عقل

پر کرے کحل الجواہر لے کے چشم سرمہ داں[١٢]

ابر دریا بار کو برساوے دشت یاس پر

خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جواں[١٣]

٧- نصیب حسن لطف (ار) -
٨- خار ہو جاویں وہیں (ب ، ن) - خار ہو جاوے ابھی رہبر پائے رہرواں (آ) -
٩- عنقا کا جو اس ظالم کے ہاتھ (ار) - دام پیدا گر کرے کوئی (ب ، ن) -
١١- داماں گل کا سائباں (ب ، ن) -
١٢- یہ باریک عقل (ن) - پر کرے کحل جواہر لے کے (ار) - لے کے چشم سرمہ داں (ن) -
١٣- ابر دریا بار کو برساوے کوہ و دشت میں (ار) -

ہنس کو موتی چگانا ہے سدا یہ بے تمیز
پوست کھسجے ہے ہما کا دے کے مشتِ استخواں[14]

رشتے کی خاطر کرے سوراخ ، گوہر کا جگر
بہرِ سودِ ناکساں اس سے کساں کا ہے زیاں[15]

گر اسے منظور ہو پرورش کی کسی کے پرورش
فائدہ اس کو نہیں کچھ بلکہ ہے نقصانِ جاں[16]

چشمِ مطلب ہووے روشن دیکھ کر قصّاب کی
فربہی سے بُز اگر ہو جاوے مثلِ پہلواں[17]

دور میں اس رُوسیہ کے اب بجز بخل و حسد
دوستی کا تو کہیں ہرگز نہیں نام و نشاں[18]

نور مہ ہر شمع کے دیکھے تو جلتا ہے پتنگ
دشمنی معشوق و عاشق تک ہے اپنی درمیاں[19]

ہاتھ سے حسرت کے اس کی جگ میں بس خاص و عام
حال روشن دل کرے یوں مطلعِ ثانی بیاں[20]

۱۴- ہنس کے موتی چگانا (ی) ۔
۱۵ سوراخ موتی کا جگر (بر) ۔ بہر سودِ ناکہاں اُس سے (ار) ۔ رشتے کے خاطر کرے (ن) ۔
۱۶- کسی کی پرورش (ن) ۔ فائدہ اس کو نہیں ہے بلکہ ہے (ایچ ، ار) ۔
۱۷- دیکھ کے قصّاب کی (آ) ۔ دیکھ کر قصّاب کو (ب ، ن) ۔
۱۸- دوستی کا تو نہیں ہرگز کہیں دم و نشاں (آ ، ار ، بر ، ن) ۔
۱۹- نور مہ ہر شمع کے دیکھے (ن) ۔ شمع کے دیکھو تو جلتا ہے پتنگ (بر) ۔ دشمنی معشوق عاشق تک (ی) ۔
۲۰- ہاتھ سے حسرت سے اس کے (ایچ ، ن) ۔ کرے یوں مطلع ثانی عیاں (ایچ) ۔ کرے اب مطلعِ ثانی بیان (ب ، ن) ۔

مطلع ثانی

ماہ کی خاطر مقرّر وقتِ شب ہے ایک ناں
پر حو یہ چاہے سدا ساری وہ ہووے سو کہاں[21]

اک لبِ ناں کے لیے حیراں ہوتے شہر شہر
مثلِ ماہِ نو پڑے پھرتے ہیں عالیِ ہمتّاں[22]

کیا کروں اس کی طبیعت کے ہاتّوں کو میں نقل
کیا کروں نیرنگیِ گردس کا اب اس کے بیاں[23]

آں میں اوجِ حسب کو پہنچے مجہول النسب
خاکِ ذلتّ پر گرے پل میں فلاں ابنِ فلاں[24]

چتر ہوتا کاسۂ فقر اکثر آیا ہے نظر
دارہا تختے پہ دیکھا صاحبِ تختِ رواں[25]

تا کجا کہیے عرض اس سفلۂ دوں کا مزاج
اک وتیرے پر نہیں، گاہے چنیں گاہے چناں[26]

۲۱- ماہ کے خاطر مقرر (ن) - ساری وہ ہووے پھر کہاں (ل) - ساری سو وہ ہووے کہاں (ار ، بر) -
۲۲- ایک لب ناں کے لیے (ن) -
۲۳- کیا کروں اس کی طبیعت کی ملاکت کا میں نقل (ار) - طبیعت کے تلتّوں کی میں نقل (ایج ، فو) - کیا کروں نیرنگیِ گردش کا اُس سے ہی بیاں (ار) -
۲۴- خاک ذلتّ سے گرے (ایج) - پل میں فلاں ابنِ الفلاں (ن) -
۲۵- اکثر آتا ہے نظر (آ) -
۲۶- سفلۂ دوں کے مزاج (آ ، ب ، ف ، ل ، ی ، ن) -

پس جو ایسا ہو کوئی اے دل نہ کیجے اُس کا ذکر

آشنا کر اب غزل حوالی سے تو اپنی زباں[۲۷]

غزل

گر شمیمِ زلف کا تیرے چمن میں ہو بیاں

نکہتِ گل سے پریشاں ہو دماغِ بلبلاں[۲۸]

طوطیِ تصویر اُس کے رو بہ رو کرتی ہے نطق

محو جو دیدار کا تیرے ہوا آئینہ ساں[۲۹]

مشربِ عشّاق پر تہا نہیں ہے دست برد

بار ے تیرے کیا پامال زہدِ زاہداں[۳۰]

عشوہ کرتا ہے جو کچھ تیرا جہاں کے سر پہ اب

چاہیے ہو ترس اُس سے جفائے آسماں[۳۱]

حسن سے پوچھوں ہوں تو کیوں نالاں ہے سو کہتا ہے یہ

ہاتھ سے ان کافروں کے ، نام ہے حسن کا نشاں[۳۲]

۲۷- پس جو ایسا ہو تو بس اے دل (ب) - پس جو ایسا کوئی ہو اے دل (بر) - پس جو ایسا ہو بس اے دل تو نہ کیجے (ن) - آشنا کر تو غزل حوالی سے اب اپنی زباں (ل ، ی) -

۲۸- گر چمن میں تجھ شمیمِ زلف کا ہووے بیاں (ار) -

۲۹- طوطیِ تصویر اس کی رو بہ رو (ن) -

۳۱- عشوہ کرتا ہے ترا جو کچھ جہاں کے (ب ، ن) - عسوہ کرتا ہے ترا جو کچھ جہاں کے سر اوپر (ایع ، ار ، بر) -

۳۲- حسن سے پوچھو ہوں تو کیوں نالا ہے سو (ن) - نام حسن کا ہے نشاں (ن) -

دل مرا ُدکھیا رہا ہے کاسۂ چینی کی طرح
ُمو برابر ٹھس لگتی ہے تو کرتا ہوں فغاں[۳۳]

یار معشوقاں جو دیکھو ، جور گردوں سے زیاد
ہے عجب احوال دنیا میں کوئی جاوے کہاں[۳۴]

منہ کرو جیدھر کو تو ہوتی ہے آفت ُرو بہ ُرو
جس طرف جاؤ تو ہے درپے بلائے ناگہاں[۳۵]

اب کہیں عالم میں اے **سودا** نظر آتا نہیں
جز پناہ اُس آستاں کے موضع امن و اماں[۳۶]

جس کا پائے قدر ایسا ہے کہ دیکھیں ہیں جسے
تھام کر دستار اپنی عرش کے باشندگاں[۳۷]

کرسی اُس گھرکی جو کچھ رکھے ہے قدر و منزلت
دیدۂ تحقیق میں ، یہ عرش کا پایہ کہاں[۳۸]

۳۳- دل مرا دکھ پا رہا ہے (آ ، ار ، ف ، ل ، مو ، ر ، ی) - کرتا ہے فغاں (آ ، ایج ، ار ، ب ، ل ، ر ، ی)-

۳۴- جور گردوں سے ہے زیاد (ایج ، ی ، ن) - احوال دنیا کا کوئی جائے کہاں (مو) -

۳۵- منہ کروں جیدھر کو (ایج ، ار) - تو ہووے ہے آفت ُرو بہ ُرو (ار) - جس طرف جاوے تو ہے (ایج) - جس طرف جاؤں (ار ، ب ، ن) -

۳۷- جس کا پایہ قدر ایسا (ن) - ایسا ہے کہ دیکھے ہیں جسے (ایج ، ار ، مو) -

۳۸- جو کچھ رکھتی ہے قدر و منزلت (آ ، ار ، ف ، ل ، نو ، ر ، ی) -

سطح پر اُس کے مَلک پھرتے ہیں با ذوقِ تمام
صحن میں کرتا ہے روح القدس مجرا جا کے واں[۳۹]

اس کی قندیل و چراغ آگے یہ حورشید و فلک
جوں چراغِ مصطرب اک قمقمے کے درمیاں[۳۰]

شعلہ کوہِ طور سے کیا کم ہے اس روضے کی شمع
دونوں آپس میں ہیں گویا حلقتِ یک دودماں[۳۱]

عالمِ لاہوت ہو اُس کی نگہ کا سیرگاہ
دیویں حس اعمیٰ کو گرد اُس کی اگر اک سرمہ داں[۳۲]

ہے عنایات و کرم کا مبدأ عالم میں وہ قصر
دستِ فیضِ جاری اُس کے سقف کا ہے ناوداں[۳۳]

ملتجی اُس در پہ ہر اک صبح محتاج و غنی
ملتمس ہر شام درباں سے گدا و خسرواں[۳۴]

۲۹۔ صحن میں روح الامیں کرتا ہے مجرا جا کے واں (بر)۔
۳۰۔ اس کے قندیل و چراغ (ن)۔ آگے یہ حورشیدِ فلک (ل ،
فو ، بر)۔
۳۱۔ شعلہ گاہِ طور سے کیا (ار)۔ شعلۂ کُنبھہ طور سے (ف ، فو ، بر)۔
۳۲۔ اس کی نظر کا سیرگاہ (ار ، بر)۔ اس کی نگہ کی سیرگاہ (فو)۔
گرد اس کے سے کر یک سرمہ داں (ن)۔ گرد اس کی سے کر
یک سرمہ داں (ب ، فو)۔ دیوے حس اعمیٰ کو گرد اس کی
اگر اک سرمہ داں (ار)۔
۳۳۔ ہے عنایات و کرم کا مبدءِ عالم وہ قصر (ار ، فو)۔ مبدع عالی
وہ قصر (بر)۔ مبدع عالم میں وہ قصر (ن)۔ دست جاری فیض
اس کے (آ ، فو)۔ دست فیض حود اُس کے سقف کا (ب ، ن)۔
ہے ناوداں (ن)۔
۳۴۔ در پہ ہر اک پہنچے محتاج و غنی (ایح متبادل)۔

کیا بتاؤں ہے جو کچھ اُس کے کتابے کو شرف
حس کو سمجھے وہم ، رشکِ سرنوشتِ مرسلاں[۴۵]
کھولے اک ناخن سے وہ کارِ دو عالم کی گرہ
معجزہ محراب سے اُس در کے ہوتا ہے عیاں[۴۶]

قطعہ

ایک دن پوچھا مرے دل نے س پیرِ عقل سے
کس مکیں سے یہ شرف رکھتا ہے کہہ تو وہ مکاں[۴۷]
یہ کہا سن کر معاذ اللہ ! اے نادان حموس
کیوں کٹایا چاہتا ہے حلق سے میری زباں[۴۸]
مطلق اس معنی سے آگاہی نہیں میرے تئیں
مجھ پر اس تحقیق کا مت رکھ یقیں بلکہ گماں[۴۹]
واقفِ اسرار اُس کا کون چھٹ اسرارِ حق
راز کا اُس کے نہیں جز رازِ حق کے راز داں[۵۰]

۴۵۔ اُس کے کتبے کو شرف (ار) ۔ اس کی کتابے کو شرف (ن) ۔
۴۶۔ معجزہ محراب سے ہوتا ہے اُس در کے عیاں (مو) ۔
۴۷۔ کس مکیں سے وہ شرف (ایح) ۔ رکھتا ہے کہہ تو یہ مکاں (ایح) ۔
۴۸۔ چاہتا ہے حلق سے میری زباں (ار ، ف ، ر) ۔
۴۹۔ مجھ پر اس تحقیق پر مت رکھ (ب ، ن) ۔
۵۰۔ اس کا کون جز اسرار حق (آ ، مو) ۔ جز رازِ حق کوئی راز داں (ایح) ۔ جز رازِ حق کا رازداں (ار) ۔

لیکن اتنا تجھ سے کہتا ہوں اگر ہے تجھ کو ہوس
سن کے یہ کر لے اسی سے اپنی تو خاطر نشاں[۵۱]

کعبے کہ بت خانے سے ہرگز نہ کرتا کوئی فرق
گر نہ ہوتا اس کا واں پائے نولند درمیاں[۵۲]

یہ سخن نکلا زباں سے جونہی پیر عقل کے
سنتے ہی اس حرف کے دل نے کہا اس سے کہ ہاں[۵۳]

پس یداللہ بے شک و لاریب داروئے نبی
قوت ہر یک ضعف و طاقت ہر ناتواں[۵۴]

گوہر بحر حقیقت ، لعل کان معرفت
نور مہر لامکاں ، چشم و چراغ قدسیاں[۵۵]

اس کے شمع رائے سے روشن ہو حس جا گہ چراغ
عقل کل گرد اس کے نال افساں پھرے پروانہ ساں[۵۶]

اس کے چشم فہم کے آگے سدا اپنے تئیں
ہے دو عالم میں جو کچھ بھی ، سو رکھتا ہے عیاں[۵۷]

گر حقیقت کے چلے پردے کی سمت اس کی نگاہ
نکلے ہے اودھر سے استقبال کو راز نہاں[۵۸]

۵۱- تجھ کو کہتا ہوں (ار) - سن کے یہ کر لے اسے ہی اپنے تو خاطر نشاں (آ) -
۵۲- کعبہ و بت خانے سے ہرگز (آ) -
۵۳- سنتے ہی اس حرف کے دل نے اُسے بولا کہ ہاں (ار) - زباں سے جو ہیں پیر عقل کے (ں) -
۵۶- روشن ہے حس جا گہ چراغ (ار) - عقل کا گرد اُس کے (ی) -
۵۷- آگے سدا آئینہ ساں (ار) - جو کچھ بھی سو رہتا ہے عیاں (ار) -

قطعہ

نار حب ذرتے ہیں بخشش اُس کی ، سائل کے لیے
اس قدر ہوتا ہے تب طولِ قطارِ محتیاں[۵۹]
قصد جائے کا کیا چاہے اگر اُس طول کے
اِس سرے سے اُس سرے تک پیکِ وہمِ مردماں[۶۰]
اِس قدر ماندہ ہو ، پہنچے اُس کے گر عشرِ عشیر
تا اند چاہے کہ اُودھر سے پھرے ، طاقت کہاں[۶۱]

قطعہ

لا چکی ہووے عمل میں وہ جو مہتابِ حلق
حکم اُس کا بازگشت اُس کے بہ گر ہووے رواں[۶۲]
کان کے پردے تلک پہنچی ہوئی صوتِ عنا
پھر کے اُودھر سے چلے سوئے دہانِ مطرباں[۶۳]
کھینچ کر اپنی سرائیں سے سرابِ خوردہ کو
دانۂ انگور کے شیشے میں کر دیں مے کشاں[۶۴]

۵۹- بخشش اُس کے سائل کے لیے (ن) -
۶۰- چاہے اگر اس طول کا (ر) -
۶۱- تا اند چاہے جو اودھر سے پھرے (آ) - تا اند چاہے پھرے اودھر سے پر طاقت کہاں (ار) -
۶۲- پہنچی ہو گر صوتِ عنا (آ) - پھر کے اودھر سے چلی (ن) -
۶۴- کھینچ کر اپنی سرائیں سے شرابِ خورد کو (ن) - دانۂ انگور میں شیشے سے کر دیں (ار) -

اُس کے حفظِ عدل میں ہے کس توانا کی مجال
دیکھ سکتا ہو حقارت سے جو سوئے ناتواں[۶۵]

بندوبست ایسا ہے عالم میں کہ تارِ عنکبوت
کرگدن کے واسطے رکھتا ہے حکمِ ریسماں[۶۶]

قطعہ

اِس قدر رکھتی ہے صولت اُس کی شمشیرِ دو سر
گر صفِ اعدا میں جا کر کہیے اُس کا نشاں[۶۷]

ڈال دیں روئیں تن اُس ہنگام میداں میں سپر
مو سے باریک اپنی گردن کو بناویں سرکشاں[۶۸]

کب ہو جلّادِ فلک میں اُس گھڑی یارائے نطق
ہونٹ لاگے چاٹنے، لکنت کرے منہ میں زباں[۶۹]

انگلیاں اُڑ جائیں دم پر اُس کے، دستِ وہم کی
آب داری اُس کی گر کیجے قیاساً امتحاں[۷۰]

قطعہ

کس میں یہ قدرت جو کوئی منہ پہ اُس کے آ سکے
آشنا ہووے گر اُس کے عکس سے آبِ رواں[۷۱]

۶۵- حقارت سے نہ سوئے ناتواں (بر) -
۶۷- جا کر کیجیے اس کا مکاں (ل) -
۶۸- گردن کو بناویں سرکشاں (آ ، ل) - گردن کر بتاویں سرکشاں (بر) -
۶۹- جلادِ فلک کو اُس گھڑی (مو ، بر) -

دھار پانی کی وہیں لیتی زمیں کے قطر کو
کاٹ کر اودھر ہو نکلے پردۂ نہ آسماں[۴۲]
صورِ اسرافیل سے کچھ کم نہیں اس کا نیام
نکلے وہ اس میں سے تو سورِ قیامت ہو عیاں[۴۳]
حتی ہے جمعیتِ افلاک، ہووے منتشر
داب کیا داہم رہیں احرائے ارضی توامان[۴۴]
کیا بتاؤں حس قدر اس کی برش میں ہے صفا
کیا کروں میں رورِ بازو اپنے مولا کا بیاں[۴۵]
رورِ میداں سامنے آوے گر اِس تن کا عدو
گوے نہ گردوں سا جس کے سر کا ہووے استخواں[۴۶]
حب کمر سے کھینچ کر مارے وہ اس کے فرق پر
موے سر سے تاحِ پا تک نہ ٹھہرے درمیاں[۴۷]
ہے عرض جوہر تو یہ اس کا حو کچھ تم نے سنا
سکل و نام اس کا نتاؤں کیا تمھیں اے دوستاں[۴۸]

۴۲- رمیں کے قطرے کو (ایح، ی) - دھار پانی کی وہیں لپٹے (آ) - دھار پانی کی وہیں یلٹے رمیں کے قطرے کو (ار) - وہیں لپٹے رمیں کے قعر کو (ب، ں) - کاٹ کر اودھر سے نکلے (ر) - کاٹ کر اودھر کو نکلے (ں) -

۴۳- کچھ کم ہیں اس کی نیام (ر) - کچھ کم ہیں ہے اس کا نام (ی) - شور و قیامت ہو عیاں (ی) -

۴۴- حتے ہیں جمعیتِ افلاک ہوویں منتسر (ایح) - باہم رہیں اجزائے ارص و آسماں (ار) -

۴۵- برش کا ہے صفا (ں) -

۴۶- زور میداں سامنے (ں) - کوئی نہ گردوں سا (ں) -

۴۷- مارے یہ اس کے فرق پر (ار) -

ہے دو انگشتِ قصائے مُبرم اعدا کے لیے
دوالفقار اُس کے نہیں کھیے ہیں لیکن مردماں۷۹
اُس کے بوس کا جو پوچھا چاہیے ہے وصفِ جمال
پڑھ کے یہ مطلع کہا معدور ہوں اے مہرباں۸۰

مطلعِ دیگر

حسن و لطف، آشفتگی کا حسن کے کانوں کا بیاں
باغ میں سوسن نہیں کر سکتی نا چندیں زباں۸۱
دیں حراج آنکھوں کو حس کے چشمِ حوبانِ عرب
باج دیویں یال و دُم کو زلف و جعدِ مہ وشاں۸۲
اُس کے شبہے کو سمجھ کر قہقہا، کہتی ہے حلق
کیا یہ چرنا ہے بجائے کاہ کشتِ زعفراں۸۳
حوس کمر اتنا کہ حوں پیوستہ ابرو میں ہو حال
جائے ریں ہے یہ گریباں و کفل کے درمیاں۸۴
حوس بدن ارس کہ ہے حوں احمرِ چرخِ کبود
جلد کے نیچے سے ہر قطرہ لہو کا ہے عیاں۸۵

۷۹- ہے وہ انگست قصائے مبرم (آ) ۔
۸۰- حو پوچھا چاہیے وصف و کمال (ایج) ۔ پڑھ کے یہ مطلع کیا معدور (ن) ۔
۸۱- حس کے کانوں کے بیاں (آ ، ل ، ف ، مو ، ی) ۔ جس کے بالوں کا بیاں (ن متبادل) ۔ نہیں کہہ سکی نا چندیں زباں (بر) ۔
۸۲- باج دیویں بال و دُم کو (ن) ۔
۸۳- اُس کی شیحی کو سمجھ کر قہقہا (ار) ۔ اُس کے بیہے کو سمجھ کر (ب) ۔ اس کے پٹھے کو سمجھ کر (ن) ۔ کہتا ہے حلق (ار) ۔
۸۴- حوں پیوستہ ہو ابرو میں حال (آ ، ل) ۔

ہو اگر یہ شرق میں اور سامنے ہو اُس کے غرب
ٹک اُسے راکب کہے اُس وقت اتنا ہی کہ "ہاں"۹۴
پہنچنے پاوے ہوائے "ہاں" نہ منہ سے تا نہ لب
پہنچے ہے یہ باد پیما یاں سے واں اور واں سے یاں۹۵
پس حو ایسا ہو تو کر سکتا ہے کوئی اس کا وصف ؟
جُز درود اُس کی ثنا میں کیا کہے میری زباں۹۶
سن چکا سودا زباں سے میری اُس مرکب کے وصف
اُس کے راکب کی ثنا و مدح اور تیرا دہاں۹۷
ہے کروڑوں کوس سعر و شاعری سے اُس کی مدح
دیکھیو کرتا ہوں یاں زورِ طبیعت امتحاں۹۸

۹۴- اور سامنے اس کے ہو عرب (ار) - 'ٹک اسے راکب کہے اتنا ہی منہ سے بس کہ ہاں (ب ، ن) -

۹۵- ہوائے ہاں نہ منہ سے لب تلک (ف) - پہنچے ہے یہ باد پا یاں سے (آ) -

۹۶- پر حو ایسا ہو تو کر سکتا (آ ، ل ، ی) - کر سکتا ہے کوئی اس کے وصف (ایچ) - کر سکتا ہے کوئی صفت (ار) - کیا کہے اس کی زباں (ل) -

۹۷- زباں سے تیری (ایچ ، مو) - اس مرکب کا وصف (آ ، ایچ ، ب ، ل ، ار ، بر ، ن) - راکب کے ثنا و مدح (ن) - ثنا و مدح اور میری زباں (ار) -

۹۸- دیکھیو کرتا ہے یاں زورِ طبیعت امتحاں (آ) - دیکھیو کرتا ہوں یاں (ایچ ، ف ، مو ، بر ، ی) - دیکھ کرتا ہے کوئی زورِ طبیعت امتحاں (ار) - دیکھیو کرتا ہو اب زورِ طبیعت امتحاں (ب) - دیکھیو کرتا ہے اب زورِ طبیعت امتحاں (ن) -

مرتبہ ہے جس جگہ اُس کا ، خیالِ عقلِ کُل
پہنچنے کا قصد واں رکّھے تو ڈھونڈے نردباں۹۹

وہ جنابِ عالی ایسا ہے کہ جس کی مدح میں
ہو سکے آدم کی خلقت سے کوئی رطب اللساں؟۱۰۰

انّما کی آیہ نازل ہونے سے پیدا ہے یہ
مدح میں اُس کے ہے خلاّقِ زمیں و آسماں۱۰۱

یہ سخن سن کر کہا میں نے کہ یاں تک اے قلم
دور عقل و ہوش سے میرے تئیں مت کر گماں۱۰۲

ہے یہ تیرا ہی خیال ایدھر کہ میں کرتا ہوں مدح
مور سے ہیہات ، کب وصفِ سلیماں ہو بیاں۱۰۳

ہے غرض اس نظم سے اتنی ہی کچھ تا کیجیے
عرض اپنے حال کی نزدِ شہِ ہر دو جہاں۱۰۴

یا ولی اللہ ہے مجھ پر یقیں گرچہ یہ
ہے وہ کیا مخفی جہاں میں جو نہیں تجھ پر عیاں۱۰۵

۹۹- خیال و عقلِ کُل (ب) ۔
۱۰۲- دور عقل و ہوش سے تو میرے مت کر تو گماں (آ) ۔ دور عقل و ہوش سے میرے تو یہ مت کر گماں (ل) ۔ یہ شعر نو میں نہیں ہے ۔
۱۰۳- ہے یہ میرا ہی خیال ایدھر (ب ، ن) ۔ کہ میں لکھتا ہوں مدح (ر) ۔
۱۰۴- نظم سے اتنا ہی کچھ تا کیجیے (ار) ۔ نظم سے اتنی کہ تا کچھ کیجیے (ب ، ن) ۔ عرض اپنے حال کا (آ ، ب ، ف ، ل ی ، ن) ۔
۱۰۵- جہاں میں جو نہ ہو تجھ پر عیاں (ار) ۔

لیکن ارس جورِ گردوں نے کیا ہے مجھ کو تنگ
مضطرب ہو کر میں اپنا حال کرتا ہوں بیاں[۱۰۶]

آفتِ تـو گر ہم پہچے کسی کے واسطے
بھیجتا ہے اُس کو یہ مجھ پر برائے امتحاں[۱۰۷]

خانہٗ چشمِ حلائق سے اٹھا کر خواب کو
ہیں جہاں طالع مرے ، دیتا ہے اُس گھر میں مکاں[۱۰۸]

ہر کسی کے بھیجے ہے اَوجِ سعادت کے لیے
مژدہ دیے کبھو ہما کو مرے مشتِ استخواں[۱۰۹]

گلشنِ امیّد سے لے کر نسیمِ صبح دم
دے چراغِ محب کو مرے ہمیشہ ارمغاں[۱۱۰]

گوش رد میرے نہ کی آن نے کبھی آوازِ حوس
جب سے میں نے آ کے دیکھا ہے جہاں کا گلستاں[۱۱۱]

۱۰۶- جورگردوں نے کیا مجھ کو تنگ (ار) - لیکں اب اس جورگردوں نے کیا ہے مجھ کو تنگ (ل) -

۱۰۷- ہم پہچے کسو کے واسطے (فو) - بھیجتا ہے اُس کو مجھ پر یہ برائے امتحاں (ار) -

۱۰۸- ہے جہاں طالع مرا دیتا ہے اُس جاگہ مکاں (ایچ متبادل) - طالع مرے اُس گھر میں دیتا ہے مکاں (آ ، ار ، سہ ، فو ، ل ، ر ، ی) -

۱۰۹- ہر کسی کو پہچے اوجِ سعادت کے لیے (ار) - ہر کسی کے پہچے ہے اوجِ سعادت کے لیے (ر) - مژدہ دینے کبھو ہما کو (آ ، فو ، ل) - مرد دیے کو ہما کو (ایچ) - مرد میں دیتا ہما کو میرے مشتِ استعواں (ار) -

۱۱۱- دیکھا ہے گلستانِ جہاں (ار) - ہے جہاں کے گلستاں (ر) - کبھو آوار حوش (ل) -

ہانگ ِ چغد ِ دشت کر دیتا ہے اُس کا انقلاب
سمع تک پہنچے اگر میرے نوائے بُلبُلاں ۱۱۲
کب تلک بے امتیاری کیجے اس ملعوں کی ذکر
تا کُجا اس کے جفا و جور سے کیجے بیاں ۱۱۳
ڈالتا ہوں جس طرف صیاد اسے گھر کی میں
اُس طرف کرتا ہے یہ سیل ِ حرابی کو رواں ۱۱۴
گرچہ ہوں بے جا نماں اُس کی عداوت سے ولے
خوش ہوں میں ، نے رنج ِ دربستی نہ فکر ِ پاسباں ۱۱۵
پر مجھے ہے دغدغہ ایسا کہ یہ ظالم کہیں
سر زمین ِ ہند کو سونپے نہ میرے اُستخواں ۱۱۶
اے سہ ِ دنیا و دیں تجھ سے ہے میرا اک سوال
مطلع ِ پنجم سے ہے اس نظم میں جس کا بیاں ۱۱۷

۱۱۲- ہانگ ِ چغد ِ رشت (ار) - کر دیتا ہے اس کو انقلاب (ایچ) - سمع تک میرے اگر پہنچے نوائے بُلبُلاں (آ ، ار) -

۱۱۳- تا کُجا بے امتیاری (ایچ) - کب تلک بے احتیاری کیجے (ار) - اس ملعوں کا ذکر (آ ، ایچ ، ار ، ن) - کب تلک بے امتیازی کا ہو اس ملعوں کے ذکر (بر) - جفا و جور کا کیجے بیاں (ایچ ، بر) - جفا و جور سے کیجے معاں (آ) -

۱۱۴- کرتا ہے وہ سیل ِ حرابی کو رواں (ار) -

۱۱۵- نے رنج ِ در بستی نہ فکر ِ درباں (ایچ متبادل) - خوش ہوں میں نہ رنج در ہے مجھ کو نہ فکر درباں (ار) - خوش ہوں میں نہ رنج در کا ہے نہ فکر ِ پاسباں (ب ، ن) -

۱۱۶- اور مجھے ہے دغدغہ (ار) -

۱۱۷- مطلع پنجم میں ہے (ایچ متبادل ، ی) - اس نظم سے جس کا بیاں (آ) - جس نظم میں اس کا بیاں (ایچ متبادل) - اس نظم کے جس کا بیاں (مو) -

مطلعِ دیگر

تجھ ہمم سے نفع کو پہنچے زمیں و آسماں
مہر و مہ لیں سیم و زر اور لعل و گوہر بحر و کاں[۱۱۸]

کچھ عنایات و کرم سے اپنے مجھ کو بھی دلا
لیکن اس داد و ستد کے، شرط ہے یہ، درمیاں[۱۱۹]

خواہشِ دل کے موافق اپنے جو چاہوں سو لوں
ورنہ جو ہمت ہے تیری کیا کروں اس کا بیاں[۱۲۰]

مانگے جو زیرے کا دانہ، پاوے وہ کرماں کا ملک
چاہے جو طوطی کا پر، اس کو ملے ہندوستاں[۱۲۱]

ایسی بخشش کے کہیں عہدے سے بر آتا ہوں میں
تیری ہمت کے موافق لوں تو میں رکھوں کہاں[۱۲۲]

ہاں مگر یوں ہو کہ میرا پنجۂ معجز طراز
ایک مٹھی بیچ کر دیوے مجھے دونوں جہاں[۱۲۳]

اور بعد از مرگ ہو یا شاہِ دیں مشتِ عبیر
واسطے حسب و کفن کے، تیری خاکِ آستاں[۱۲۴]

۱۱۸- مہر و مہ لیں سیم زر اور لعل گوہر بحر و کاں (ایج)۔
۱۱۹- اپنے مجھ کو بھی دلا (بر)۔ داد و ستد کی شرط ہے یہ درمیاں (ن)۔
۱۲۱- اس کے ملے ہندوستاں (آ)۔
۱۲۲- ایسی بخشش کی کہیں (ن)۔ تیری ہمت کے موافق لوں تو میں راکھوں کہاں (ار)۔
۱۲۳- کر دیوے مجھے ہر دو جہاں (ار، فو)۔
۱۲۴- اور بعد مرگ ہو (ار، ف)۔ واسطے میت کفن کے (آ)۔ واسطے جیبِ کفن کے (ایج، ل، فو، بر)۔

پر مرا مطلب تو یہ کچھ ہے کہ تیرے در سوا
سر فرو لاؤں نہ میں پیشِ درِ نواب و خاں۱۲۵
اس سوا اور کیا تمنا ہے، کروں میں جس کو عرض
چرخ کا ہے مایۂ دنیا نہ پیشِ عاقلاں۱۲۶
کر تو سودا اب قصیدے کو دعائیے پہ ختم
گو خطاب اِس کو دیا ہے تو نے "عرِ بے کراں"۱۲۷
تاکہ ہیئت کو زمانے کی ہے یا مولا قرار
محمد جب تک ہے اجزائے زمین و آسماں۱۲۸
دوستوں کو تیرے نت اوجِ سعادت ہو نصیب
خاک، دانت سے رہیں یکساں ہمیشہ، دشمناں۱۲۹

(۶)

در منقبتِ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

یار و مہتاب و گُل و شمع ہم چاروں ایک
میں، کتاں، بلبل و پروانہ یہ ہم چاروں ایک[۱]

۱۲۵- سر فرو لاؤں نہ میں در پیشِ ہر نواب و خان (ار)۔
۱۲۶- کروں میں جس کی عرض (ار)۔ دیں اور دنیا بھی ہے کچھ پیش۔ فہمِ عاقلاں (ار)۔
۱۲۷- کر تو اب سودا قصیدے کو (ایج، ار)۔
۱۲۸- تاکہ ہیئت کو زمانے کی ہے (آ)۔ محمد جب تک ہیں (مو)۔
۱۲۹- خاکِ ذلت میں رہیں (ار، مو، ن)۔ خاکِ ذلت پر رہیں (بر)۔
(۶) سب نسخوں میں شامل بجز 'ار'۔ ابوالحسن کے مطابق، سودا نے در اصل یہ قصیدہ نواب مہربان خاں رند کی مدح میں لکھا تھا لیکن بعد میں حضرت علیؓ کے نام کردیا۔

ہے مجھے ابر و ہوا ، شیشہ و جام اب کہ ہوئے
گریہ و نالہ ، دل و دیدۂ نم ، چاروں ایک[2]

یار ہی کلمۂ ہجراں میں نہ ہووے تو ہمیں
خلوت و شمع و دل و داغِ الم چاروں ایک[3]

آہ کس کس سے مجھے دل کہ ہوئے ہیں بیرے
غمزہ و ناز و ادا ، عشوہ ، صنم چاروں ایک[4]

بادِ تند و شررِ برق و خس و خار اے یار
خو تری خلق ہوئی ہو کے بہم چاروں ایک[5]

یار ، اس کو ، ہے جسے تجھ سے رضا و تسلیم
لطف و اشفاق ، ترا جور و ستم چاروں ایک[6]

حسن کے تو پاس نہ ہووے تو آسے عالم میں
مجلس و شادی و تنہائی و غم ، چاروں ایک[7]

۲- شیشہ و جام آب ہوئے (آ) - شیشہ و جام اب کے ہوئی (ن) - ہے مجھے اب وہ ہوا ، شیشہ و مے جام کہ یہ (ایج) - گریہ و نالہ و دل دیدۂ نم چاروں ایک (آ ، ایج ، ل) -

۳- یار گر کلمۂ ہجراں میں (بر) - یار اگر کلمۂ ہجراں میں (ب ، ن) - دل و داغ و الم چاروں ایک (ایج) - خلوت و شمع دل و داغِ الم (ب ، ن) -

۴- غمزہ و عشوہ ادا ناز صنم چاروں ایک (آ ، ل ، ی) -

۵- شرر و برق و خس و خار (آ ، ایج ، ب ، ل ، مو ، ی ، ن) - خو تری خلق ہوئی مل کے بہم (ل ، بر) -

۶- یار اس کو ہے جسے تجھ سے (ب ، ن) - یہ شعر نسخہ جات ل ، ی میں نہیں ہے -

سرو و ابر و ہوا ، گُل ، نہ سدا ہوں یکجا
ساقیا ، جام ، کہ ہیں یہ کوئی دم چاروں ایک[۸]

آن کے نزدیک ، جو ہیں خاک نشینِ درِ یار
مسند و روے زمیں ، تخت و کلم چاروں ایک[۹]

زاہد و پیرِ مغاں ، برہمن و شیخ ، اے یار
دل میں رکھتے ہیں ترے ہاتھ سے غم چاروں ایک[۱۰]

کر دیا پل میں کرشمے نے تری آنکھوں کے
مسجد و مے کدہ و دیر و حرم چاروں ایک[۱۱]

خرد و ہوش و دل و دین کریں ہیں پیدا
دیکھ کر یار تجھے ، صورتِ رم چاروں ایک[۱۲]

کاغذ و خامہ و تحریر و مرکّب سودا
ہو کے کہتے ہیں ہمیک اہلِ کرم چاروں ایک[۱۳]

شاہِ مرداں تری خلقت جو نہ ہوتی مسطور
ہوتے عنصر نہ کبھو مل کے بہم چاروں ایک[۱۴]

۸- ہوا گُل نہ ہوں چاروں یکجا (ایج متبادل) - ساقیا جاں کہ ہیں یہ (آ ، ل) -
۹- جو ہیں خاک نشین دربار (ن) -
۱۰- زاہدا پیرِمغاں (ایج) - زاہد و پیرِ مغاں ، شیخ و برہمن اے یار (مو) -
۱۱- کر دیے پل میں کرشمے نے ترے آنکھوں کے (ن) - مے کدہ و دیر حرم چاروں ایک (ب) -
۱۲- خرد و ہوش دل و دین (ن) - دل و دیں کریں ہیں پرواز (آ) -
۱۳- کہتے ہیں بہ یک اہلِ قلم چاروں ایک (ف ، ہر) -
۱۴- شاہ مرداں جو نہ ہوتی تری خلقت مسطور (ل) -

دشمن و دوست ، بد و نیک زمانے کے بیچ
حکم رکھتے ہیں ترے پیس کرم چاروں ایک[15]

ماہِ نو ، پشتِ فلک ، قوسِ قزح ، تیرِ شہاب
بارِ احساں سے ترے رکھتے ہیں خم چاروں ایک[16]

خلق سمجھے ہے کہ ہیں نرد تری بخشش کے
اشرفی ، روپیہ اور دام و درم چاروں ایک[17]

یہ غلط فہمی ہے ، ہیں ورنہ تری ہمت پاس
دُرِ مکنون و خزف ، قطرہ و یم چاروں ایک[18]

طبعِ انساں میں ، ترے عدل سے رکھتے ہیں اثر
حنظل و آبِ بقا ، شربت و سم چاروں ایک[19]

ستم و ظلم و تعدّی و جفا ، عالم سے
ہو کے آپس میں گئے سوے عدم چاروں ایک[20]

آفت و قہر و بلا و غضب ، آفاق کے بیچ
ہو کے پوجیں ہیں تری تیغ کا دم چاروں ایک[21]

۱۶- یہ شعر نسخہ ی میں نہیں ہے ۔
۱۷- خلق سمجھے ہے کہ ہے نرد (آ) ۔ نرد ترے بخشش کے (ن) ۔ خلق سمجھے ہے کہ ہیں آگے تری بخشش کے (ایچ ، بر) ۔ خلق سمجھے ہے کہ تیرے ہیں بزورِ بخشش (ایچ متبادل) ۔ اشرفی ، روپیہ ، دینار و درم (آ) ۔ اشرفی ، روپیہ و دام و درم (بر) ۔
۱۸- یہ غلط فہمی میں ہیں ورنہ (ف) ۔ یہ غلط فہمی ہے ورنہ تری ہمت کے پاس (آ ، ایچ ، ل ، فو ، بر) ۔ در مکنون و خذف (ن) ۔
۱۹- عدل سے رکھتی ہے اثر (آ ، ایچ ، بر) ۔ طبع انساں ترے عدل میں رکھتی ہے اثر (ایچ متبادل) ۔ یہ شعر نسخۂ ف میں نہیں ہے ۔
۲۱- مل کے پوجیں ہیں (ایچ ، ف) ۔ ہو کے پوجے ہیں (فو ، ن) ۔ ہو کے آپس میں ترے تیغ کا دم (ن متبادل) ۔

در پۓ عدل ہے اتنی ، ہو لگے وہ دو پر
ماہیے آں کو تو نے بیس و س کم چاروں ایک[۲۲]

حکم رکھتے ہیں سہ میدانِ سخن تیرے پاس
نیزہ و تیرِ قضا ، سیف و قلم چاروں ایک[۲۳]

شیر و پیل و بُبر و رُوباہ ترے آگے سے
بھاگ جاتے میں ہیں دُم کر کے عَلم چاروں ایک[۲۴]

رنگِ عشاق و ہوا ، ترو ، رمانے کے بیچ
تیرے توسن کا ہوئے مل کے قدم چاروں ایک[۲۵]

وہم و اندیشہ ، خیال اور وہ معشوق نراد
رکھتے ہیں قطع مسافت میں یہ دم چاروں ایک[۲۶]

انوری ، سعدی و خاقانی و مدّاح ترا
رتبۂ سحر و سحن میں ہیں بہم چاروں ایک[۲۷]

۲۲- اتنی وہ لگے گر دو پر (ایج) - ناپیے ان کو تو (ن) - پائیے اُن کو تو (مو) - اُن کو تو سہ بیش و نہ کم چاروں ایک (ح) -
۲۳- حکم رکھتے ہیں ترے آگے بہ میدانِ جدال (مو) - سیف و الم چاروں ایک (ایج) -
۲۴- شتر و پیل و نُر و رُوباہ (آ) - شیر پیل و بُبر و رُوباہ (ن) - بھاگ جانے میں ہے دُم کر کے علم (ح) - بھاگ ہی جاتے ہیں دُم کر کے علم (آ) - بھاگ جاتے ہیں دُمیں کر کے علم (فو) -
۲۵- تیرے توسن کا ہوا مل کے قدم (آ ، ل) - پوچھیں توس کا تیرے مل کے قدم (ایج) - تیرے توس کے ہوئے مل کے قدم (مو ، ب ، ر ، ن) -
۲۶- معشوق نراد (ن) - یہ شعر نسخہ جات ل ، ی میں نہیں ہے -
۲۷- رتبۂ شعر سحن میں (ب) -

ایک ڈنکا ہے اب اقلیمِ سخن میں اُن کا
رکھتے ہیں زیرِ ملک طبل و علم چاروں ایک[۲۸]
سحر و نُطق و زباں اور فصاحت اُن کی
سن کے سبحان کہے نے لا و نعم چاروں ایک[۲۹]
عیب بیں ہو کے جو دیکھے کوئی اُن کے اشعار
آنکھیں اُس شخص کی اور گوشِ اصم چاروں ایک[۳۰]
جوہری ہووے جو بازارِ سخن کا سو کہے
قدر و قیمت میں ہیں باہم یہ رقم چاروں ایک[۳۱]
شیشے موتی سے نہیں کام کسو کے اُن کو
ہو کے اس بات پہ کھاتے ہیں قسم چاروں ایک[۳۲]
ہجو گر اُن کی ہو مسطور کسی شاعر کو
کر جدا ایک کو اُن سے کہے ہم چاروں ایک[۳۳]
کر دعائیے یہ سودا تو سخن ختم کہ ہیں
اثر و وقت و زباں دست بہم چاروں ایک[۳۴]
یا الٰہی طرب و حسن و نشاط و ممدوح
رہیں آفاق میں تا حشر کے دم چاروں ایک[۳۵]

۲۹- سحر و نطق زباں (آ ، ایچ ، ب ، ن) - کہے یہ لا و نعم چاروں ایک (ب ، ن) - کہے ہے لا و نعم چاروں ایک (ل ، بر) -
۳۰- عیب میں ہو کے (آ ، ایچ ، ی) -
۳۱- جو بازارِ سخن کا پرکھے (آ) - بازار سخن کا وہ کہے (مو) -
۳۲- نہیں کام کسی کے ان کو (آ ، ایچ ، ل ، ی) - یہ شعر نسخۂ ن میں نہیں ہے -
۳۳- کر جدا ایک سے ان کو کہے ہم چاروں ایک (ایچ ، مو) -
۳۴- اثر و وقت زباں (ن) -
۳۵- یہ شعر نسخۂ ح میں نہیں ہے -

(۷)

در منقبتِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ'

اُٹھ گیا بہمن و دَے کا چمستاں سے عمل
تیغِ اُردی نے کیا ملکِ خزاں مستاصل[1]

سجدۂ شکر میں ہے ساخِ ثمردار ہر ایک
دیکھ کر باغِ جہاں میں کرمِ عزّ و جل[2]

ثوبِ نامہ لیتی ہے نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک ، پھول سے لے کر تا پھل[3]

واسطے خلعتِ نوروز کے ہر باغ کے بیچ
آبِ جُو قطع لگی کرنے روش پر مخمل[4]

بخشتی ہے گُلِ نورستہ کی رنگ آمیزی
پوششِ چھینٹ قلم کار بہ ہر دست و جبل[5]

عکسِ گُل سے زمیں پر ہے کہ جس کے آگے
کارِ نقّاشیِ مانی ہے دویم ، وہ اوّل[6]

تارِ بارش میں پروتے ہیں گُہرہائے تگرگ
ہار ، پہنانے کو اشجار کے ، ہر سُو بادل[7]

(۷) سب نسخوں میں شامل ۔
۳- لیتے ہیں سادات کا عرض (آ) ۔
۴- یہ شعر نسخہ ی میں نہیں ہے ۔
۵- بخشے ہے ہر گُلِ نو رستہ (مو) ۔ پوشش چھینٹ قلم کار (ن) ۔
۶- نقش گلس یہ زمیں پر (ایح) ۔ عکس گلشن یہ زمیں پر (بر) ۔

ہار سے آبِ رواں عکسِ ہجومِ گُل کے
لوٹتے ہے سبزے پر ، ار بس کہ ہوا ہے بےکل[8]

شاخ میں گُل کی نزاکت یہ بہم پہنچی ہے
شمع ساں گرمیِ نظّارہ سے جاتی ہے پگھل[9]

جوشِ روئیدگیِ خاک سے کچھ دور نہیں
شاخ میں گاوِ زمیں کے بھی جو پھوٹے کونپل[10]

قطعہ

دمِ عیسیٰ[4] سے فزوں فیض ہوا ہے یاں تک
دیں میں قسمِ جمادات سے ساید ہو خلل[11]

فکر رہتی ہے مجھے یہ کہ زباں سے اپنی
کہیں دعوائے خدائی نہ کریں لات و ہبل[12]

حدِ ایّام کے بس ار ، مددِ نامیہ سے
بیضۂ مرغِ چمن تخم سے آتا ہے نکل[13]

۸- ہار سے آبِ رواں (آ) - ہارسِ آب رواں عکسِ ہجوم گُل سے (بر) - لوٹتے ہے سبزے پہ ار بس کہ (ف ، ب ، مو ، ن) -
۹- گرمیِ نظارہ سے جاتی ہے بیکل (ب) - جاتی ہے پگل (ن) -
۱۰- جوشِ روئیدگیِ خاک سے اب دور نہیں (مو ، بر) - شاخ میں گاؤ زمیں کے ہے جو پھوٹے کونپل (ن) -
۱۱- قسم جمادات کے ساید (مو) -
۱۲- زباں سے اپنے (ن) -
۱۳- حدِ ایام کے بس ار مددِ نامیہ سے (آ) - حدِ ایام کی پیش ار (ن) -

ی کے سخن پر ہر بار
سخن اب طوطی کے آتا ہے نکل[۱۴]
و شاخِ گُلِ گلزار ہم
و نما کرنے میں ہیں ضربِ مثل[۱۵]
قوف ، عجب فصل ہے یہ
ہے عقدہ ہو کسی طرح کا حل[۱۶]
لاکھ طرح کا وہ گل
ٹ جو نگہ کے ہیں سدا مستعمل[۱۷]
کھتی ہے خزاں سے مانا
سماحت کرے سرمے سے بدل[۱۸]
ارت کے رس ہے درپے
ے سرمے سے بھری ہے مکحل[۱۹]
ہ کہ نرگس کی طرح
گلستاں میں جھپکتی ہیں پل[۲۰]

ہر بار (ایچ) ۔ فصیحی کے سبب سے ہر بار
ں زباں پر ہر بار (بر) ۔
(ب ، ں) ۔ یہ جہاں نشو و نما کرتے
) ۔ کرنے میں ہم ضرب مثل (ل) ۔
، حل (ار) ۔
لاکھ طرح کا وہ پھول (ب ، ں) ۔
مانع (ایچ) ۔ رکھتی ہے خزاں سے مانند

اتی (آ) ۔ بصارت کی رس ہے درپے (ں) ۔
ں کی طرح (آ ، ل ، ی) ۔ چشم سیار گلستاں
(مو ، بر) ۔

آبِ جو گردِ چمن لمعۂ خورشید سے ہے
خطِ گلزار کے صفحے پہ طلائی جدول[۲۱]

سایۂ برگ ہے اس لطف سے ہر اک گُل پر
ساغرِ لعل میں جوں کیجے زمرّد کو حل[۲۲]

سنگ نے رسۂ آتش کیا ہے پیدا
تیغِ کہسار ہوئی سنگ ہوا سے صیقل[۲۳]

برگ برگِ چمن ایسی ہی صفا رکھتا ہے
گُل کو دیکھو تو، نگہ جا رہے سنبل پہ پھسل[۲۴]

لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہے خیاباں میں نسیم
پاؤں رکھتی ہے صبا صحن میں گلشن کے سنبھل[۲۵]

اتنی ہے کثرتِ لغزش کہ زمیں پر داغ
جو ثمر شاخ سے آیا سو گرا سر کے بل[۲۶]

فیضِ تاثیر ہوا ہے یہ کہ اب حنظل سے
شہد ٹپکے، جو لگے نشترِ زنبورِ عسل[۲۷]

دانہ جس شور زمیں پر نہ پھلا دہقاں سے
سبز واں دانۂ شبنم سے ہوا ہے جنگل[۲۸]

۲۲- جوں کیجیے زمرد کو حل (ن) -
۲۳- ہوئی سنگ ہوائے صیقل (ل) -
۲۴- ایسی ہی صفا رکھتی ہے (ہر) -
۲۷- فیضِ تاثیر ہوا یہ ہے کہ اب حنظل سے (ب ، ہو ، ہر ، ن) -
۲۸- زمیں پر نہ پھلے دہقاں سے (ایچ) - زمیں سے نہ پھلا دہقاں سے - (ن) -

کشت کرتے میں ہر اک تخم سے از فیض ہوا
کرتے کرتے نہ زمیں برگ و بر آتا ہے نکل[۲۹]

سرفام ان دنوں آتا ہے نظر ہر گُل رو
خواہ ہو شیخ پسر ، خواہ وہ فرزندِ مغل[۳۰]

جوہری کو چمنستانِ جہاں میں اس فصل
آ گیا لعل و زمرد کے پرکھنے میں خلل[۳۱]

تا کجا شرح کروں میں کہ بہ قولِ عرفی
"اخگر از لطفِ ہوا سبز شود در منقل"[۳۲]

قطعہ

نسبت اس فصل کو پر کیا ہے سخن سے میرے
ہے صبا اس کی تو دو چار ہی دن میں فیصل[۳۳]

اور میرا سخن آفاق میں تا یومِ قیام
رہے گا سر بہ ہر مجمع و ہر یک محفل[۳۴]

تا ابد طرزِ سخن کی ہے مرے رنگینی
جلوۂ رنگِ چمن جائے گا اک آن میں ڈھل[۳۵]

۲۹- کشت کرتے ہیں ہر اک تخم (ن) - ہر اک تخم کے از فیضِ ہوا (مو) -
۳۰- سبز قد ان دنوں (ایچ متادل) - خواہ ہو فرزند مغل (ن) -
۳۲- اخگر از فیض ہوا سبز (ایچ متادل ، ب ، مو ، بر ، ن) -
۳۳- ہے صبا اس کے تو (ن) - ہے بہار اس کی تو دو چار (بر) -
۳۴- آفاق میں تا روزِ قیام (ل) -
۳۵- طرزِ سخن کی ہے مری رنگینی (ن) -

نام تلخی نہیں مجھ نطق میں جز شیرینی
اک طرف نار گلستاں میں ہے ، اک سو حنظل[۳٦]

ہیں برومند سخن ور مرے ہر مصرعے سے
مصرعِ سرو سے پایا ہے کسی نے بھی پھل؟[۳۷]

ہو جہاں کے شعرا کا مرے آگے سرسبز
نہ قصیدہ ، نہ مخمّس ، نہ رباعی ، نہ غزل[۳۸]

ہے مجھے فیضِ سخن اُس کی ہی مدّاحی کا
ذات پر جس کے ہے روشن کنہِ عزّ و جل[۳۹]

مہر سے جس کے منّور رہے دل جوں خورشید
روسیہ ، کینے سے جس کے ، رہے مانندِ زحل[۴۰]

بغض جس کا کرے ، جوں مور ، سلیماں کو ضعیف
مور کو حب سے ملے جس کے فیلوں کا سا بل[۴۱]

جائے وصلت نہ ملی جس کو نہ دی غیر از عرش
فرشِ گلزارِ زمیں جن نے سمجھ مستعمل[۴۲]

شیرِ یزداں ، شہِ مرداں ، علیِ عالی قدر
وصیِ ختمِ رسلؐ اور امامِ اوّل[۴۳]

۳٦- نار گلستاں میں اک سو حنظل (ار) -
۳۷- ہے برومند سخن ور (ایج) - پایا ہے کسو نے بھی پھل (مو ، ر) -
۳۹- ہے مجھے فیضِ سخن اس کے ہی مداحی کا (ن) - جس پہ روشن ہے کہ سب کنہِ حق عزّ و جل (آ ، ل ، ی) - ذات پر جس کے عیاں سرِّ حقِ عزّ و جل (ف) -
۴۲- جس کو ندے غیر از عرش (ن) - جائے وصلت پہ نہ دے جس کو بنی غیر از عرش (ایج) -

قطعہ

خاک ، نعلیں کی حس کے ، مددِ طالع سے
پہنچے اُس شخص کو جو شخص ہو اعمائے ازل[۴۴]

وہ نظر آئے آسے ، دہر کی بینائی سے
رہ گیا اور رہے گا جو ابد تک اوجھل[۴۵]

مدحِ عائب سے کھلے اُس کے نہ مدّاح کا دل
رُو نہ رُو مطلعِ ثانی سے نہ ہو عقدہ حل[۴۶]

مطلعِ ثانی

دید تیرا نہ دوئی جو سے ، نگہ کا ہے خلل
ایک شے دو نظر آتی ہے نہ چشمِ احول[۴۷]

تیری قدرت نہ جہاں ، قدرتِ خالق کے لیے
خلق کے وہمِ غلط کار میں ٹھہری ہے مثل[۴۸]

مرضیِ حق تری مرضی سے ہے جوں جوہر فرد
اِس یقیں میں نہ گماں کر سکے زنہار خلل[۴۹]

۴۴۔ خاکِ نعلیں کہ حس کی مددِ طالع سے (ایچ ، ل) ۔ خاکِ نعلیں سے جس کی مددِ طالع سے (مو) ۔ حس کی مدد طالع سے (ن) ۔
۴۶۔ مطلع ثانی سے یہ عقدہ ہو حل (ایچ) ۔
۴۷۔ دید تیری نہ دوئی (مو ، بر) ۔ نظر آتے ہیں نہ چشمِ احول (آ ، ی) ۔
۴۸۔ تیری قامت نہ جہاں (ی) ۔ ہو جہاں قدرتِ حق کی خاطر (آ ، ایچ ، ار ، ب ، ف ، مو ، ل ، بر ، ی) ۔ یہ جہاں قدرتِ حق کے خاطر (ن) ۔ ٹھہرے ہے مثل (ن) ۔
۴۹۔ اس یقیں پر نہ گماں (آ) ۔

علم تیرا نہیں کچھ علمِ خدا سے باہر
ہے عمل بھی وہی تیرا جو خدا کا ہے عمل۵۰

رائے تیری کے موافق جو نہ لکھّے نسخہ
کرے تاثیر نہ عیسیٰ[۴] کا مداوا نہ کسل۵۱

سر کے پیکان نہ قبضے سے کماں کے سرِ مو
ہو اشارا جو ترا تیرِ قضا کو کہ نہ چل۵۲

ٹک تری مرضی سے باہر جو کرے کارِ جہاں
ہاتھ سے کام زمانے کے وہیں جائے بچل۵۳

معنیِ علّتِ غائی جو نہ ہو تو ان کا
خامۂ ہر دو جہاں پھر ہوں دو بیتِ مہمل۵۴

سائے میں دستِ کرم کے ترے ہر صبح و مسا
دولتِ ہر دو جہاں سے ہو غنی عبدِ اقل۵۵

دیں و دنیا کے ہے اشیا سے کہیں وہ اعلیٰ
ہووے جو شے ترے اشیا میں سبھوں سے اسفل۵۶

جو گدا ہے نہ جہاں تیرے گدائے در کا
اُس کے در کا وہ گدا، کہیے جسے اہلِ دوَل۵۷

ایسی بخشش نہ ہوئی تجھ سے کہ جس کی بہ شمار
حدِ تعداد ہے حتیٰ، نہ ہوئی ہو فیصل۵۸

۵۳- باہر جو کرے کام جہاں (مو، بر، ن) - وہیں جائے بچل (ج) -
یہ شعر نسخۂ ار میں نہیں ہے - ووہیں جائے بچل (ن) -
۵۶- دین و دنیا کی ہے (ن) -
۵۷- اُس کی درگہ و گدا کہیے جسے اہلِ دوَل (ن) -

وصف تجھ تیغِ دو سر کا میں کروں کیا شہِ دیں
دل محبّوں کے جو سداں میں کرے ہے صقل۵۹

اُس کے قبضے بہ جو ہو دستِ مبارک تیرا
نہ رہیں دیں محمدؐ کے سوا اور ملل۶۰

کھینچ اسے گر تو عدو پر کرے سداں میں ہیب
استقامت کا رمانے کے قدم جائے نکل۶۱

عرض میں سے دو طرف ہو کے لگے ہے طول
پڑے دریا میں جو وہ تفرقہ پردار آوکل۶۲

جمع کب رہ سکیں اعدا کے حواسِ خمسہ
دیکھ کر اس کو علم ہاتھ میں تیرے اک پل۶۳

توأم اجرا جو موالید کے ہیں یک دیگر
منجمد رہے میں آں کے وہیں آ جائے خلل۶۴

نرم اور سخت مساوی ہے، کسو پر آوے
خواہ بر روئے ور و خواہ وہ بر پشتِ جبل۶۵

۵۹- تیغ دو سر کا کروں کیا میں سہِ دیں (ایح) - تیغ دو سر کا میں کہوں کیا شہِ دیں (مو، بر) - دلِ محبوں کی جو میداں (ن)۔
۶۰- اس کے قبضے نہ جو ہو (ار) - نہ رہے دیں محمدؐ (ح، ار) -
۶۲- دو طرف ہوئے لگے ہیں سے طول (ار) - وہ تفرقہ انداز آوکل (آ، ل) - وہ تفرقہ پردار اکل (مو، بر) - تفرقہ انداز اوکل (ن) -
۶۳- جمع کب رہ سکے اعدا کے (آ) -
۶۴- منجمد رہے میں اس کے (آ) - منجمد رہے سے ان کے (ایح) -
۶۵- مساوی ہے جو رو پر آوے (آ) - مساوی ہے کسی پر آوے (ار) - خواہ بر روئے ہوا خواہ وہ بر پشتِ جبل (ایح متبادل) -

اس کو آسیب نہیں صورتِ شمشیرِ قضا
نہ جھڑے وہ ، نہ مڑے وہ ، نہ پڑے اس میں بل[۶۶]

زیرِ راں ہے جو ترے رخشِ فلک سیر ، شہا
ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل[۶۷]

شکل کیا اس کی بتاؤں کہ جسے شوخی سے
دائرے بیچ تصوّر کے ، نہیں پڑتی ہے کل[۶۸]

اس کے سر چوٹی کا میں حسن کہوں کیا حسن کے
زلفِ معشوق کا ، دیکھے سے ، نکل جاوے بل[۶۹]

برعہ و گام سے باہر ہے کچھ اس کی رفتار
ہے چھلاوے کی طرح چال میں اس کے چھل بل[۷۰]

بلہ وہ ہاتھ سے ساطر کے اگر ہو جاوے
بڑ سکے پیچھے نہ اس کے کوئی جز اس کے کمل[۷۱]

حسب و جز اس کی بیاں کیجیے گر پیشِ حکیم
اعتقاداتِ حکیمانہ میں آ جائے خلل[۷۲]

قاس سے زیں کے ذرّہ جو اچک جائے عیاں
مارے جوں روئے زمیں پشتِ فلک کو وہ کھدل[۷۳]

۶۶- نہ جھڑے وہ نہ مڑے اور نہ بڑے اس میں بل (ایچ) - نہ جھڑے وہ نہ مرے وہ (ن) -
۶۸- تصوّر کے نہیں پڑتی کل (آ ، ایچ ، ب ، ن) -
۶۹- اس کی سر جوٹی کا (ن) -
۷۰- برعہ و گام سے باہر (ن) -
۷۲- بیاں کیجے اگر پیشِ حکیم (مو) -
۷۳- پشتِ فلک کو وہ کھنڈل (ن) -

میخ سے دمل کے اُس کے میں اگر دوں تشبیہ
کرے دورے کو تمام اپنے دہ تک آں رحل۷۴

اُس کی جلدی کا تو کیا ذکر ہے، سبحان اللہ!
سبب اُس کے فرس ایسا کہ جسے کہیے اچل۷۵

توسنِ وہم کو دوڑائیے ساتھ اُس کے تو ہو
بازگشت اُس کی تمام، اُس کے دہ گامِ اوّل۷۶

حاشا ریں کب اُس کا ہے کم از بیت اللہ
تجھ سے معنی کی نشست اُس میں ہو جب روزِ ازل۷۷

ہمت عدل یہ تیری ہے کہ ہر دست میں سیر
واسطے دردِ سر آہو کے، گھسے ہے صندل۷۸

سامنے خر کے یہ کیا دخل کہ نکلے آواز
گرگ کے پوست کو منڈھوا کے بجائیں جو دُہل۷۹

موردِ سگ ہو شیشہ تو غصب سے کر دے
کوہ کو ہر دو کفِ دست میں مل کر خردل۸۰

۷۴- کرے دوری کو تمام (ن) -
۷۵- سبب اُس کی فرس ایسا (ن) - ایسا کہ جسے کہیے اجل (آ، ایچ) - یہ شعر نسخۂ ی میں نہیں ہے -
۷۶- توسنِ وہم کو دوڑائے جو ساتھ (ن) - بازگشت اس کا تمام (ب، ن) - یہ شعر نسخۂ ی میں نہیں ہے -
۷۷- اُس میں ہو از روزِ ازل (ایچ) - اُس میں جو ہو روزِ ازل (از) -
۷۹- پوست کا منڈھوا کے (ایچ) - منڈھوا کے بجائیں جو دُہل (ب) -
۸۰- ہر دو کفِ دست سے مل کر خردل (از) -

قطعہ

معدلت کیش تری ذات ہے ایسی شاہا
آگ سے آگ کے ٹک جس میں جو آ جاوے بل[۸۱]

کثرۂ نار تجھ آتش سے غضب کے جل کر
چشمِ لولیِ فلک کے لیے ہووے کاجل[۸۲]

مرغِ زریں فلک عہد میں تیرے شاید
بوجھ کر دانہ گیا ہے کسی اختر کو نگل[۸۳]

نار نار اس کے جو یہ بال و پر آتے ہیں نظر
دارِ قدرت نے ترے، پنجے سے ڈالا ہے مسل[۸۴]

ذکر و اذکار ترے حفظ کا گر آ جاوے
کسی محفل میں نہ تقریب زباں پر اک پل[۸۵]

شعلۂ شمع کی گرمی سے یقیں ہے دل پر
سب سے تا صبحِ قیامت نہ سکے موم نگھل[۸۶]

امن سے ہی کے تیرے نہ جہاں یا سنِ دیں
کام پہنچا ہے مساہی کا بھی یاں تک نہ ذلل[۸۷]

کہ حیا سے نہ چمن غنچہ سر اپنا کیا دخل
سستیِ شکلِ صراحی سے اٹھاوے اک بل[۸۸]

۸۳- عہد میں ترے شاہا (آ) ۔
۸۴- پنجے میں ڈالا ہے مسل (ایچ) ۔
۸۵- ذکر اذکار ترے (آ ، ار) ۔ زباں پر یک پل (بر) ۔
۸۶- موم پگل (ن) ۔
۸۷- مساہی کا یہاں تک نہ دلل (آ ، ایچ) ۔

حب سے گُل بولتے بلبل نے قماری کو سنا
عشقِ گُل تب سے دھوا کرتی ہے دل سے مل مل۸۹
جوش میں آئے یہ کیا معنی نہ خُم لائی شراب
چشمے سے میں یہ ڈروں ہوں نہ سکے آب اُبل ۹۰
رقص، بے دخل، کھڑے ہوئے زمیں پر ہی رہیں
پیچھے لولیِّ فلک کے بھی نہ ناچے منڈل۹۱
کیونکہ آوازِ مُغنّی ہو گلے سے باہر
شرم سے ساز کے پردوں میں عبا ہے اوجھل۹۲

قطعہ

امرِ حق سے جو ملائک نے یہ چاہا سونپیں
حِلم کا بار برے کوہ و فلک کو نہ ازل۹۳
عرض دونوں نے کیا یوں نہ جنابِ اقدس
بوجھ اس میں ہے بہت، ہم ہیں گرفتارِ کسل۹۴

۸۹- حب گلستاں میں تجھے بولتے بلبل نے سنا (ایچ متبادل) ۔ تب سے دھویا کرتی ہے (ن) ۔
۹۰- نہ خم جائے شراب (آ) ۔ نہ خم لائے شراب (ن) ۔ ڈروں ہوں نہ پڑے آب ابل (ار) ۔
۹۲- پردوں میں صدا ہے اوجھل (ب) ۔ پردوں میں سدا ہے اوجھل (ن) ۔ پردے میں عبا ہے اوجھل (مو، بر) ۔
۹۳- علم کا بار ترے (ب، ن) ۔
۹۴- کیا تب نہ جناب اقدس (ر) ۔ بوجھ اس میں بہت اور ہم ہیں گرفتار کسل (ر) ۔

آخرش تجھ کو ہی پایا متحمّل اُس کا
جب یہ دیکھا کہ کسی سے نہیں سکتا ہے سہل ۹۵

دشتِ ارژن میں جو سلطاں کو ملی تجھ سے نجات
کچھ ترے وصف سے نسبت نہیں رکھتا یہ عمل ۹۶

گر اُسے کر کے بیاں سمجھوں ثنا کی میں نے
خلق سمجھے گی دماغ اس کا ہوا ہے مختل ۹۷

جبہہ سا جو کوئی در کا اسد اللہ کے ہے
گلۂ شیر کو ، رُوبہ کے نہ سمجھے بہ شکل ۹۸

محرمِ کنہ جو تیرا ہو ، کرے تیری مدح
سو تو جز علمِ خدا ، علم ہے سب کا مہمل ۹۹

وصف تیرے کے ہے شایاں زباں تیری ہی
سمجھے تو آپ کو ، یا تجھ کو خداوندِ ازل ۱۰۰

مدح اپنی نہ سمجھ یہ جو کہا میں ، اِس سے
رتبہ تجھ مدح کا اعلیٰ ہے ، سخن یہ اسفل ۱۰۱

۹۶- سلطاں کو ملے تجھ سے نجات (ن) ۔
۹۷- خلق سمجھے کہ دماغ (آ ، ار ، بر) ۔ خلق سمجھے گا دماغ (ایج)۔ دماغ اس کا ہوا ہے مہمل (آ) ۔
۹۸- در کا اسد اللہ کا ہے (ل) ۔ در کا اسداللہ کی ہے (ن) ۔ کلۂ شیر کو رُوبہ (ن) ۔
۱۰۰- وصف تیرے کی ہے شایاں (ن) ۔ سمجھے تو آپ کوں یا تجھ کو (ن) ۔ تجھ کو خداوندِ ازل (ایج) ۔ تجھ کو خدا عزّ و جل (بر) ۔
۱۰۱- مدح اپنی نہ سمجھ یہ اسے جو میں نے کہا (ایج متبادل) ۔ رتبہ تجھ ہجو کا اعلیٰ ہے (ح) ۔ مدح اپنی نہ سمجھ یہ جو کیا میں اس سے (ن) ۔ سخن ہے اسفل (ن) ۔

عرضِ احوال ہے اپنا ہی مجھے اس سے عرض
تا بہ آخر یہ جو موزوں میں کیا ار اوّل۱۰۲

سو تو وہ کیا ہے، رہا ہووے جو تجھ سے مخفی
ہیں رازِ دو جہاں تری نظر کے اوجھل۱۰۳

سب کا احوال ترے پیشِ ضمیرِ روشن
ایک سے دونوں ہیں، کیا ماضی و کیا مستقبل۱۰۴

پر کروں کیا میں کہ ہے آٹھ پہر دل میرا
گردشِ چرخ سے جوں شیشۂ ساعت بے کل۱۰۵

نہ تو روز اس مجھے آس سے جورس کا آرام
نہ مری چشم میں خواب آس سے شبانہ اک پل۱۰۶

کبھی جاتی نہیں وہ مجھ سے جو اس ظالم نے
جس طرح کی مرے اوقات میں ڈالی ہل چل۱۰۷

لا اٹھایا مجھے گھر بار چھڑا لشکر میں
پال بے چوب ملے اسے، نعیر ار ترتل۱۰۸

۱۰۲- تا بہ آخر ہو جو موروں (ل) -
۱۰۳- سادہ لوحی پہ مرے کیجیے یہ نظم حمل (ب، ن) -
۱۰۴- ایک سے دونوں میں کیا (ن) -
۱۰۵- پر کروں کیا کہ ہے یہ آٹھ پہر دل میرا (ایج) - گردشِ دہر سے جوں (ایج) -
۱۰۷- سبھی جاتی نہیں وہ (آ) - کبھی جاتی ہی نہیں مجھ سے جو (ایج) - جس طرح کہ مرے اوقات میں ڈالا ہے خلل (ار) - جس طرح کے مری اوقات میں ڈالے ہیں خلل (ن) - کس طرح کی مرے اوقات (مو، بر) - ڈالی ہے چل (بر) -

اس ستم گر سے جب زور مرا کچھ نہ چلا
تب میں ناچار کہی شکوے میں اس کے یہ غزل[109]

غزل

داد کو کس کے فلک پہنچے کہ از روزِ ازل
صبح جو نکلے ہے خورشید تو لے کر مشعل[110]

سامنے اس کے اٹھے دستِ تظلّم اس کا
جوہرِ عمل میں جس شخص کے آ جائے خلل[111]

خود یہ ظالم ہے، تظلّم نہ کرے کس کے نظر
دانہ فریاد کرو، آسیا ڈالے ہے دل[112]

راست کیشوں سے کجی ایسی ہے اس ملعون کو
کہ دیا سرو کو ان نے نہ کبھو پھول نہ پھل[113]

سات نہ تھے ہیں، کہتے ہیں جسے ہفت فلک
ایک سے ایک بڑا، ایک کے اک زیرِ بغل[114]

میں یہ دیکھا نہ کہ از محلِ حیاتِ انساں
بر لے آوے عمل اس کا کبھو امید و امل[115]

۱۰۹- تب میں لاچار کہی (فو)۔
۱۱۰- صبح جب نکلے ہے خورشید (ایچ متبادل، بر)۔ صبح نکلے ہے جو خورشید (ف)۔
۱۱۲- آسیا ڈالے ہے مل (ف)۔ دانہ فریاد کرے آسیا ڈالے ہے دل (ار، فو)۔ آسیا کب کرے فریاد پہ دانے کو مل (ب، ن)۔
۱۱۴- سات ہیں تسپے یہ کہتے ہیں (آ)۔ کہتے ہیں جنھیں سات طبق (فو)۔ کہتے ہیں جسے سات طبق (بر)۔ ایک سے ایک بڑا ایک کے ہے زیر بغل (ایچ)۔
۱۱۵- میں جو دیکھا نہ کہ (ن)۔

ہے کہیں مہر و کہیں کیں جو آتے عالم سے
علم اُس کا ہے عجب عقدۂ ما لایحل۱۱۶

اس ستم گر کے تلوّن سے نہ عالم ہرگز
شادی و غم میں نہ دیکھا میں تفاوت اک پل۱۱۷

سینہ کوٹے ہے نکلتے ہی وہ دروازے پر
گر کسی گھر میں کوئی جا کے بجاتا ہے ڈھل۱۱۸

حلقۂ ماریے یہ وہ افعی ہے محیطِ عالم
زہر کا جس کے نہیں ہے کوئی پازہر بدل۱۱۹

فی الحقیقت ہیں یہ سب آئلے، اختر نہ سمجھ
اُس کے اندام نہ، مہتاب سے لے تا نہ زحل ۱۲

زہر اپنے کو، جو ہست سے تری، یا حیدر
آب دیتا ہے، گیا ہے بدن اُس کا سب پھل۱۲۱

کر کے دریافت اِس احوال کو اب یا مولٰی
تجھ سے یوں عرض کرے ہے یہ ترا عبدِ اول۱۲۲

یہ نہ کر مجھ نہ گوارا کہ گزند اُس کی سے
ہند کی خاک میں اجزائے بدن جاویں گل۱۲۳

۱۱۶- ہے کہیں مہر کہیں کیں (ن)۔
۱۱۸- سینہ کوٹے ہی نکلتا ہے وہ (آ، مو)۔ سینہ کوٹے ہے نکلتی ہے وہ دروازے پر (ن)۔
۱۱۹- زہر کا جس کے نہیں ہے (آ)۔
۱۲۰- مہتاب سے لے تا موسل (آ)۔
۱۲۳- گزند اُس کے سے (ن)۔

جلد پہنچا نہ زمینِ نجف اس عاصی کو
کہ اِسے عمر اللہ ہے وہ حو واں آئے احل۱۲۴

یاں معاش اپنی نہ سمجھوں ہوں، نہ میں اپنی معاد
احد و حرمیں ہوں بد و نیک سے نا مکر و دعل۱۲۵

تجھ سے حر راستی کیا عرض کیا جاتا ہے
علم میرا ہے یہ علم، اور عمل ہے یہ عمل۱۲۶

مجھ کو کچھ عذر نہیں اس میں ترا ہوں میں علام
نہل و نعریر سے ٹرے نہیں سکتا میں نکل۱۲۷

مدّعا اپنے عرائض کا مِرے ہے یہ عرض
سر فرو ہو نہ مرا یاں نہ درِ اہلِ دول۱۲۸

میری قسمت کے موافق تو معیّن کر دے
اپنی سرکار سے واں مایتحلّل کا ندل۱۲۹

ہاتھ پھیلائیے جا زیرِ فلک کس کے حضور
دستِ ہمّت نظر آتا ہے جہاں کا نہ نعل۱۳۰

لیکن اس امر میں ہے حق نہ طرف حلقت کے
کر کے حب دیدۂ قسمت سے سبھوں کے اوجھل۱۳۱

۱۲۴- اس عاصی کوں (ن) - کہ اسے عمر اللہ ہے جو وہاں آئے اجل (ایچ، ار، مو، بر) -

۱۲۷- نہیں اس میں مَیں تیرا ہوں غلام (ایچ، ار) - حواہ تعدیر کر اب اس پہ مجھے حواہ ہل (ن) -

۱۲۸- مدعا اپنی عرائض کا (مو، ن) - مری ہے یہ عرض (مو) - مرے ہے یہ عرض (آ، ایچ، ل، بر، ی) -

۱۲۹- اپنی سرکار سے اب ما یتحلّل کا بدل (ل، بر) -

جوہرِ جود و کرم تھا سو بہ روزِ تقسیم
لکھ گیا ہووے ترے نام ہی مشتیِ اول[۱۳۲]

طاقتِ طولِ سخن آگے تھی ٹک سودا کو
بخش اسے قوتِ بازوئے نشیِ مرسل[۱۳۳]

چاہتا ہے ، کرے آخر وہ دعائیے پر
نظم تجھ مدح کی ، بہتر ز کلامِ اوّل[۱۳۴]

تا ملے خلعتِ نوروز بہ نسانِ جہاں
پاوے تا نیّرِ اعظم شرف از برجِ حمل[۱۳۵]

برگ پیدا کرے تا باغ میں ہر ایک نہال
پھوٹے تا نامیہ سے ساخِ شجر میں کونپل[۱۳۶]

خوشہ روئیدگیِ خاک سے تا پہنچے بہم
مور میں تا کششِ دانہ کا خرمن سے ہو نل[۱۳۷]

تا کرے سبزہ بہ رخسارِ گلؒ اندام نمو
تا پڑے سنلِ پیچیدۂ محبوب میں بل[۱۳۸]

تا رہے داغ دلِ سوختۂ عاشق کو
پھولتا لالۂ خود رُو رہے جب تک بہ جمل[۱۳۹]

۱۳۲- تھا جو بہ روزِ تقسیم (ن) - ترے نام سے مشتیِ اول (ب ، ن) -
۱۳۳- آگے اتھی اب سودا کو (ار) -
۱۳۴- نظم تجھ مدح کا بہتر (ار) -
۱۳۷- مور کو تا کششِ دانہ کا (ایچ) - دانے کو جب تئں کھینچا کرے خرمن سے نمل (ب ، ن) -
۱۳۸- بہ رخسار گلؒ اندام نمود (آ ، ار ، ب ، ل ، ف ، ی ، ن) -
۱۳۹- دل سوختۂ عاشق کوں (ن) -

بحر میں قطرۂ نیساں سے ہو جب تک گوہر
کڑکے یا ووت برشّح کے ہوا میں بادل[۱۴۰]
لب معشوق کو یا سہرہ دیں ساغر نہ شفا
چشم نرگس کے تئیں نا کریں سبب نہ کسل[۱۴۱]
بوئے گل مست کرے باغ میں یا بلبل کو
یا کرے یاد سحر عقدے کو سچے کے حل[۱۴۲]
موج ہو آب کی یا سرو کے یا میں زنجیر
جب تلک طوق رہے گردن قمری کا محل[۱۴۳]
یا لب جو نہ کرے حیمے کو استاد حباب
یا بچھاوے نہ روش سبزہ فروش مخمل[۱۴۴]
ساح کے ہاتھ میں ہو ، بادہ چمن ساغر گل
گل کے جب تک رہے غنچے کی صراحی نہ بغل[۱۴۵]
یا نہ مئے خانہ بنیں بادۂ گل گوں مئے حوار
ساتھ مطرب کے بجے یا دف و نے ، چنگ و دہل[۱۴۶]
پھرے یا باغ میں ہر ایک روش پر سرخوش
راہ چلتے میں قدم مست کا یا جائے ڈھسل[۱۴۷]

۱۴۰- قطرۂ نیساں ہو جب تک گوہر (دو) -
۱۴۱- یا کرے سبب بہ کسل (ایچ) -
۱۴۳- موج ہو آب کے یا سرو کے پائیں زنجیر (ن) -
۱۴۴- حیمے کو استادہ حباب (ار ، دو ، ن) - یا بچھاوے بہ روس سبز فروشی مخمل (ایچ) - نہ روش سبزۂ فرش مخمل (ح ، ن) -
۱۴۵- ہاتھ میں یا ہو نہ چمن ساغر گل (ن) - غنچے کے صراحی بہ بغل (ن) -
۱۴۷- راہ چلنے میں قدم (ف ، دو ، بر) -

مہ کے پرتو سے ہو تا چاک گریبانِ کتاں
گل خورشید سے تا عشق رکھے داغ طل[149]
قدر ہو عود کی تا مجمر و آتش سے مروں
لطفِ بو ، تا رہے عالم میں ، نہ چوبِ صندل[149]
تا مسمّٰی رہے یہ نظم نہ "باب الجنت"
حب فلک اس سے پر آوے مری آمد و امل[150]
نخلِ اُمید سے ، ثمرے ہوں ، برو مند ، محب
ہو محب نہ تری جس کو ، نہ پاویں وہ پھل[151]

(۸)

در منقبتِ حضرت حسین علیہ السلام

سوائے خاک نہ کھینچوں گا منتِ دستار
کہ سرنوشت لکھی ہے مری نہ خطِّ غبار[1]
چمن زمانے کا سستم سے بھی رہے محروم
اگر نہ روئے مرے روزگار پر سبِ تار[2]

۱۴۹- قدر ہو عود کو تا (ار) - لطف دیتا رہے عالم میں (آ) -
۱۵۰- یہ نظم باب الحب (آ) -
۱۵۱- نخل امید سے اپنے ہوں (آ ، ایچ ، ار ، ب ، ف ، فو ، ل ، بر ، ی ، ن) - نہ تری حس کو نہ پاوے وہ پھل (بر) - حس کو نہ پاوے وہ پھل (ن) -
(۸) سب نسخوں میں شامل - نسخۂ حبیب میں موجود - غالبا ۱۱۷۳ھ سے قبل کی تصنیف ہے -
۲- نسم ستی رہے محروم (ایچ ، بر) - اگر نہ رو دے مرے روزگار پر (ن) -

کروں ہوں تیز میں دنداں ِ اشتہا ہر صبح
زمانہ سنگ ِ ملامت سے توڑتا ہے نہار[۳]

عجب نہیں ہے کہ حاتی رہی ہو دنیا سے
ز بس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہے فرار[۴]

شراب خون ِ جگر ہے مجھے ، گزک لب ِ خویش
صدائے نالہ ٔ دل ہے مجھے ترانہ ٔ یار[۵]

رہی نہ شیشہ ٔ صحبت کے بیچ کیفیت
نہ آٹھ کے سنگ لے اس سر کا توڑتا ہوں خمار[۶]

زمانہ دل کو مرے اور عہد ِ یار کو اب
شکست سے نہیں دیتا ہے ایک آن قرار[۷]

ز بس کہ دل ہے مکدّر مرا زمانے سے
بجائے اشک میں آنکھوں سے پونچھتا ہوں غبار[۸]

کہاں تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ
کہ جس کے بخت کی سوگند کھائے ہے ادبار[۹]

۳- تیز ہو دنداں ِ اشتہا (ار) ۔
۴- مرے دل سے اب کیا ہے کنار (ار ، بر ، ب ، ن) ۔
۵- گزک دل ِ خویش (ب ، ن) ۔ گزک لب ِ خشک (مو ، بر) ۔ صدائے نالہ حزیں مجھ کو ہے ترانہ ٔ یار (ار) ۔ صدائے نالہ ٔ دل مجھ کو ہے ترانہ ٔ یار (بر) ۔
۶- پیچ کیفیت (ن) ۔ سنگ سے اس سر کا توڑتا (ار ، مو ، ن) ۔ توڑتا ہے خمار (آ ، ب) ۔
۷- شکست میں نہیں دیتا ہے (ار) ۔
۸- یہ شعر نسخہ ٔ ار میں نہیں ہے ۔
۹- کہاں تلک میں کروں روزگار کا شکوہ (ار) ۔

دلا اس اپنے غمِ دل کو نت غنیمت جان
بدل خوشی سے تو اس دور میں نہ کر زنہار ۱۰

کسو سے یاں غمِ دل یوں نہ لے گیا دوراں
کہ شادی مرگ کیا ہو نہ اس کو آخرِ کار ۱۱

جو گوشِ ہوش تو رکھتا ہے تو برابر ہے
صدائے نغمۂ داؤد و نالۂ دلِ زار ۱۲

تو سادہ لوحی سے اے دل ، جہاں ہے کج فہم
کرے ہے راستی اپنی سے ہر زماں گفتار ۱۳

میں حرفِ حق کو سنا ہے زبانیِ منصور
کہ راست گو کو زمانے میں کھینچتے ہیں دار ۱۴

عجب نہیں کہ ہے ابلس اس سبب مخفی
کہ ہو جئے گا عجب مردمِ جہاں سے دو چار ۱۵

۱۰- دلا تو اپنے غم دل (ایچ ، ار ، بر ، ب ، یو ، ن) - اب غنیمت جان (ار ، ب ، بر) - بدل خوشی ستی اس دور (ایچ) - بدل خوشی سے اپنے دور (ن) -

۱۱- کسو ہی سے غمِ دل یوں (ب ، ن) - کسو سے اب غمِ دل یوں (بر) -

۱۲- صدائے نغمۂ داؤد نالۂ دل زار (ح) -

۱۳- جہاں کے ہے کج فہم (ب ، ن) - دلا جہاں ہے کج فہم ، سادہ لوحی سے تو (آ ، ایچ متبادل ، ل ، ی) - اپنی سے ہر زبان گفتار (ب ، ن) -

۱۴- سنا ہوں زبانی منصور (بر) - زمانے میں کھینچے ہیں بردار (ی) -

۱۵- عجب نہیں ہے کہ ابلیس (آ ، ایچ ، ار) - کہ ہو چکا ہے عجب مردمِ جہاں سے دوچار (ایچ) -

شب گزشتہ لپٹ درد سے میں تھا بے تاب
گزر کیا چمنِ فکر کی طرف ناچار[۱۶]
سنی میں ایک غزل بلبلِ طبیعت سے
کہ دل کے لخت گرے چشم سے ہزار ہزار[۱۷]

غزل

نہ پوچھ مجھ سے کدھر ہے خزاں کہاں ہے بہار
کہ بلبلِ قفسی کو ہے گل سے کیا سروکار[۱۸]
عجب نہیں ہے کہ بادِ سموم ہو جاوے
نسیم گر کرے اک دم مرے چمن سے گزار[۱۹]
نہیں ہے شادیِ بے غم چمن میں دنیا کے
کہ چاک کرکے گریباں ہنسے ہے گل اے یار[۲۰]
کہاں بہار، کہاں ساقی اور کہاں ہے شراب
کہاں مغنّی و مطرب، کدھر ہے ناخن و تار[۲۱]

۱۶- گزر کیا چمنِ فکر (ن) - چمنِ فکر کی طرف اک بار (بر) -
۱۷- کہ لختِ دل گرے آنکھوں ستی ہزار ہزار (ایج، بر) - کہ لختِ دل گرے آنکھوں سے سب ہزار ہزار (ار) - کہ لختِ دل گرے آنکھوں سے اب ہزار ہزار (ب، ن) -
۱۸- کدھر ہے خزاں کدھر ہے بہار (بر) - نہ پوچھ مجھ سے کدھر ساقی اور کدھر ہے بہار (ایچ) -
۱۹- یک دم ترے چمن سے گزار (آ، ایچ) -
۲۰- نہیں ہے شادی و بے غم چمن میں دنیا کے (آ، ار) - کہ گل ہنسے ہے گریباں پیرہن کو پھاڑ (ایچ، ار، ب، بر، ن) -
۲۱- کہاں مغنی و مطرب کہاں ہے ناخن و تار (ب، ی) -

فلک کے ہاتھ سے اتنی بھی وا رہے نہ رہے
کہ خوب روئیے دل کھول کر نکار پکار[۲۲]

سکستگی سے مرے دل کے یوں ہوا معلوم
فلک نے گوشۂ خاطر کو بھی کیا مسمار[۲۳]

پڑا پھرے ہے اسی فکر میں سدا ظالم
کسو طرح بھی کسی دل کو دیجے آزار[۲۴]

قطعہ

رکھے ہے مجھ سے خصوصا عداوتِ قلبی
خیالِ خام کو یوں دے کے اپنے دل میں قرار[۲۵]

کہ خاک کرکے اسے ، ہند میں لداؤں گا
چراغِ بتکدہ و خشتِ خانۂ خمار[۲۶]

کدھر خیال کو اب لے گیا ہے یہ بے مغز
بس بھرا ہے سر اس کا ہوا ہے کج رفتار[۲۷]

دکھالیے گا اسے ، مرد یوں کریں ہیں عزم
مشیتِ ازلی بھی سوئی ہو ہم سے برآر[۲۸]

۲۳- شکستگی سے مجھے دل کے (ایچ ، ار ، ب ، ف ، ل ، مو ، بر ، ی ، ن) - گوشۂ خاطر کرے ہے کیا مسمار (آ) -
۲۴- کسو طرح سے کسی دل (ایچ) - کسی طرح سے کسی دل (ار ، مو) - کسو طرح سے کسو دل (ب ، ن) -
۲۵- خیالِ خام کو یوں دل میں اپنے دے کے قرار (بر) -
۲۸- دکھالیں گے اسے ہم مرد یوں (مو) - دکھاؤں گا اسے اب مرد یوں (ن) - دکھائے گا نہ کبھو تجھ کو عیش کی صورت (بر) - مشیتِ ازلی بھی جو ہووے ہم سے بر آر (آ ، ایچ ، ل ، مو ، ی ، ن) - مشیتِ ازلی بھی اگر ہو ہووے برار (ار ، بر) -

تو ُرو سیاہ کر اس ہند کا، کوئی دن میں
آسی دیار کی گلیوں کا ہوجیے گا غبار[۲۹]
جہاں کی خاک کو ہے یہ شرف، عجب کیا ہے
کہ بحرِ عرش ہے گر ہووے اس کے قرب و جوار[۳۰]
جہاں کی مرگ کو کہتا ہے خضر عمرِ ابد
خدا نصیب کرے مجھ کو زندگی اک بار[۳۱]
جو کچھ کہ مجھ سے سنا، صدق سے تُو باور کر
بھری سے فرنگی ہو، جو کرے انکار[۳۲]
خدا نہ خواستہ گر آسماں کی گردش سے
قضا طبیب ہوئی ہو، مسیح[۴] ہو بیمار[۳۳]
فلک سے اس کو ملائک لے آ کے واں ہوویں
جب اس دیار کے جاروب کش سے منّت دار[۳۴]
اگر وہ خاک دے اس کو شفا کی نیّت سے
قضا قضا ہی کرے ٹک اگر کرے تکرار[۳۵]

۲۹- اسی دیار کے گلیوں کا (ن) - اسی دیار کی گلیوں میں ہوجیے گا غبار (ار، بر) -
۳۰- اس کے قرب جوار (ح) -
۳۱- جہاں کے مرگ کو (ن) -
۳۲- جو کچھ کہ مجھ سے سُنے (آ، ایج، ار، ب، ف، مو، ل، بر، ی، ن) -
۳۳- ہوئی اور مسیح ہو بیمار (ار) - ہوئی گر مسیح ہو بیمار (ب، ن) - طبیب ہی ہو مسیح ہو بیمار (بر) - طبیب ہی ہو اور مسیح (مو) -
۳۴- ملائک یہاں کے واں ہوئیں (ایج) - ملائک کے آگے واں ہوویں (ن) -

زمیں وہ نور سے اس مرتبہ ہے مالامال
کہ شمس کی رات کے آگے نہیں ہے دن کو وقار[۳۶]

اسی ہی غم سے جہاں میں ظہور کرتی ہے صبح
ہمیشہ پہنے خورشید اپنی جیب پہ مار[۳۷]

ہوا کے وصف میں اس جا کے گر لکھوں میں غزل
مرا سخن رہے سرسبز تا نہ روز شمار[۳۸]

غزل

رس ہوا نے طراوت کو واں کیا ہے نثار
شرار سنگ میں ہیں رشک دانہ ہائے انار[۳۹]

صبا گزر کرے اس جا سے گر یمن کی طرف
نہ ہو سوائے زمرد ، عقیق واں زنہار[۴۰]

۳۶- ہے اس قدر وہ زمیں نور سے جو مالا مال (ایج ، ار) - ہے اس قدر وہ زمیں نور سے ہی مالا مال (ب) - ہے اس قدر وہ زمیں نور سیتی مالا مال (بر) - ہے اس قدر وہ زمیں نور سے ہے مالا مال (ن) - نہیں ہے دن کو قرار (ب ، ن) -

۳۷- اسی ہی غم سے نکلتی ہے طاہرا دم صبح (ایج ، ار ، بر) - جہاں میں ظہور کرتی صبح (ن) - ہمیشہ پنجۂ خورشید سے گریباں پھاڑ (ایج ، ار ، ب ، بر) - ہمیشہ پنجۂ خورشید سے گریباں تار (ن) -

۳۸- اُس جا کے کر لکھوں میں غزل (ن) - اس جا [کے] گر لکھوں مطلع (ار) -

۳۹- شرار سنگ میں ہے (ل ، بر ، ن) -

۴۰- گر اس طرف سے ہو جاوے صبا یمن کی طرف (ایج ، ار ، ب ، بر ، نو) - گر اس طرف سے ہو جاوے صبا چمن کی طرف (ن) -

جو نخلِ خشک کی تصویر کھینچے واں نقّاش
ہر ایک شاخ وہیں سبز ہو کے لاوے بار[۴۱]
عجب نہیں ہے کہ ہوں اس ہوا سے دانے سبز
اگر زمیں پہ گرے ٹوٹ سبحۂ زوّار[۴۲]
عرض میں کیا کہوں یارو چمن میں قدرت کے
عجب ہے لطف کی اس قطعۂ زمیں پہ بہار[۴۳]
یہیں ہے دل کو اگر ساکنانِ جنّت سے
جو کوئی سیر کرے اس دیار کا گلزار[۴۴]
ز بس تماشے سے آنکھوں کو واں نہ ہو سیری
پلک کو موندنا نرگس کی طرح ہو دشوار[۴۵]
انھوں کی نظروں میں ہوگی بہشت کی کیا قدر
جنھیں ہے مسکن و ماویٰ کے واسطے وہ دیار[۴۶]
بہشت عرض کریں یہ جنابِ اقدس میں
عجب نہیں کہ اسی شرم سے بہ رورِ شمار[۴۷]
جو کربلا کے ہیں ساکن، انھوں کو ہو یہ امر
سوائے عرش نہ کیجے کسی طرف کو گزار[۴۸]

۴۱- ہر ایک شاخ دو ہیں (ن) ۔
۴۲- کہ ہو اس ہوا سے دانہ سبز (ایچ ، ار ، بر) ۔ کہ ہوویں ہوا سے دانے سبز (فو) ۔ اس ہوا سے دانۂ سبز (ن) ۔
۴۳- لطف سے اُس قطعۂ زمیں (ار) ۔
۴۵- آنکھوں کے تئیں نہ ہو سیری (ار) ۔ پلک کا موندنا (ار) ۔
۴۷- بہشت عرض کرے یہ (ار ، فو) ۔
۴۸- کسو طرف کو گزار (ایچ) ۔ سوائے عرش کسی طرف کو نہ کیجے گزار (ی) ۔

تری تو ذات پہ روشن ہے جرو کُل کا حال
بھلا ہے ، پردے ہی میں رکھیے حسّتوں کا وقار[۴۹]
غرض کہ دیکھ کے اس جا کے مرتبے کے تئیں
لگا زمیں سے کرے ملک یہ استفسار[۵۰]
حبر دے اس کی مجھے اے زمیں کہ تجھ میں سے
ہوا ہے کس لیے اس حاک کو یہ عزّ و وقار؟[۵۱]
دیا حواب زمیں نے کہ اے ملک ہیہات
نہ دیجو مجھ سے تناسب تُو اس کو دیگر بار[۵۲]
نہیں ہے خاک ، وہ ہے آبروے آبِ حیات
نہیں وہ خاک ، ہے کحل‌الجواہر الابصار[۵۳]
اگر نہ چشمِ کواکب کو پہنچے اس میں سے
نہ کر سکے شبِ تاریک بیچ تُو رفتار[۵۴]

۴۹- حز و کُل کا حل (بر) - پردے میں رکھیو تو حستوں کا وقار (آ ، ل) - پردے میں رکھتی ہے جستوں کا وقار (ر) - پردے ہی میں رکھیو حستوں (ی) -
۵۰- غرض کہ دیکھ کر (ں) - عرض کہ دیکھ کے اس حال مرتبے کے تئیں (ل) - لگا زمیں ستی کرنے ملک (ار) - حرو و کُل کا حال (ف) -
۵۱- اے زمیں تجھ میں سے (آ) - اس حاک کا یہ عزّ و وقار (آ) -
۵۲- نہ دیجو مجھ ستی نسبت تو اس کو (ایج ، ر) - نہ دیجو مجھ سے تو نسبت تو اس کو (ار) - تناسب اُسے تو دیگر بار (آ ، ایج ، ی ، ں) -
۵۳- نہیں وہ حاک وہ ہے (آ ، ار) - نہیں ہے خاک ہے کحل الجواہر الابصار (ار) - کحل الحواہر ابصار (ں) -
۵۴- شبِ تاریک بیچ نور افشار (ر) -

مجھے ہے نسبت اب اس خاک سے کہاں ، جس میں
ابو تراب[۴] کے فرزند نے کیا ہو قرار[۵۵]

امامِ مشرق و مغرب ، شہِ زمین و زمن
رموز دانِ خدا ، دُرِّ لُجّۂ اسرار[۵۶]

رہے امامِ زماں ، خاکِ در سوا جس کے
قبول ہو نہ کبھو سجدۂ نماز گزار[۵۷]

اگر نہ ہو قلمِ صنع ہاتھ میں اس کے
تو لوحِ دفترِ قدرت میں فرد ہو بے کار[۵۸]

مہندسانِ قضا اپنے ہندسوں سے اگر
سوائے مشورت اس کے جسے لکھیں اک بار[۵۹]

عجب نہیں ہے کہ نکلے نہ تا دمِ محشر
زبانِ خامہ سے کچھ لفظ غیرِ استغفار[۶۰]

خدا نہ خواستہ دیوے چہار عنصر میں
گر اس کی رائے بدلنا طبیعتوں کا قرار[۶۱]

۵۵- مجھے نصیب اب اس خاک سے کہاں جس میں (ار) - فرزند نے کیا ہو گزار (ار) -

۵۶- رموز دانِ خدا اور لُجۂ اسرار (آ ، ار ، بر) - رموز دان خداوند لُجۂ اسرار (ب ، ن) -

۵۷- رہے امام کہ جز خاک در سوا جس کے (ایج) - رہے امام کہ جز خاک در ستی اس کے (ار ، بر) - رہے امام کہ جز خاک در سے یہ جس کے (ب ، ن) - رہے امام کہ جز خاک آستاں اس کی (فو) - قبول ہو نہ کبھی (آ) - قبول ہو نہ سکے (ار) -

۶۰- زبانِ خامہ سے کہ لفظ عمر استعمار (آ) -

۶۱- دیویں چہار عنصر میں (ح ، ل ، بر) - گر اس میں رائے بدلنا (ایج) -

نھی ما کرے مسعد ہوا کا درۂ حاک
نہ چھوڑے پانی کا قطرہ حہاں میں انک شرار[۶۲]
گر اس کا حکم اٹھاوے حہاں سے رسمۂ کفر
محال کیا حو سلیمانی میں رہے زنّار[۶۳]
یہیں تو جان کہ میزانِ عدل میں اس کے
ہوا ہے دانۂ حردل برابرِ کہسار[۶۴]
اسی کے عدل میں ہے یہ کہ چیونٹی کے حضور
محال کیا ہے کہ دم مارے اژدرِ حوں حوار[۶۵]
سکوہ خیمے کا اس کے بیاں کروں، لیکن
کہاں حیال کو ہے پہنچنے کا واں تک بار[۶۶]
کہ حس کی دیکھ کے رفعت فلک ہے چکّر میں
اسی کے بوجھ سے ہے صفحۂ زمیں کو قرار[۶۷]
نہیں ستارے ہیں یہ، ملکہ لوٹتا ہے اب
اسی حسد سے انگاروں پہ چرح، لیل و نہار[۶۸]

۶۲- نہ چھوڑے قطرۂ پانی حہاں میں (بر) ۔
۶۳- گر اس کا حلم اٹھاوے (آ ، ل ، ی) ۔ حہاں میں رشتۂ کفر (ایح) ۔
۶۵- اسی کے عدل میں، یہ ہے کہ (آ ، ایح) ۔ اُسی کے عدل سے ہے یہ کہ (بر) ۔ یہ کہ چیونٹیوں کے حضور (ں) ۔
۶۶- پہنچنے کی واں تک نار (ایح ، ل ، مو ، بر ، ی) ۔
۶۷- رفعت فلک ہے سرگرداں (ار) ۔
۶۸- نہیں ستارہ ہیں یہ (ں) ۔ بلکہ لوٹتا ہے گا (ایح ، ار ، ب ، بر ، ں) ۔ بلکہ لوٹتا ہے فلک (ل) ۔ انگاروں چرح لیل و نہار (ح) ۔

کرے ہے عرس اسے اپنی جبہہ پر صدل
گر اس کے فرس کا ، جاروب سے اٹھے ہے غبار[69]

کمیتِ خامہ نے اب اس کے وصفِ کل گوں میں
کیا ہے صفحہٗ کاغذ کو تختہٗ گلزار[70]

چمن میں صبح کے ، حس کی سک روی آگے
کبھو نہ ایک قدم چل سکے نسیمِ بہار[71]

غرض وہ گرم عناں ہو کے حب چمکتا ہے
نہیں پہنچتی ہے برق اس کی گرد کو زنہار[72]

بیاں جلدی کا اس کی کہاں تلک میں کروں
تملک کو حس کی سواری کا عزم ہے دشوار[73]

چڑھا بُراق کے راکب نے دوس پر اپنے
سکھائی جس کو سواری وہی ہو اس پہ سوار[74]

امیدوار ہوں عسب سے اب بُلا مجھ کو
حصور ، یا خلف الصدقِ حیدرِ کرّار[75]

کہے ہے اسہد ان لا الہ الاّ اللہ
عدم میں کفر سدا یاد کر تری تلوار[76]

۶۹- اپی حبہہ کا صدل (آ) - ہو اُس کے فرش کے حاروب کش سے
مست دار (ار) -
۷۱- حس کے سک روی آگے (ں) - چل سکی نسیمِ بہار (ں) -
۷۲- اُس کے گرد کو رہار (ں) -
۷۳- عرم ہو دسوار (ایح ، ار ، ب ، بر ، ں) -
۷۵- عیسب سے اب بلا مجکوں (ں) -

مقابلے سے کماں کے ترے عدو تیرا
کبھو نہ نبھ سکے روزِ نبرد کرکے قرار[۷۷]

جہاں نہ پہنچے ہے تیرِ خیال کا پیکاں
کرے ہے واں سے گزر تیرے تیر کا سوفار[۷۸]

ترے دیار کی چیونٹی کے زور سے شاہا
کہاں زباں کو ہے طاقت کہ کیجیے گفتار[۷۹]

امورِ سلطنت اس کے بغیر مرضی کے
اگر جو ہوویں سلیماں، نہ کر سکیں زنہار[۸۰]

نمط حباب کے، قالب تہی کریں دریا
گرے جو ان نہ ترے آتشِ غضب سے شرار[۸۱]

بیاں حلم کا تیرے میں کیا کروں ہیہات
تو ہے گواہ جو کچھ تجھ نہ ہو چکا ہموار[۸۲]

۷۷- تری کماں کے آگے ستی عدو تیرا (ایچ، ار، بر) - تری کمان کے آگے سے اب عدو تیرا (مو) - کبھو نہ ہٹ سکے روزِ نبرد (آ) - کبھو نہ پھر سکے روزِ نبرد (ار) - کبھو نہ ٹھہرے کرے تیر سا وہ جلد فرار (بر) - روز نبرد کر کے قرار (ن) -

۷۸- پہنچے ہے میرے خیال کا پیکاں (ار) - پہنچے ہے تیرے خیال کا پیکاں (ف، ی) -

۷۹- ترے دیار کے چیونٹی کے (ن) - طاقت جو کیجیے گفتار (ب، مو، بر، ن) -

۸۰- اگرچہ ہوویں سلیماں (آ، ل، ی) - اگر جو ہووے سلیماں (ار، بر) - اگرچہ ہووے سلیماں (ایچ) - جو ہوویں لاکھ سلیماں (ب، مو، ن) - نہ کر سکے تکرار (ار) - نہ کر سکے زنہار (ایچ) -

۸۱- گریں جو اُن پہ (ب، مو، ن) - گرے جو اُن میں (بر) - ترے آتشِ غضب کے شرار (بر) -

کریں ہیں نہ ورقِ آسمان کوتاہی
سہا اگر تری عشش کا کھیے طومار۸۳

بھرا ز بس شکمِ حرص ، حسود نے تیرے
نہیں اب اس کے تئیں دردِ امتلا سے قرار۸۴

گُہر نہ ہوں جو ترے ابرِ فیض کے آگے
کرے نہ گر عرقِ انفعال ابرِ بہار۸۵

نگاہِ فیض تری کیمیا اثر اتنی
اگر وہ ہو کرۂ خاک کی طرف اک بار۸۶

نہ نکلے کاں سے فولاد تا ابد ہرگز
عجب نہیں ہے بغیر از طلائے دست افشار۸۷

شہا! ہمیشہ ترے بندگانِ عالی کے
حساب میں یہی **سودا** رکھے ہے عرض چہار۸۸

چہار عرض سے اب عرضِ اولیں ہے یہ
کہ ہند بیچ پریشاں نہ ہو یہ مشتِ غبار۸۹

صفِ نعال میں اپنے بُلا کے دے جاگہ
کہ نورِ معرفت اس کے لیے ہو شمع مزار۹۰

۸۳- کرے ہیں نہ ورقِ آسماں (ی ، بر) ۔
۸۴- بھرا ز بس کہ شکمِ حرص (ن) ۔ نہیں اب اس کے مجھے دردِ امتلا سے قرار (ایع) ۔
۸۵- گہر نہ ہو جو ترے (آ ، ار ، مو) ۔
۸۶- نظر جو ہیگی تری کیمیا اثر اتنی (ار) ۔
۸۹- عرض اولیں یہ ہے (ن) ۔
۹۰- کہ نورِ معرفت اس کے تئیں ہو شمع قرار (ن) ۔

سوائے خاکِ درِ اپنے سے ، آس کو ، یا مولا
دویم ہے یہ، نو کسی در سے اب نہ دے سروکار[۹۱]
سیوم اگرچہ سراپا ہے جوہرِ ذاتی
ولے ہمیشہ تہی دست ہے بہ رنگِ چنار[۹۲]
چہارم ایں کہ ہمہ دوستاں بہ ہر دو جہاں
قبول ہوویں بہ حقِ ائمۂ اطہار[۹۳]
رہے فلک پہ مہ و مہر جب تلک قائم
ہمیشہ دیکھے اِسی طرح چشمِ لیل و نہار[۹۴]
موالیوں کے قدم سے لگا رہے اقبال
جدا نہ ہو سرِ اعدا سے چنگلِ ادبار[۹۵]

(۹)

درمنقبتِ حضرت موسیٰ رضا کاظم معروف بہ امام کاظمین علیہ السلام

ہے پرورش سخن کی مجھے اپنی جان تلک
جوں شمع ، زندگانی ہے میری ، زباں تلک[۱]

۹۱- اپنے کے آس کو یا مولا (ایچ) - نو کسی در ستی نہ دے سروکار (ایچ ، ار ، ر) - دویم ہے یہ کہ کسی در سے تو نہ دے سروکار (مو) -
۹۲- سویم ہے یہ کہ سراپا (مو) -
۹۳- چہارم آں کہ (آ ، ب ، ن) -
۹۴- ہمیشہ دیکھیں اسی طرح (مو) -
۹۵- موالیاں کے قدم سے (آ ، ایچ ، ار ، ر ، ل ، ی ، ب ، ن) -
(۹) سب نسخوں میں شامل ، نسخۂ حبیب میں موجود - غالباً ۱۱۷۴ھ سے قبل کی تصنیف -

خاموشی آئنے کی کہے حالِ روئے حلق
روشن دلوں کا کام نہ پہنچے بیاں تلک[۲]

ہے ظالموں کو سختیِ دوراں مدد کہ تیغ
کاٹے دوچند ، بھیجے جو سنگِ فساں تلک[۳]

بے ماتم اس چمن میں نہیں خندۂ طرب
ہے کسوتِ کبود گلِ زعفراں تلک[۴]

افتادگاں نہ لیں مددِ غیر بہرِ اوج
سائے کو احتیاج نہیں نردباں تلک[۵]

گرداب تک پہنچ کے شناور ہوئے ہیں غرق
ٹک رہ ادب سے آں کے سرگشتگاں تلک[۶]

سیدھوں سے منحرف ہے جو اپنا ہے وہ عدو
بھٹکا جو راستے سے ، گیا رہ زیاں تلک[۷]

کیا اس کی قدر ہے جو سپاہی نہ ہو نجیب
شمشیرِ نا اصیل کی قیمت کہاں تلک[۸]

لافِ سپہ گری نہ کرے مردِ راست دار
ناوے نہ راہ ، حرف ، زبانِ سناں تلک[۹]

۲- خاموش آئنہ کہ کہے (ار) - روشن دلوں کا نام نہ پہنچے یہاں تلک (آ) -

۳- ہے ظالموں کے سختیِ دوراں مدد (ایچ ، ل ، بر) -

۷- منحرف ہے تو اپنا ہے (ایچ) - منحرف ہو سو اپنا ہے (ب ، ن) -
منحرف ہے سو اپنا ہے (ل ، مو) - منحرف ہو جو اپنا ہے (بر) -

۸- کیا اس کی قدر ہو (ن) -

پابوس پر کسو کے نہ پیدا کریں غرور
پہنچاوے یہ سحر کوئی گردن کشاں تلک ۱۰
رکھیں وہ ایک شب تو سرِ شمع پر نگاہ
پہنچے ہے تا سحر دہنِ شمع داں تلک ۱۱
بارِ گراں تلے ہے سبک روح روز و شب
س کا اُٹھائے پھرنا ہے موقوف جاں تلک ۱۲
رہتی ہے پاک طبع بزرگوں کی زنگ سے
کیا کام تیغِ کوہ کو صیقل گراں تلک ۱۳
راحت کہاں انھیں، ہے جنھیں شوکت و شکوہ
پھرتے ہی دیکھتا ہوں سدا ، آسماں تلک ۱۴
گر س کجی ہو راستی دنیا میں پیس رفت
وابستہ ہو نہ تیر کا چلنا کماں تلک ۱۵
سختی سے گزری اہلِ سعادت کی یاں معاش
ہے منحصر غذائے ہُما استخواں تلک ۱۶
ہرچند گریہ عشق میں نقصانِ چشم ہے
لیکن نہ سمجھے ناصحِ ناداں یہاں تلک ۱۷

۱۰- پابوس پر کسی کے (آ ، ل ، مو ، در ، ی) -
۱۱- ایک شب جو سرِ شمع پر نگاہ (ایچ) - پہنچاوے ایک شب تو پھر شمع پر نگاہ (ار) -
۱۲- تن کا اٹھائے پھرنا ہے (ح) -
۱۳- رہتی تھی پاک طبع (ح) - رہتی ہے طبع پاک بزرگوں کی (آ) -
۱۴- راحت انھیں کہاں ہے جنھیں (ب ، مو ، در ، ن) -
۱۵- تیر کا چلہ کماں تلک (ار) -
۱۶- اہلِ سعادت کی جوں معاش (ار) -
۱۷- لیکن یہ سمجھے ناصحِ ناداں (ن) -

آتش بلند ہووے تو غیر ار تلاش آب
ہووے عرض کسی کو نہ سود و زیاں تلک۱۸

تنہا نہ سبز ہو یہ قصیدہ ہی حوں چمن
اسی غزل کہوں کہ پڑھیں بلبلاں تلک۱۹

غزل

کیفیت بہار ہے گلشن میں یاں تلک
بلبل سے لے کے مست ہے اب باغباں تلک۲۰

صحن چمن پہ پھرتے ہیں مستی سے لوٹتے
لے کر ہوا کی موج سے آب رواں تلک۲۱

نشو و نمائے سبزہ و ریحان و یاسمن
ہے طعنہ زن نمود خط گل رخاں تلک۲۲

سوسن پہ اس نمک سے ہے شبنم کہ حوں عرق
آیا ہے عارض لب ہندوستاں تلک۲۳

ساقی اٹھا لے شیشہ و ساغر کو، لا پیاس
ٹک اس غزل کو پڑھتے چلیں گلستاں تلک۲۴

۱۸- ہووے عرض کسو کو (ن) ۔
۱۹- یہ قصیدہ ہے حوں چمن (ن) ۔ ایسی غزل لکھوں کہ (آ) ۔
۲۰- بلبل سے مست ہو گئے اب باغباں تلک (ن) ۔ بلبل سے لے کے مست ہیں اب باغباں تلک (ب) ۔ بلبل سے مست پھرتے ہیں لے باغباں تلک (ار) ۔
۲۱- صحن چمن میں پھرتے ہیں (ب ، ر ، مو ، ن) ۔ یہ شعر نسخۂ ار میں نہیں ہے ۔
۲۳- سوسن پہ اس نمط سے ہے (آ ، ل) ۔

غزل دیگر

آیا نہ ایک گُل کبھو اس بوستاں تلک

جس کی بہار پہنچی نہ ہووے خزاں تلک۲۵

وہ مرغِ ناتواں ہوں کہ صحنِ چمن سے میں

بے پردناں پہنچ نہ سکوں آشیاں تلک۲۶

کیفیت اپنی سے میں لگوں ہوں نتاں کے مِنہ

ورنہ نہ پہنچے ساغرِ مے مے رہاں تلک۲۷

روشن ہو اک چراغ سے جوں محلِ شمع داں

پہنچا ہے داغ دل کا ہر اک استخواں تلک۲۸

میٹھا لگے ہے دل کو مرے زہرِ دشمنی

پہنچے ہے شہدِ دوستی جب امتحاں تلک۲۹

مشکل بہت ہے امرِ قناعت جہاں کے بیچ

لے کر زمیں سے چرخ کے باشندگاں تلک ۳۰

ہم نے زیادہ نا شبِ ہفتم سے ماہ کو

قانع نہ رہتے دیکھا کبھو نیم ناں تلک۳۱

۲۵- آیا نہ ایک گُل کبھی (آ) ۔
۲۶- بے پردناں نہ پہنچ سکوں (ایج) ۔
۲۷- ساغر بے مے لباں تلک (ب ، ل ، مو ، ہر ، ن) ۔
۲۸- روشن نہ اک چراغ سے سو محل داں شمع (ایج متبادل) ۔ دل کا مرے استخواں تلک (ب ، مو ، ن) ۔
۲۹- میٹھا لگے ہے منہ کو مرے (آ ، ایج ، ب ، ل ، ہر ، ی ، ن) ۔
۳۰- زمیں سے عرش کے باشندگاں تلک (آ) ۔
۳۱- شب ہفتم سے ماہ کوں (ن) ۔

تھا مجھ و رات کنجِ قناعت میں فکرِ شعر
ناگہ طمع کو حرص نے جنبش دی یاں تلک۳۲

گزرا وہیں یہ دل میں کہ اس فن کی راہ سے
جا پہنچوں میں اگر کسی نواب و خان تلک۳۳

تو چند بیت مدح میں اس کے قصیدہ طور
ایسی ہی کہہ کے لاؤں قلم کی زباں تلک۳۴

تا ہو یقیں کہ صفحۂ دنیا سے اس کا نام
اٹھنے کسو ہی طرح نہ دورِ جہاں تلک۳۵

چھوڑے کچھ اس کنے نہ اِس ابیات کا صلہ
لے کھود کر زمیں کو گنجِ نہاں تلک۳۶

القصّہ گزرے تھی مجھے سب اس خیال میں
ناگاہ پیرِ عقل نے آ اس مکاں تلک۳۷

ایسا ہی ایک مارا طمانچہ کہ تا بہور
پہنچے ہے رنگِ چہرہ گُلِ ارغواں تلک۳۸

۳۳- گزرا یہ دل میں میرے کہ اس فن (ایج) ۔ گزرا وہیں یہ دل میں (ن) ۔

۳۴- ایسی ہی لکھ کے لاؤں (ار) ۔

۳۵- صفحۂ ہستی سے اُس کا نام (ب ، ن) ۔

۳۶- چھوڑوں کچھ اس کنے نہ (ب ، بر) ۔ چھوڑوں نہ اس کنے کچھ اس ابیات (ن) ۔ چھوڑوں نہ اُس کنے میں کچھ ابیات کا صلہ (مو) ۔ زمیں تو گنجِ نہاں تلک (آ) ۔

۳۷- القصّہ گزری تھی (ن) ۔

۳۸- ایسا ہی مارا ایک طمانچہ (ن) ۔

کہنے لگا وہ مجھ سے کہ سودا برار حیف
اخشاذ میں نے تجھ کو نہ سمجھا تھا یاں تلک۳۹

یہ قصد ہو درا کہ میں لے کر لباس ہاتھ
پہنچا کروں گا ہر در و ہر داریاں تلک۴۰

بہرِ فلاح دامنِ ہمت نہ چھوڑیے
تنگی سے گر ہو چاک گریباں جاں تلک۴۱

عسرت کی گر ہو گوشۂ دامن پہ نیم ناں
دستار خواں گو نہ بچھے یاں سے واں تلک۴۲

روزی کو مضطرب نہ ہو، ٹک آئنے کو دیکھ
ناں آبرو سے بہتر ہے روشن دلاں تلک۴۳

پس فرض کیا کیا ہے کہ اشعارِ رتبہ دار
لے جا کے تو پڑھا کرے آن نا کساں تلک۴۴

جو نخوت و غرور سے حسین کے محل
ابرو سوا سخن کو نہ لاویں زباں تلک۴۵

نزدیک جن کے، ہے وہ بڑا صاحبِ کمال
منصب کا جس کے رسہ ہو فیل و نشاں تلک۴۶

۳۹- اُف آہ میں نے تجھ کو نہ سمجھا (ار) - احتاہ میں نے تجھ کو نہ سمجھا (ن) -
۴۰- پہنچا کروں ہر ایک در و داریاں تلک (ار) -
۴۴- پس فرض کیا کہا ہے ہو اشعار رتبہ دار (آ) -
۴۶- نزدیک جن کے ہیں وہ بڑے صاحبِ کمال (آ) - منصب کی جس کے (ن) -

گر بُو علی سلام کرے آن کر اُنھیں
سینے ہی پر وے ہاتھ رکھیں ہیں جہاں تلک۴۷

چاہیں کہ ہم کلام ہوں اُس سے تو یہ کہیں
پہنچے ہے تیرا سلسلہ کس خاندان تلک۴۸

آدم تک اُن کے پاس عرض آدمی نہیں
پہنچاوے تا سبب کو نہ شائستہ خان تلک۴۹

سودا تو اُن کی مدح کرے گا کہ جز دروغ
اک حرفِ راست دل سے نہ آوے زبان تلک۵۰

حیران ہوں میں کہ مثلِ نگیں مہرِ نامِ غیر
اتنا تو رو سیاہ کرے گا کہاں تلک۵۱

رکھیے قلم کو مدح میں ایسوں کے سرنگوں
سجدہ کریں ہیں جن کو زمین و زمان تلک۵۲

کرتے ہیں جن کے امر سے عالم میں زندگی
لے کر کے جنّ و اِنس سے کرّوبیان تلک۵۳

۴۷- وہ ہاتھ رکھے ہے یہاں تلک (آ) - وہ ہاتھ رکھے ہیں جہاں تلک (ایچ ، ار ، ب ، بر) - سینے ہی پر وہ ہاتھ رکھیں ہیں جہاں تلک (ن ، ل) - گو بُوعلی (ار) -

۴۸- یہ شعر نسخہ ل میں نہیں ہے -

۵۰- سودا اُنھوں کی مدح کرے گا (ایچ) - دل سے نہ پہنچے زبان تلک (ب ، ل ، ن) - اک حرفِ راست اُن سے نہ آوے زبان تلک (مو) -

۵۲- سجدہ کرے ہیں (آ ، ی) -

گر ہو نہ اُن کے پردۂ حفظ کے تلے
پہنچے نہ خضر، زندگیِ جاوداں تلک۵۴

روضے میں جن کے حلقۂ چشمِ ملک سوا
پہنچا نہ پائے شمع کبھو شمع داں تلک۵۵

خاکِ مزار اُن کی سدا بہرِ توتیا
پہنچے ہے روم و شام سے لے اصفہاں تلک۵۶

لنگی آنکھوں کے دیدۂ اعدا کے واسطے
آتش سوا نہ میل گئی سرمہ داں تلک۵۷

ہنگامِ طوف بس کہ ملائک تیمناً
لیتے ہیں خاک اُن کے اُس آستاں تلک۵۸

خادم کہیں ہیں واں کے مہ آتش میں دیکھ کر
پہنچے ہے کوئی دن کو زمیں آسماں تلک۵۹

از بس اب اُن کے عدل سے معمور ہے جہاں
پہنچا ہے کارِ خلق اس امن و اماں تلک۶۰

بچہ جو گو سفند کا گم ہو تو گرگ و شیر
پہنچاویں دا نہ ڈھونڈ کے اُس کو شباں تلک۶۱

۵۴- ہووے اُنھوں کا حفظ نہ جب تک کہ راہ بر (ایچ متبادل)۔
۵۶- پہنچی ہے روم و شام سے (ن)۔
۵۹- واں کے نہ آتش میں دیکھ کر (ایچ)۔ مہ آپس میں دیکھ یہ (ن)۔
۶۱- گوسپند کا (ن)۔ پہنچاوے تا نہ ڈھونڈ کے (ایچ، ار، ی)۔ ڈھونڈ کے اس کو جہاں تلک (ن)۔

دہشت سے اس خیال کے زہرہ ہو آن کا آب
پہنچیں نہ ہم مباد کسی کے گماں تلک۶۲

رہیے کو حک میں صورتِ افسوس کے تئیں
احکامِ حضرمی نے کیا منع یاں تلک۶۳

انگشت ، چوسنے کے تئیں ، طفلِ شیر خوار
ممکن نہیں کہ لا سکے اپنے دہاں تلک۶۴

جب سے ہوئی ہے گلشنِ دنیا میں یہ بہار
کچھ کام بلبلوں کو نہیں ہے فغاں تلک۶۵

گل چیں کی کیا مجال جو توڑے چمن میں پھول
صورت سے گل کے لرزے ہے بادِ خزاں تلک۶۶

ان کے نہیں ہے عہدِ مبارک میں یہ مجال
پہنچے کسی کا زور کسی ناتواں تلک۶۷

بہہ جائے ایک خس کبھو ریلے سے موج کے
زنجیر سے بندھا پھرے آبِ رواں تلک۶۸

قوت سے ان کے عدل کے اب زیرِ آسماں
ناطاقتی ہے آبِ ارضی کو یاں تلک۶۹

۶۲- پہنچیں نہ ہم مبادا کسی کے (ح ، ف ، مو ، ر) ۔
۶۴- ممکن نہیں جو لا سکے (آ) ۔
۶۵- بلبلوں کو نہیں ہے حزاں تلک (آ) ۔
۶۶- توڑے چمن کے پھول (ار) ۔
۶۷- ہرگز نہیں ہے عہد مبارک (ار ، ب ، ہر) ۔ ہرگز نہیں اس عہد مبارک (ن) ۔
۶۸- ریلے میں موج کے (ب ، ن) ۔

مارِ سیہ سے لیتے ہیں وہ کام ان دنوں
وابستہ جانتے ہیں جسے ریسماں تلک۷۰

قطعہ

کب ان کے ابلہوں کی ثنا مجھ سے ہو سکے
میں کیا کہوں کہ جلدی ہے ان میں کہاں تلک۷۱

باندھیں ابھوں کے پاؤں سے گر مہر و ماہ کو
تو روز و شب کے پھرنے میں سرعت ہو یاں تلک۷۲

پھر نوبتِ شمارِ مہ و سال زیرِ چرخ
آوے نہ ان کو ، ہیں یہ مسخّم جہاں تلک۷۳

ہیبت کا ان کی تیغ کے میں کیا کروں بیاں
کاٹا ہے کوہِ کفر کو اب جن نے یاں تلک۷۴

ہدیانِ خواب میں جو پڑھے پوتھی برہمن
کلمہ ، جگا کے اس کو پڑھاویں بتاں تلک۷۵

پس جو کوئی کہ ایسے ہوں ان کا حضور چھوڑ
ہدیان بکنے جائے تو تواب و خاں تلک؟۷۶

جس وقت یہ سخن دہنِ پیرِ عقل سے
پہنچا گہر کی طرح مرے گوشِ جاں تلک۷۷

۷۰- وابستہ جانتا ہوں جسے (آ) -
۷۲- باندھے اُبھوں کے پاؤں سے (ل ، ہر ، ن) -
۷۴- ہیبت کی اُن کے تیغ کا میں (ن) -
۷۵- جو پڑھے اپنے برہمن (آ) - کلمہ جگا کے اس کو پڑھادیں یہاں تلک (ن) -

آیا یہ دل میں جاؤں میں کیا لے کے بہرِ نذر
کب دست رس مجھے ہے کسی ارمغاں تلک[۷۸]

ناگہہ آبھی کے ذرّۂ خورشید فصل نے
پہنچا دیا یہ مطلعِ انور زباں تلک[۷۹]

مطلع دیگر

موقوف تھا ظہورِ خدا تم پہ یاں تلک
حونِ بِن حروف معنی نہ آویں بیاں تلک[۸۰]

جا گہ جو کفس کن کے لیے حق نے دی تمھیں
رخصت خیالِ عرش نے پائی نہ واں تلک[۸۱]

حس جا کہ مرغِ قدر تمھارا ہے بال زن
جبریل کا نہ وہم گیا اس مکاں تلک[۸۲]

محراب نقشِ پا کی تمھارے ہے جس جگہ
وہ سرزمیں پہنچتی ہے اس عزّ و شاں تلک[۸۳]

سجدہ گر اس طرف کرے ابلیس ایک بار
بخشش کو پھر نہ کام رہے این و آں تلک[۸۴]

اے مرتضیِ شریف قضا گر کرے کچھ امر
جاری کسو طرح نہ ہو اس کی زباں تلک[۸۵]

۷۹- ناگہ آبھوں کے (ایچ ، ار) -
۸۰- معنی نہ آویں زباں تلک (ن) -
۸۱- جا گہ جو کفس کس کے لیے (آ) - رخصت خیال عرش نے پایہ وہاں تلک (ن) -
۸۳- محراب نقش پا کے تمھاری (ن) -

ذرّہ ہو گر رسائی کے مانع تمھارا امر

پہنچے نہ نورِ مہر کبھو خاک داں تلک۸۶

ہے حس قدر شکوہ تری بارگاہ کا

اس کا بیاں ہو سکے مجھ سے کہاں تلک؟۸۷

انجم نگرگ وار زمیں پر ٹوٹ پڑیں

صدمہ ٹک اس سے پہنچے اگر آسماں تلک۸۸

لکھیے ثنائے جود تمھاری تو حرف گُہر

نقطہ نہ پاوے راہ، قلم کی زباں تلک۸۹

اس کی، عرض، ستائشِ ہمت نہ ہو سکے

جس کے گدا کا رتبۂ بخشش ہو یاں تلک۹۰

۸۶- رسائی کا مانع تمھارا امر (بر، مو، ن) ۔ نور مہر کبھو تا بداں تلک (ایج) ۔

۸۷- جتنا ہے کچھ شکوہ (ایج) ۔ شوکت کے بارگاہ تمھاری کا اب بیاں (ار، بر، ب) ۔ شوکت کا بارگاہ تمھاری کا اب بیاں (ن) ۔ کیا ہو سکے ہے مجھ سے کروں میں کہاں تلک (ار، بر، ب، ن) ۔

۸۸- انجم تمام روئے زمیں پر (مو) ۔ انجم تمام قطرۂ خوں ہو ٹپک پڑیں (بر) ۔ صدمہ جو اس سے پہنچے (ار، ب) ۔ صدمہ گر اس سے پہنچے (بر) ۔ صدمہ جو پہنچے اس ستی ہفت آسماں تلک (ایج) ۔ صدمہ جو پہنچے اس سے یہ ہفت آسماں تلک (ن) ۔ پہنچے کبھو آسماں تلک (ار، بر) ۔

۸۹- لکھیے ثنائے جود تمھاری (ن) ۔

۹۰- اُن کی عرض (ار، بر) ۔ ستائش ہمت نہ ہو سکی (ن) ۔ جن کا کہ ایک رتبۂ بخشش (ایج متبادل، ار) ۔ جس کے گدا کا رتبۂ بخشش (بر) ۔ جس کا کہ ایک رتبۂ بخشش (ن) ۔

تپ لرزہ پیچ مہر کو رکھتا ہے ، یہ خیال

قوت ہو جس کے بازوے ہمّت میں یاں تلک۹۱

پل مارتے میں چاہے تو ذرے کو بخش دے

ایسے کا ہاتھ پہنچے کبھو آسماں تلک۹۲

پس جس کے تم سے آقا ہوں وہ بہر احتیاج

جاوے کبھو تو کس در و کس داریاں تلک۹۳

یا کاظمیں چرخ ستم گر کے ہاتھ سے

پہنچی ہے کارد آکے مرے استخواں تلک۹۴

سدّ رمق مجھے ہو تمھاری جناب سے

محتاج تا نہ جاؤں کساں ناکساں تلک۹۵

اس چرخ دوں پرست تلے بہر مشت جو

مانند آسیا کے پھروں اب کہاں تلک۹۶

لیکن جو یہ قصیدۂ کوہ دوپیکر اب

چاہے صلے میں ہند سے لے اصفہاں تلک۹۷

۹۱- تپ لرزہ پیچ مہر کو (ن) - مہر کو رہتا ہے یہ خیال (آ ، ف ، ل ، ی ، بر) - قوت ہو جس کی (ن) - یہ شعر نسخۂ ح میں نہیں ہے -

۹۲- پل مارنے میں چاہے (ف ، ن) - پل مارتے ہی چاہے (بر) -

۹۳- بس جس کے تم سے آقا (ن) -

۹۵- تا نہ جاؤں کس و ناکساں تلک (ایچ ، بر) - تا نہ جاؤں کسی ناکساں تلک (ف ، ن) -

۹۷- قصیدۂ کوہ دو پیکر آب (ن) -

ہرگز نہ لینے دوں اسے جز ایک مشتِ خاک
سودا کو دو بُلا کے گر اس آستاں تلک[98]

تا ہے فراخ دامنیِ چرخ منحصر
جوں مہر اوج دست رہے دوستاں تلک[99]

تا شکلِ کہکشاں رہے اژدر سے مشتبہ
پہنچا کرے گزندِ حسد دشمناں تلک[100]

(۱۰)

در منقبتِ حضرت علی موسیٰ رضاؑ معروف بہ شاہِ خراسان

اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا
تو آب و دانے کو لے کر گُہر نہ ہو پیدا[1]

نہیں میں طالبِ رزق آسماں سے کہ مجھے
یقیں ہے کاسۂ واروں میں کچھ نہیں ہوتا[2]

نکل وطن سے، ہے عزت میں زور کیفیت
کہ آبِ تحت ہے جب تک ہے تاک میں صہبا[3]

۹۸- ہرگز نہ دیسے دوں اسے (ن) ۔
۹۹- جوں مہر دست اوج رہے دوستاں تلک (ایج ، ب ، بر ، ن) ۔
۱۰۰- اژدر سے یہ شبیہ (ب ، ن) ۔ اژدر سے ہم شبیہ (مو) ۔ اژدر ستی شبیہ (ار) ۔ گزند و حسد دشمناں تلک (ن) ۔
(۱۰) سب نسخوں میں شامل ۔
۲- نہیں ہوں طالبِ روزی میں آسماں سے ، مجھے (ار) ۔ کاسۂ واژوں سے کچھ نہیں ہوتا (بر) ۔ نہیں میں طالبِ رزق آسماں کہ مجھے ۔ (ح)

ہنر کو مفلسی ہرگز ضرر نہیں کہ نہیں
چمار کی تہی دستی سے نقص جوہر کا[4]

بلند ہمت اگر ہوں نہ زیرِ چرخ ضعیف
ہلالِ عید ہو عالم کا کیونکہ روزہ کشا[5]

جو ناتواں نہ کریں دست گیریِ دشمن
تو خار و خس نہ کرے شعلے کو کبھو برپا[6]

فتادگی میں یہ عزت ہے دیکھ اے سرکش
کہ نیک و بد نے کیا نقشِ پا کو راہ نما[7]

نہ ہو سکیں مرے اشکوں کے سدِّ رہ مژگاں
نکڑ نہ رکھ سکے خاشاک دامنِ دریا[8]

ہوا ہوں بزمِ جہاں میں ہلاکِ غیرتِ شمع
کہ زیرِ تیغ سرِ عجز ان نے خم نہ کیا[9]

نکوئی جو کرے دنیا میں، ہووے وہ پامال
نشانِ جادہ کسو کو تو راہ مت بتلا[10]

۴- ہرگز ضرر نہیں کرتی (ار) - چمار کو تہی دستی سے (ب، ن) -
۵- اگر ہو نہ زیرِ چرخ ضعیف (بر) - عالم میں کیونکہ روزہ کشا (آ، ایچ، ل) -
۶- جو ناتواں نہ کرے (مو، بر) -
۷- فتادگاں میں یہ عزت ہے (آ) - فتادگی ہی میں عزت ہے (ہر) - فتادگی میں یہ لذت ہے دیکھ (ی) - کہ نیک و بد کو کیا نقش پا نے راہ نما (آ) -
۸- نہ ہو سکے مرے اشکوں کے (ل، بر) - نہ ہو سکیں مرے آنسو کے (آ، ار، ف، مو، ہر) - نہ ہو سکیں مرے اشکوں کے (ب) - نہ ہو سکیں مرے اشکوں کی سدِّ رہ مژگاں (ن) -
۱۰- نشانِ جادہ کسی کو تو (آ، ایچ، بر، ن) -

بسے کی زینتِ دنیا سے عکس شکل تری
لباس زر کا پہر کر نہ ہو تو تومِ طلا[11]
گشدہ تر ہے مرض سے مجھے عیادتِ غیر
بھلی ہے ان سے تو بالیں پہ صورتِ دیبا[12]
خدا کرے ہے دل اپنا میں بیٹھا مل کر
ولے میں کیا کروں، ہے تنگ عرصۂ دنیا[13]
جہاں کے باغ میں ہوں شاخِ بر ثمر میں بے
کسی کی دوستی سے نفع جز ضرر نہ لیا[14]
کیا عزیز بہت جن نے دیکھ کر مجھ کو
اٹھا کے تیغِ ستم کے تلے انھی نے دیا[15]
چھوں میں کب ثمرِ امیدِ نخلِ دہر تلے
کیا نہ حوس مری ہمت نے قد کو خم کرنا[16]

۱۱- زینتِ دنیا سے شکل عکس تری (آ، مو) - لباسِ زر کو پہن کر (آ، ب، ل، ی، ن) - لباس زر کا پہن کر (ف، مو) - لباس زر کو پہر کر (بر) - نسخہ جات ایچ، ب، بر میں ن میں گیارھویں شعر کے بعد ذیل کا شعر زائد ہے:

کلامِ شیریں نہ مت جا تو اہلِ دنیا کے
نہ نام زہر ہلاہل بھی ہووے ہے میٹھا

۱۲- بھلی ہے اس سے تو (آ، ایچ، بر) -
۱۳- دل اپنا تو بیٹھا مل کر (مو) -
۱۴- ہوں شاخ بے ثمر میں بے (ب، ن) - جز ضرر نہ کیا (آ) -
۱۵- لیا عزیز بہت (ن) - تلے اسی نے دیا (ب، ن) - تلے اُنھوں نے دیا (ل) - کیا عزیز بہت جن نے (آ) -
۱۶- نہ حوس کیا مری ہیبت نے قد کو خم کرنا (ایچ) - نہ حوش کیا مری ہمت نے قد کو خم نہ کیا (ب، ن) - نہ حوش کیا مری ہمت نے (بر) -

جفائے دہر کرے سںگ دل کو نازک دل
ہیے ہے شیشہ جہاں میں ، گداز ہو خارا[۱۷]

مرے سخن کی مرے بعد زیادہ ہووے قدر
گہر یتیم جو ہووے تو ہو فزود بہا[۱۸]

نہیں ہے کام مجھے شعر و شاعری سے ولے
خرد نے مجھ کو نصائح سے بارہا یہ کہا[۱۹]

زباں پہ لا سخنِ خوب کو ، نہ رکھ دل میں
کہ اُس گہر کی نہیں قدر جو صدف میں رہا[۲۰]

نہ رنگِ عکس سبک بار بحرِ دنیا میں
تو رہ کہ موجِ حوادث نہ دیوے تجھ کو بہا[۲۱]

کسی کی دل شکنی سے جو خوش کریں دل کو
وہ کون قوم ہیں ، کیسے ہیں ، کیا ہیں مجھ کو بتا[۲۲]

یقیں تو جان ، گیا ٹوٹ دل مرا وو ہیں
جو خار چبھ کے مرے پاؤں میں اگر ٹوٹا[۲۳]

۱۷- جفائے مہر کرے (آ) ۔
۱۸- مرے سخن کو مرے بعد (ار) ۔ مرے بعد ہو زیادہ قدر (مو) ۔
مرے بعد قدر ہوگی زیاد (بر) ۔
۱۹- خرد نے مجھ ستی سمجھا کے بارہا یہ کہا (ایج) ۔ یہ شعر نسخہ
ار میں نہیں ہے ۔
۲۰- سخن خوب تو نہ رکھ دل میں (ب ، ن) ۔
۲۱- نہ رنگِ عکس سبک سار (ل) ۔ نہ دیوے تجکوں بہا (ن) ۔
۲۲- وہ کون لوگ ہیں کیسے ہیں (ب ، ن) ۔
۲۳- مرے پاؤں میں کہیں ٹوٹا (آ ، بر) ۔ مرے پاؤں میں ذرا ٹوٹا
(آ ، بر ، ن) ۔ ٹوٹ دل مرا دوہیں (ن) ۔

مگر شکست وہی اِس فقیر کو بھاوے
قدح طمع کا اگر توڑے سنگِ استغنا[۲۴]

ضرر کی اپنے مکافات نفعِ گردوں سے
طلب نہ کر کہ نہ ہو ایک نام پر دو ہوا[۲۵]

چمن میں دہر کے خوش ہو کے جو ہنسا وونہیں
نہ رنگِ گل اسے گردوں نے شادی مرگ کیا[۲۶]

رکھی فلک نے مرے سر پہ منّتِ دستار
جو رحمِ سنگِ بلا کے سبب میں سر باندھا[۲۷]

غرض میں دیکھ کے یہ تنگ چشمیِ گردوں
سبب گرشتہ اسی فکر بیچ مرتا تھا[۲۸]

کدھر کو جاؤں میں تا دل مرا کرے واشد
وہیں خیال میں قدسی کا یہ سخن گزرا[۲۹]

"دمے بہ بزمِ حریفاں شگفتہ شو چو قدح
کہ جاں برائے تو دارد در آستیں مینا"[۳۰]

یہ سن کے مردۂ جاں بخش میّ کدے کی طرف
چلا میں گھر سے نپٹ خوش ہو یہ غزل پڑھتا[۳۱]

۲۴- ولے شکست یہی اس فقیر (ب ، ن) - قدح طمع کو اگر توڑے (ایچ) - قدح طمع کا جو توڑے ہے سنگ استغنا (ل) -
۲۵- طلب نہ کر کہ نہ ہوں ایک نام (مو) -
۲۷- سبب یہ سر باندھا (ب ، ن) -
۲۸- یہ تنگ چشمی دوراں (ل) -
۲۹- تا دل کرے مرا واشد (ب ، ن) - ووہیں خیال میں (ن) -
۳۰- شگفتہ سوچوں قدح (ن) -

غزل

نہ سنگِ پا ہے یہ دل اے خدا نہ ہے یہ حنا
بتاں کریں ہیں اسے پائمال کیوں اتنا ۳۲
شکستِ وعدۂ ساقی سے دل ہے اتنا چور
کہ جائے اسک نکلتے ہیں ریزۂ مینا ۳۳
جو دردِ دل کے مرے سے سو آشنا ہے درد
عجب کہ ہر بُنِ مو ہر کرے نہ دل پیدا ۳۴
بجائے سرمہ کروں میل گرم میں اس میں
نمک سے اسک کے حس چشم بے مرا نہ چکھا ۳۵
گرہ میں غنچہ نمط زر کرے دبی گو جمع
ولے سخی ہی اڑاویں گے اس کو مثلِ صبا ۳۶
کرے نہ چاک گریبانِ صبح نسخۂ مہر
جو سورِ عشق نہ ہووے نہ عالمِ بالا ۳۷

۳۲- نہ سنگِ رہ ہے یہ دل (آ) - نہ سنگِ پا ہے خدایا یہ دل نہ ہے یہ حنا (بر) - اے خدا نہیں یہ حنا (ب ، ن) - بتاں کرے ہیں (آ) -

۳۳- یہ شعر نسخۂ ل میں نہیں ہے -

۳۴- عجب کہ ہر بُنِ مو پر نہ دل کرے پیدا (ب ، ن) - عجب کہ ہر بُنِ مو ہر کریں نہ دل پیدا (بر) -

۳۵- چسم بے مرہ چکھا (ن) -

۳۶- گرہ میں غنچہ صفت زر (ن) - ولے سخی ہی اڑا دیوے اس کو مثل صبا (ایچ) -

۳۷- جو سورِ عشق نہ ہووے (آ ، ایچ ، ار ، ل ، بر ، ی) -

تصور اب کسی زلفوں کا اشک و چشم مرے
عجب ہے لطف کہ جوں موج و کشتی و دریا[۳۸]

یہ دل رسائے سے ہے سخت تنگ، حیراں ہوں
کہ مہرِ سنگ دلاں کیونکہ یاں گئی ہے سما[۳۹]

گدازِ عشق ہوں اتنا کہ چند قطرۂ اشک
نمط ہے شمع کے ہر بندِ استخواں میرا[۳۰]

غرض کہ مے کدہ اس سعف ساتھ آیا میں
بتاں کی چشم میں جوں آئے نشۂ صہبا[۳۱]

ولے نگاہ جو کرتا ہوں مے کدے کی طرف
گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہوں کیا[۳۲]

کہ مست چاک گریباں و جام چشم پُر آب
ہے آہ و نالے میں نے، گریہ در گلو مینا[۳۳]

یہ حال دیکھ کے واں کا خرد سے پوچھا میں
جگہ طرب کی میں آیا ہوں یا کہ جائے عزا[۳۴]

دیا جواب خرد نے مجھے کہ اے ناداں
خوشی ہے دہر میں، یہ غم سے پوچھتا ہے، کیا[۳۵]

۳۸- زلفوں کا چشم و اشک مرے (ب، ن) - جوں موج و کشتیِ دریا (ن) -

۳۹- ہے سخت سنگ رمائے سے دل میں حیراں ہوں (ن) - کہ مہر سنگ دلاں کیونکہ یاں گئی ہے سما (ب) -

۳۱- اس کیف ساتھ آیا میں (ایج) - ساتھ آیا ہوں (فو) - غرض کہ میکدہ آیا شعف سے ایسا میں (ایج متبادل) - غرض کہ میکدہ آیا شعف سے ایسے میں (ب، بر، ن) -

۳۵- دہر میں اس غم سے پوچھتا (بر) -

نہیں ہے امن کہیں زیرِ آسماں ہرگز
بجز زمینِ خراساں کہ ہے وہ عرش آسا[۴۶]
رہے زمیں کہ شاداب اس قدر جس میں
ہمیشہ سبز ہے کشتِ امیدِ شاہ و گدا[۴۷]
شرف یہ کیوں نہ دے اس سرزمیں کو ربِ کریم
تو غور کر کہ قدم درمیاں ہے کس کا[۴۸]
رضا ہے جس کی وہی، ہے جو کچھ رضائے حق
رضائے حق بھی وہی ہے جو کچھ کہ اس کی رضا[۴۹]
جدی جو موج تو پانی سے، جوہر آئنے سے
اگر مخالفِ معمول ہووے حکم اس کا[۵۰]
عجب نہ کر تو اسے وہ طبیبِ سِتّر و علن
کرے ہے حب مرض الموت کی کسی کے دوا[۵۱]
شفا کو برطرف اس طرح سے کرے نہ اجل
اجل کو برطرف اس طرح سے کرے ہے شفا[۵۲]
جو طشتِ شمع نہ ہو اُن کے روضے میں جا کر
تو آفتاب نہ ہر شب نظر سے گم ہوتا[۵۳]

۴۹- رضا ہے جس کی وہی ہے جو کچھ رضا حق کی (ار) - رضائے حق بھی وہی ہے جو کچھ ہے اُس کی رضا (ن) -
۵۰- جدی ہو موج بھی پانی سے (ب، مو، بر) - جدی ہو موج بھی پانے سے (ن) - اگر خلاف ہو معمول کے جو حکم اس کا (ب، بر، ن) -
۵۱- عجب نہ کر تو اسی دو طبیبِ سِتّر و علن (ن) - مرض الموت کی کسی کی دوا (ن) -
۵۳- اُن کے روضے کے آگے (ایج) - اُس کے روضے میں جا کر (ب، ن) - اُس کے روضے میں جا گیر (بر) - نظر سے کم ہوتا (ن) -

رہے وہ گنبدِ زریں کہ حس کا ہے یہ شکوہ
فلک نے دیکھ جسے دل میں ہیچ کھا کے کہا۵۴

کہ کُنہِ حال کے مجھ کو حبابِ اقدس نے
بِنا کیا ہے سرِ نو سے آسمانِ طلا۵۵

شعاعِ نور سے خورشید حس کے قبّے کی
پلک جھپکنے سے اک ذرّہ بھی نہیں رہتا۵۶

رس کیا ہے مرصّع اُسے جواہر سے
تہی ہے لعل سے معدن، گُہر سے ہے دریا۵۷

اگر نہ ہوویں یہ کم یاب واں کے مصرف سے
نہ پاوے لعل یہ قیمت، نہ دُر کی ہو نہ بہا۵۸

جبینِ آئنۂ مہر و مہ نہ ہو روشن
غبارِ در سے یہ اُس کے اگر نہ پائیں جلا۵۹

ہر ایک حلقۂ زنجیر سقف میں اُس کے
عجب ہی لطف سے ہر قمقمے کو نصب کیا۶۰

۵۴- حس کا ہے وہ شکوہ (ایچ) ۔
۵۵- نیا کیا ہے سرِ نو سے (ن) ۔
۵۶- پلک چھپکنے سے (ن) ۔
۵۷- گُہر ستی دریا (بر) ۔ ہے کان لعل سے خالی، گُہر سے ہے دریا (ایچ، بر، ن) ۔
۵۸- اگر نہ ہووے یہ کم یاب (ب، بر، ن) ۔ نہ دُر کو ہو یہ بہا (آ، ایچ، ار، ف، مو، بر، ی، ن) ۔
۵۹- غبارِ در ستی اس کے (ایچ، بر) ۔ اُس کے اگر نہ پاوے جلا (ا، ا) ۔
۶۰- لطف سے ہے قمقمے کو (ن) ۔

بیاں میں کیا کروں اُس لطف کے تئیں جیسے
پھسا ہو دل سرِ زلفِ بتاں میں عاشق کا۶۱

نسانِ دیدۂ پُر آبِ عاشقاں جاری
ہے اُس کے صحن میں اک حوض فخر کوثر کا۶۲

دکھاؤں کس کو میں اُس گنبدِ طلا کا عکس
کہ جس طریق ہے پانی میں اُس کے جلوہ نما۶۳

ہوا ہے دل کو یقیں یہ کہ حوضِ کوثر میں
کرے ہے آن کے گردوں سے آفتاب سما۶۴

رہے وہ حوض کہ خجلت سے جس کے چشمۂ خضر
ہمیشہ پردۂ ظلمات میں رہے ہے چھپا۶۵

دلا طویل نہ کر مدحِ غائبانہ کو
نیاز لے کے یہ مطلع حضور میں تو آ۶۶

مطلعِ دیگر

ثنا کروں تری ہر وجہہ میں قلم آسا
جو سر کٹے تو گریباں سے کر رہاں پیدا۶۷

۶۱- بیاں کیا کروں (ی) - اُس سقف کے تئیں جیسے (آ) - لطف کے تئیں جس سے (ں) - پھسا ہے زلف میں محبوب کے دل عاشق کا (ایج) - دھسا ہو زلف میں محبوب کے دل عاشق کا (ب ، ں) - سدھا ہے زلف میں معشوق کے دل عاشق کا (ر) -
۶۳- گنبدِ طلا (ن) -
۶۶- مدحِ غائبانہ کو تو (ار) -

نہ ہو ثنا میں جو تیری زمیں کے آسودی
تو سبزہ شکلِ زباں ہو نہ خاک سے اُگتا[۶۸]

کہاں زباں کو ہے طاقت اگر بیاں کیجے
ترے دیار کی چیونٹی کی حدِ استغنا[۶۹]

وہ اپنے مردمکِ چشم کے برابر کب
جہانِ ملکِ سلیماں کو کرے ، شاہا[۷۰]

جو کچھ لکھا نہ ہو تقدیر میں اگر اُس کے
جو کوئی در پہ ترے آ کے مانگتا ہے دعا[۷۱]

نہ دل سے حرف زباں تک پہنچنے پاتا ہے
کہ ہو چکے ہے وہ مطلب قبول یا مولا[۷۲]

تجھ ابرِ فیض سے قطرہ اگر زمیں پہ گرے
بجائے دانہ زراعت سے ہوں گُہر پیدا[۷۳]

۶۸- نہیں ثنا میں جو تیری (ایج) - نہوں ثنا میں جو (ب ، ل ، مو ، ن) - زمیں کو آسودی (آ) - زمیں کے آسودہ (مو) - زمیں کے آسودے (ن) -

۶۹- کہاں زباں کو ہے وسعت (بر) - ترے دیار کے چیونٹے کا حدِ استغنا (ن) - چیونٹی کا حدِ استغنا (ل ، ب) - چیونٹی کی حدِ استغنا (مو) - کہاں زباں کو طاقت کہ جو بیاں کیجے (مو) -

۷۰- مردمکِ چشم کے برابر کیا (ایج) - جہاں ملک سلیماں کو گر کرے شاہا (ن) -

۷۱- تقدیر میں کسی کے اگر (بر) - جو کچھ لکھا نہ ہو تقدیر میں بھی گر اس کی (مو) - ترے جناب میں آ کر کرے وہ اس کی دعا (بر) -

۷۳- زراعت سے ہو گُہر پیدا (ن) -

گدائے در کا ترے نقشِ پا ہے جس جاگہ
کرے ہے اَوجِ سعادت کو واں سے قرص بہا[۷۴]

چراغِ راہِ خصر میں اگرچہ یا شہِ دیں
نہ ہووے نور کبھی تیرے شمع ییش کا[۷۵]

کہاں سے چشمۂ حیواں پہ جاکے حصر اس طرح
سرابِ عمرِ ابد ہی کے زندگی پاتا[۷۶]

شرار آب میں رہتے ہیں، گوہر آتس میں
ر بس کہ اس ترے عدل نے جہاں میں کیا[۷۷]

گئی بنائے تعدّی جہان سے انی
بُتاں کے ناز و ادا میں رہا نہ ظلم و جفا[۷۸]

سوائے عشق ترے عہد میں تعدّی سے
کٹا وہ ہاتھ، کسی حیب تک اگر پہنچا[۷۹]

سہا! سحر کا گریباں چاک کرتے وے
اسی ہی حوف سے کانپے ہے دستِ مہر سدا[۸۰]

۷۴- کرے ہے اَوجِ سعادت وہاں سے کسب بہا (مو) - واں سے قرض بہا (ب، ن) -
۷۵- نہ ہووے نور کبھو (ار، ب، ل، بر، ی، ن) -
۷۶- کہاں سے پردۂ ظلمات بیچ جا کر حصر (ایج متبادل، ب، ن) -
شراب عمر ابد سیتی زندگی پاتا (بر) - شراب عمر ابد سے یہ زندگی پاتا (ن) -
۷۷- یہ شعر نسخہ جات ار، ب بیر ن میں نہیں ہے -
۷۸- گئی بنائے تعدی جہاں سے اب اتی (ب، ن) -
۷۹- ترے عہد میں تعدی کے (ایج) -

محافظت ہے تری جس جگہ ضعیفوں پر
ہٹے ہے دیکھ کے خاشاک اُس جگہ دریا[۸۱]

ز بس کہ عہد میں تیرے ہے رسمِ داد رسی
جرس کی بھی کوئی فریاد سن نہیں سکتا[۸۲]

بہشت ہے ترے بستانِ مہر کا اک گل
سقر شرار ہے تیرے غضب کی آتش کا[۸۳]

سمومِ قہر تری، بّر و بحر پر جو چلے
پگھل کے آب ہوں کہسار، خشک ہوں دریا[۸۴]

ز بس کہ خوف ہے اسبابِ سمع کے دل میں
شہا! زمانے میں تیرے غضب کی صولت کا[۸۵]

شراب پنبۂ مینا سے چاہتی ہے نمک
صدائے رفتہ سے کہتی ہے نَے کہ آ چھپ جا[۸۶]

۸۱- ہے جس جگہ میں ترا حفظ ناتواں اوپر (ایح) - ہے جس جگہ میں ترا حفظ ناتوانوں پر (ب، ر، ن) - خاشاک دامنِ دریا (ایح، ار) -
۸۲- رسمِ داد رسی (ن) -
۸۳- غضب کے آتش کا (ن) -
۸۴- سموم قہر ترے (ن) - ہیں گے آب ہو کہسار (آ) - خشک ہو دریا (ن) -
۸۵- ز بس کہ خوف ہے آیاتِ سمع کا دل میں (آ) - شہا اس عہد میں تیرے غضب کے صولت کا (ب، ن) -
۸۶- صدائے نغمہ سے کہتی ہے (ن) - کہتی ہے لَے کہ آ چھپ جا (آ، ب) -

تری کماں کے آگے حریفِ روزِ نبرد

کہاں سے لائے یہ طاقت کہ ہو سکے سیدھا۸۷

کہ جس کے تیر کی ہیبت سے آسماں نے کبھو

بغیر خم کیے پشت اپنی ، سر اٹھا نہ چلا۸۸

گر آسماں کو اٹھا کر سپر کرے منہ پر

ترے عدو میں یہ قوت ہے ہم نے فرض کیا۸۹

جو روزِ رزم مقابل تری کماں کے ہو

صفائے شست ترا اس کو دیجیے دکھلا۹۰

کہ جس صفا سے نگہ پار نکلے شیشے کے

اسی صفا سے نکل جائے تیر بھی تیرا۹۱

شہا عجب ہے وہ سمشیر حس کی صولت سے

ترے عدو کو ہزیمت سے شوق ہے اتنا۹۲

گر اس کے بعد نکالے مصوّر اس کی شبیہ

تو روح اس کی پکارے کہ پہلے پاؤں بنا۹۳

۸۷- کماں تیری کے آگے حریف (ار) - طاقت جو ہو سکے سیدھا (ب ، بر ، ن) -

۸۸- ہیبت سے آسماں کبھو (بر) -

۸۹- کہ آسماں کو اٹھا کر (ن) - یہ قوت ہے میں نے فرض کیا (ب ، ن) -

۹۰- مقابل ترے کماں کے ہو (ن) -

۹۱- پار نکلے شیشے سے (آ ، ب ، ل ، بر ، ن) -

۹۳- گر اس کے بعد مصور جو کھینچے اس کی شبیہ (ب ، بر ، ن) -

ترے سمند کا میداں میں نقشِ پا جو پڑے

کرے وہ خون میں اعدا کے روزِ رزم شنا[۹۴]

شرار قطرۂ خوں ہو ٹپک پڑیں ووہیں

ملے جو کوہ کو گر پنجۂ غضب تیرا[۹۵]

مآلِ عرض مرا حال ہے ، نہ تیری مدح

رہانہ جو ہر بُنِ مُو ہو تو ہووے وہ نہ ادا[۹۶]

نہیں ہوں گر کسی لائق ولے ہے سرم تجھے

کہ دو جہاں میں حامی رکھوں ہوں میں تجھ سا[۹۷]

کیا ہے دہر نے عرصے کو مجھ پہ ایسا تنگ

کہ جاں بہ لب ہوں ولے جی نہیں نکل سکتا[۹۸]

نہ اپنی کی رگ و پے نے کسو کے تن میں جگہ

جو گھر کرے ہے مرے تن کے بیچ تیرِ بلا[۹۹]

۹۴- ترے سمند کے میداں میں (ب ، ن) - میداں میں نقش سم جو پڑے (ایچ) - میداں میں نقش سُم نہ پڑے (ہر) -

۹۵- ملے جو کوہ کو تک پنجۂ غضب تیرا (ہر) - شرار قطرۂ خوں ہوں ٹپک پڑیں ووہیں (ن) -

۹۶- مآل عرضِ مرے حال کا نہ تیری مدح (ار) - ہے عرض حال عرض مجھ کو ورنہ تیری مدح (ایچ ، ب) - ہے عرضِ حال عرض مجھ کو ورنہ مدح تری (ن ، ر) - بجائے ہر بُنِ مُو ہو زباں نہ ہووے ادا (ایچ ، ب ، ن) - بجائے ہر بُنِ مُو ہو زباں تو ہو نہ ادا (ر) -

۹۷- ولے ہے شرم مجھے (ار) -

۹۹- کسو کے تن میں جگر (ن) -

بہ رنگِ رخنۂ دیوار چشم ہیں منہ پر
غبارِ غم مرے چہرے پہ اس قدر بیٹھا[۱۰۰]
یہ عرضِ حال ہے سودا کا جو سنا تو نے
تری رضا جو کچھ آگے ہو، یا امام رضا[۱۰۱]

۱۱

در مدح حضرت علی موسیٰ رضا[۴] معروف بہ شاہِ خراسان و در تعریض بہ یکے از معاصرین

مستغنیِ ذاتی نہ مہوّس کے ہوں تسخیر
معدن ہے جہاں سونے کا، واں خاک ہے اکسیر[۱]
لب ریز ہے کیسہ دُرِ مکنوں سے جن کا
کب شیشہ فروشوں کو حضور ان کے ہے توقیر[۲]
ہے لعل سے نسبت نگہِ چشم کو جن کے
حاتی ہے دو پلکے پہ نظر اُن کی نہ تحقیر[۳]

۱۰۰- ہیں چشم رخنۂ دیوار اشک سے میرے (ایج متبادل) - ہیں آنکھیں رخنۂ دیوار سیلِ اشکوں سے (ب ، ن) - بنی ہے رخنۂ دیوار سیلِ انجھواں سے (ر) - چہرے پہ اس قدر چھایا (ایج ، ن) -

۱۰۱- تری رضا ہو جو کچھ آگے یا امام رضا (ب ، ن) -

(۱۱) سب نسخوں میں شامل - غالباً مرزا فاخر مکیں کی تعریض مراد ہے -

۱- مہوّس کی ہو تسخیر (ب ، ن) -

۲- دُرِ مکنوں سے چمن کا (آ) - کب شیشہ فروشوں کی حضور ان کے ہو توقیر (ایج) - کب شیشہ فروشوں کے حضور اُن کی ہے توقیر (مو) -

۳- جانے ہیں دو پلکے پہ نظر (آ) -

ہیں وہ دُرِ یکتا بہ جہاں جن کی زباں کی
لڑتی ہے سدا ابرِ گہربار سے تقریر[۴]

یوں صفحے پہ بولے ہے صریر ان کی قلم کی
تعلیم ہے مشقیِ ملک کو مری تحریر[۵]

ہوتا جو سخن فہم تو بہزاد سمجھتا
پرداز کو معنی کے جو کھینچیں ہیں وہ تصویر[۶]

تیر ، ان کے کرے فکرِ رسا کا اسے عریاں
مضموں جو چھپے کوہ میں ہو صورتِ نخچیر[۷]

معنی کے جو ہو نام سے مشہور موکّل
اس کو بھی نہ چھوڑیں وہ کبھو بن کیے تسخیر[۸]

آں سا نہ ہو کوئی کبھو آفاق کے اندر
تا فیضِ سخن اس کی نہ طینت میں ہو تخمیر[۹]

۴- جن کے زباں کی (ن) ۔ سدا ابر گہر بار سے تقریر (ن) ۔
۵- اُن کے قلم کی (ن) ۔
۶- ہوتا جو سخن فہم تو پھر اس کو سمجھتا (ایچ) ۔ پرواز کے معنی کی جو کھینچیں (ار) ۔ جو کھینچے ہیں وہ تصویر (آ ، ل) ۔ جو کھینچے ہے وہ تصویر (ایچ ، ب ، فو) ۔ پرواز کو معنی کے جو کھینچی ہے وہ تصویر (ن) ۔
۷- مضموں جو چھپے کوہ میں ہوں صورتِ نخچیر (فو) ۔ کرے فہم رسا کا اُسے عریاں (ن) ۔
۸- وہ کبھی بن کیے تسخیر (آ) ۔
۹- کوئی کبھی آفاق کے اندر (آ ، ایچ) ۔

روکس ہوں وہ ایسوں کے جنھیں حق نے دیا فہم
نادانی سے کب کرتے ہیں اپنے تئیں تشہیر[۱۰]
یہ بات ُحدی ہے کہ وہ مہر آپ کو سمجھے
ُدم کرمکِ شب تاب کی چمکے جو شبِ قیر[۱۱]
پکڑی جو لٹورے نے کہیں کھُٹّی سی چڑیا
سمجھا کہ نہیں نار کوئی مجھ سا کلاں گیر[۱۲]
یا شب کو بیا گھونسلے میں جگنو کو لا کر
جانے یہ دل اپنے میں ، کیا ماہ کو تسخیر[۱۳]
صاحب ہیں کئی اس طبقے کے شعرا میں
ہم درم ، سخن داں کو ، نہ ان سے کرے تقدیر[۱۴]
مصرع میں اگر پشتۂ معنی ہو قلم بند
زعم اپنے میں سمجھے ہیں کیا پیل کو زنجیر[۱۵]

۱۰- روکش ہو وہ ایسوں کے (ف ، ب ، ل ، ن) ۔ روکش ہوں وہ ایسے کہ جنھیں (ایج) ۔

۱۲- کہیں کہتے ہیں چڑیا (ایج) ۔ کہیں کھُٹّی سی چڑیا (ج ، ف ، مو) ۔ کہیں دھوکے سے چڑیا (ر) ۔ کہیں کھیتی سے چڑیا (ن) ۔ کھتی سی چڑیا (آ ، ل ، ب ، ار ، ی) ۔

۱۳- گھونسلے میں جگنو کو لا کر (ن) ۔ سمجھا وہ یہ میں نے بھی کیا ماہ کو تسخیر (ایج متبادل) ۔

۱۴- صاحب سخن اس طبقۂ شعرا میں کئی ہیں (ب ، ن) ۔ ہم درمِ سخن داں کوئی ان سے کرے تقریر (ر) ۔ سخن داں کو نہ اُن سے کرے تقریر (ن) ۔ یہ شعر نسخۂ ایج میں نہیں ہے ۔

۱۵- پشتۂ معنی ہوں قلم بند (ایج) ۔ زعم اپنے میں سمجھیں میں کیا پیل کو زنجیر (ار) ۔ زعم اپنے میں سمجھیں ہیں (ب ، ف ، ی) ۔

نقّارے کا مضمون بہ درستی ہو یہ باندھیں
کوسِ لمن الملک کے ٹھونکیں ہیں بم و زیر[16]
سمجھیں ہیں کلام اپنا نہ ار سورۂ یوسف
معنی جو ہیں سو خوابِ فراموش کی تعبیر[17]
کرتے ہیں مجالس میں پھر اس کو نہ ندی یاد
سامع کرے تحسین میں دزّہ بھی جو تاخیر[18]
اس خبط کے عہدے سے ولے وہ نہ بر آویں
جو ملکِ سخن کے ہیں مہنتوں میں مشاہیر[19]
استاد کی ان کے ہے اُنھوں کو یہ نصیحت
لفظی نہ مناسب ہو تو کچھ مت کرو تحریر[20]
ایسا تو بلازم رکھو الفاظ کا ملحوظ
بے پنجہ و ناخن نہ لکھو دودھ کو تم سیر[21]
جب تک کہ نہ منظوم ہو پاسنگ و ترازو
باندھو نہ کبھو شعر میں تم لفظِ 'شکم سیر'[22]

۱۶- پھونکے ہیں بم و زیر (آ) - ٹھونکے ہیں بم و زیر (ل ، فو) - ٹھونکیں جو بم و زیر (ن) -
۱۷- سمجھے ہیں کلام (آ ، ایچ ، فو) -
۱۸- پھر اُن کو نہ ندی یاد (آ) - تحسین میں اُن کے جو کبھو دیر (ن) -
۱۹- جو ملک سخن کے ہوں مہیںوں سے مشاہیر (ایچ) -
۲۰- استاد کی آ کے اُنھوں کو ہے یہ نصیحت (ار) -
۲۲- پاسنگ ترازو (ن) -

تم شعر و سخن اپنے کی ںدش میں کہاں بن
بولو نکہ یار کو ، یارو ، نہ کبھو تیر۲۳
چھرے کو نہ معشوق کے دو شمع سے تشبیہ
تا زلفوں کو باندھو نہ کسو شکل سے گل گیر۲۴
مضموں جو قد و زلف کا معشوق کے باندھو
لکھیو الف و لام کے سیپارے کی تفسیر۲۵
ملحوظ قرائن رکھو ہر آن نظر میں
مرجع ہو مؤنث تو ضمیر اس کی ہو تذکیر۲۶
استاد کی اس پند پہ کی اور ترقی
شیوہ وہ لیا ، غیر کی جس میں کہ ہو تحقیر۲۷
مضموں جو ہو ریختہ کا تازہ کسی کے
کرتے ہیں اسے فارسی میں باندھ کے تشہیر۲۸
پھر کہتے ہیں یوں ، ہے کسی استاد کا یہ شعر
سرقہ یہ کیا جن نے بڑا ہے کوئی بے پیر۲۹
اور ان کا کوئی فضل و کمال آ کے جو دیکھے
ہیں طرفہ وہ معجوں جو ہو خط سے تخمیر۳۰

۲۳- بولو نہ کبھی یار کو یارو نہ کبھو تیر (ایح) -
۲۴- تا زلف کو باندھو نہ کسی (آ ، ایح ، ل) -
۲۶- مونث تو تھا اس کی ہو تذکیر (ار) -
۲۷- غیر کی جس میں ہوئے تحقیر (ایح) -
۲۸- مضموں جو ہوا ریختہ کا تازہ کسی کا (آ) -
۲۹- سرقہ بھی کیا جن نے (ی) - جن نے برا ہے کوئی بے پیر (ل) -
۳۰- اور اس کا کوئی فضل و کمال (ایح) - ہے طرفہ وہ معجون (آ ، ایح) -

سرقے کو نہ سمجھیں ، نہ توارد کو ، گر ان سے
پوچھے جو کوئی کیا ہیں یہ دونوں کرو تقریر۳۱
پھر بعدِ تامّل وہ جواب اس کے یہ ذی ہوش
روبہ کہیں سرقے کو ، توارد کو کہیں شیر۳۲
محسود نشانہ ہیں تخیّل میں انھوں کے
ہووے نہ کمانِ حسد اُن کے سے جدا تیر۳۳
اتنا یہ سمجھتے نہیں ناداں کہ جہاں میں
حاصل نہیں ہوتی ہے کچھ ان باتوں سے توقیر۳۴
سررشتہ ہے عزّت کا فقط ہاتھ خدا کے
افزائشِ قدر اپنی میں چلتی نہیں تدبیر۳۵
قطرہ وہی پانی کا ہے ، قسمت کی ہے تفریق
ہو ایک تگرگ ، ایک گُہر ہو کے گرہ گیر۳۶
اُن کا ہو اگر **بو علی سینا** بھی معلّم
تعلیم کرے کس روش ، اُس کی ، انھیں تاثیر۳۷

۳۱- سرقے کو نہ سمجھے نہ توارد کو یہ جاے (ایچ) -
۳۲- پھر بعد تامل وہ جواب اس کو دیں ذی ہوش (ایچ) -
۳۳- محسود نشانہ ہے (مو ، بر ، ن) - ان کی سے جدا تیر (ن) -
۳۵- سر رشتۂ عزت ہے فقط (ل) -
۳۶- قطرہ ہے وہ اک پانی کا قسمت کی ہے تفریق (آ) - ہو ایک گُہر ، ایک تگرگ ہو کے گرہ گیر (ایچ) - قطرہ دو ہی پانی کا (ن) -
۳۷- بو علی سینا ہی مُعلّم (آ ، ار) - کس روش اس کی نہیں تاثیر (ن) -

نسبت سے فلزات کے مس ہووے ہے سونا
پتھر کی جو ہو جنس تو واں کیا کرے اکسیر[۳۸]
ہے نسبت استادی و شاگردی میں لازم
یہ ہو نہ تو دونوں میں کسو کی نہیں تقصیر[۳۹]
بلبل کو جو بھر عمر سنیے، پر روش اُس کے
ہرگز نہ کرے زمزمہ کستوریِ کشمیر[۴۰]
صحبت سے نہ ہو فائدہ ناجنس کو ہرگز
یہ بات ہے بر صفحۂ دل قابلِ تحریر[۴۱]
شمشیر میں کیسی ہی اصالت ہو، یقیں جان
پیدا نہ غلاف اس کا کرے جوہرِ شمشیر[۴۲]
شیریں نہ کبھو دے وہ ثمر، باغِ جہاں میں
حنظل کرے جو نشو و نما پھلوئے انجیر[۴۳]
سودا تجھے کیا سود جو ابنائے زماں کی
نافہمی و بے ربطی سے کرتا ہے تو تقریر[۴۴]

۳۸- مِس ہوتا ہے سونا (ایچ) - جس وہاں کیا کرے اکسیر (آ) -
۳۹- ہے جسمیہ استادی و شاگردی (ن) - ہے ایسا ہی استادی و شاگردی (ایچ) - یہ ہو نہ تو وہ نوں میں کسو کی (ن) - اک ذرہ بھی دونوں میں کسی کی نہیں تقصیر (ایچ) -
۴۰- بلبل کوئی بھر عمر سے (ار) - بلبل کو جو بھر عمر سی پرورش اس کے (ن) -
۴۲- یہ شعر نسخۂ ار میں نہیں ہے -
۴۳- حنظل جو کرے نشو و نما (ب ، آ ، ل ، ار ، ایچ ، ف ، فو ، ی ، ن) - حنظل کرے گو نشو نما (بر) -
۴۴- نا فہمی میں بے ربطی کی کرتا ہے (ایچ) - ابنائے زماں کے (ن) -

کر اِس کے عوض مدح، شہِ ہر دو جہاں کی
تا عفوِ جرائم ترے طالع میں ہو تحریر[۴۵]

وہ شاہِ خراساں نگہِ فیض سے جس کے
ہوتے ہوئے اکسیر، نہ ماٹی کو لگے دیر[۴۶]

جس کے درِ مسجود کا معمارِ ازل نے
پارس، عوضِ سنگ، کیا مصرفِ تعمیر[۴۷]

مانگا کرے ہے ہاتھ کو پھیلا کے فلک پر
مِہر اس کے سدا "فتح" درگاہ سے سویر[۴۸]

کیا تاب جو صیّادِ اجل منہ کرے اس سمت
لے جائے پنہ اس کے اگر سائے میں نخچیر[۴۹]

سجدے کو دو عالم کے وہ محراب ہے اس کی
زائر کا جہاں نقشِ قدم ہووے زمیں گیر[۵۰]

مومن نہ تصوّر نہ ہو جو مقتدی اس کا
مقبول نہ اس کی ہو صلوٰۃ اور نہ تکبیر[۵۱]

۴۵- طالع میں ہوں تحریر (ن) - کر اس کی عوص مدح (ن) -
۴۷- پارس کے عوض سنگ کیا مصرف تعمیر (ایج، ب، ن) -
۴۸- ہاتھ کو پھیلائے فلک پر (ایج) -
۴۹- صیاد اول منہ کرے (ایج، ر) - لے جائے پناہ اس کے (ن) -
۵۰- نقشِ قدم کھو دے زمیں گیر (آ) -
۵۱- نہ ہو جو معتقد اس کا (آ) - اس کے ہو صلوٰۃ (ن) مومن
نہ تصور جو نہو مقتدی اس کا (ن) -

عدل اس کے سے لرزے ہے خس و حار سے شعلہ

عہد اس کے میں سم رکھے ہے تریاق کی تاثیر[52]

حس دشت میں باجے ڈہلِ چرمِ بز اک بار

ہیبت سے اُدھر آن کے ڈھوکے نہ کبھو شیر[53]

مفقود عداوت یہ عدالت سے ہوئی ہے

صدّیں کو ہے ربط ہم جوں سکر و شیر[54]

شاہا ! تو وہ ہے عالم و آگاہ کہ جس کی

تدبیر کے ایما سے نہ باہر ہوئی تقدیر[55]

قطعہ

جس جا برسے ایما سے خداوندِ جہاں نے

بخشی ہے ، اگر ایک گنہ‌گار کی تقصیر[56]

وہ حا ہے بلا سبہہ و شک عفو کہ اس کی

جو خلق ہے نزدیکِ خدا واجبِ تعزیر[57]

وہ جزو کہ کہتے ہیں جسے لایتجزّیٰ

تو اَور خدا ہے، جو نہ مانوں تو ہے تکفیر[58]

۵۲- عہد اس کے میں سم کرتا ہے (ایج) -

۵۳- اُدھر آن کے جھانکے نہ کبھو شیر (ب ، ن) - اُدھر آں کے دونکے نہ کبھو شیر (فو) -

۵۴- ربط ہم چوں شکر و شیر (ن) -

۵۵- تو وہ ہے عالمِ آگاہ (ایج) - عالم و آگاہ کہ جس کے (ن) -

۵۶- خداوندِ اجل نے (فو) -

۵۷- وہ چاہیے بلا شبہ و شک (ایج ، ار ، ب ، ی ، ن) -

۵۸- تو نور خدا جو نہ مانوں (ایج) -

قطعہ

زانلہ جو ہو درگاہ کا تیرے تو وہ یاں تک
آنکھوں میں حلائق کے نظر آے نہ تحقیر[۵۹]
سائے تلک اُس کے نہ کرے ہم رہی اُس کی
ہم رہ اپنے لیے میں کرے کسی ہی تدبیر[۶۰]
اسجع تو نہیں آپ ہی، پشتیں سے تیرے
ہوتے ہی سب آئے ہیں شجاعت میں مشاہیر[۶۱]
انساب ہوا جوہر فرد اُس سے نہ تقسیم
سیفِ دو زباں ہے جو ترے حد کی وہ شمشیر[۶۲]
دو ٹکڑے پلک مارتے ہووے کمرِ کوہ
تجھ تیغِ غضب کے جو ہو سائے کے سرا زیر[۶۳]
جوں مردمکِ چشم میں چیونٹی کے پڑے گل
چھیدے ہے ترا، نقطۂ موہوم کو، یوں تیر[۶۴]
تو بار نہ حلم اپنے کا گر آپ اٹھاوے
ہو چرخ کے جھولے میں زمیں خاک کا اک ڈھیر[۶۵]

۶۰۔ سایہ تلک اس کی نہ کرے (آ، ف، ی، ل، ار) ۔ سایہ تلک اس کا نہ کرے (ن) ۔ ہم رہ اسے لیتے میں کرے (ب) ۔ ہم رہ اُسے لیے کی کرے (ر) ۔

۶۱۔ اشجع تو نہیں آپ ہے (ن) ۔

۶۳۔ وہ ٹکڑے پلک (ن) ۔ پلک مارنے میں ہو کمر کوہ (ایچ) ۔

۶۴۔ چیونٹے کے پڑے گل (ن) ۔

خوبی کا تو مذکور ترے رخش کا یک سو
کیا مہ جو کروں گردِ سُم اُس کے سے میں تقریر[٦٦]

وہ گرد ہے آنکھوں کو محبّوں کے تو سرمہ
ہو جس کو محبت نہ تری، اُس کے گلوگیر[٦٧]

شاہا! وہ تری ذات منزّہ ہے کہ گویا
مخصوص تری شان میں ہے آیۂ تطہیر[٦٨]

شہباز ترے رتبے کا، مارے ہے جہاں پر
اوہامِ ملائک کو ہے واں حکمِ عصافیر[٦٩]

جس قصر میں سو کب ہے تری، پہنچے تو پہنچے
تا صد تک و دو عرش کا وہم اُس کے سرا زیر[٧٠]

تیرا ہے جو کچھ مرتبہ، سو عقلِ کُلّ، اُس کے
ہر مُو ہو زباں تس پہ تو کب کر سکے تقریر[٧١]

جو کچھ یہ لکھا میں، نہ سمجھ اپنی اسے مدح
کیا میں ہوں، مری کیا ہے قلم، کیا مری تحریر[٧٢]

تجھ سے کی کرے مدح جو مجھ سا کوئی ناداں
ہوتا ہے وہ نزدیکِ خدا واجبِ تعزیر[٧٣]

کرتا ہوں سخن کو میں دعائیے پہ اب ختم
اُمیّد کرم سے ہے کہ ہو عفو یہ تقصیر[٧٤]

٦٦- مذکور ترے رخش کا ٹک تو (آ) ۔
٦٧- ہو جس کو محبت تری یا شاہ گلوگیر (ایچ) ۔
٧٠- تا صد تک دود عرش کا (ل) ۔
٧٢- کیا میں ہوں، مرا کیا ہے قلم (ار، مو) ۔
٧٣- واجبِ تعدیر (ل) ۔

یا رب! جو بڑے دوست ہیں از قلزمِ اُمید
ہوتے ہوئے پار اُن کی نہ کشتی کو لگے دیر۵ے
اور اُس میں حو بدخواہ ترا ہوئے لگے غرق
موج اُس کو نکلنے نہ دے، ہو پاؤں میں زنجیر۶ے

(۱۲)

در منقبتِ حضرت حسن عسکری[۴]

عیب پوشی ہو لباسِ چرک سے کیا ننگ ہے
ہاں اے آئینے، بہتر اس صفا سے زنگ ہے[۱]
وضع سے کم مایہ اپنی کیا ترقی کر سکے
چاہے دریا ہو یہ کب آبِ گُہر میں ڈھنگ ہے[۲]
عس بہم پہنچا، نہ محرومِ تجلّی دل کو رکھ
صقل اس آئینے کی گردِ شکستِ رنگ ہے[۳]
مرد وہ اپنی ہنر پوشی سے جو مارے ہے دم
فی الحقیقت تیغ کو جوہر سے بہتر رنگ ہے[۴]

۵ے- ہوتی رہے پار اُن کی (آ) -
۶ے- بدخواہ تیرے ہوئے لگیں غرق (مو) - موج ان کو نکلنے نہ دے (مو) -
(۱۲) سب نسخوں میں شامل - نسخۂ حسب میں موجود - غالباً ۱۱۷۶ھ سے قبل کی تصنیف ہے -
۲- چاہیے دریا ہو یہ کب اب گُہر میں ڈھنگ ہے (ن) -
۳- گردِ شکستِ رنگ ہے (ب، ر، ن) - گردِ شکستِ سنگ ہے (ل) -

[4]اپنے بھی مرہونِ احساں ہوں نہ عالی ہمّتاں
کوہ کی شمشیر کو کب احتیاجِ سنگ ہے[5]

[6]ٹک پرے رکھنا قدم اِس آستاں سے گردباد
خاکساری کو ہماری سرکشی سے ننگ ہے[6]

ابرواں نے کھینچی ہے شمشیر، مژگاں نے چھری
حسن کی خوبی میں، تیری تجھ پہ باہم جنگ ہے[7]

آہ کس منہ سے کہوں تجھ کو کہ ٹک ایدھر کو دیکھ
شکل سے میری سدا بیزار میرا رنگ ہے[8]

محو حیرت کے تئیں ہے، دوست اور دشمن سے کیا
آئنہ تصویر کا دُور از غبار و سنگ ہے[9]

قطعہ

صبح دم **سودا** چمن میں مجھ کو آیا تھا نظر
ان دنوں شاید وہ کچھ شورِ جنوں سے تنگ ہے[10]

۵- اپنے بھی مرہونِ منّت ہوں نہ عالی ہمتاں (ب، ن) - اپنے ہی مرہونِ احساں ہوں یہ عالی ہمتاں (مو) -
۶- خاک پھرنے کو ہماری سرکشی (آ) - خاکساری کو ہمارے سرکشی (ن) -
۷- ابروؤں نے کھینچی ہے شمشیر (مو) - شمشیر و مژگاں نے چھری (ف، ی) - تیرے تجھ سے باہم جنگ ہے (ب، ن) -
۸- ٹک ایدھر تو دیکھ (ن) -
۹- دور از غبار و رنگ ہے (بر) -
۱۰- مجھ کو آتا ہے نظر (ل) -

پائے گلبن سے دماغانہ سا کچھ بیٹھا ہوا
اک غزل پڑھتا تھا یہ مطلع کا حسن کے ڈھنگ ہے[۱۱]

غزل

سمع کا میرے صدائے خندۂ گل سنگ ہے
ٹک پرے جا بول بلبل، گو تو سیر آہنگ ہے[۱۲]
ہو سکیں نازک دلاں کب روکش حرفِ درست
عکسِ بالِ طوطی، اپنے آئنے پر سنگ ہے[۱۳]
یاں سمومِ عشق سے کس کو ہے ہوش کا دماغ
شعلۂ آتش مرے کانٹے پہ گل کا رنگ ہے[۱۴]
گرد ہوں میں تو نہیں خاطر نشیبی کا دماغ
آئنہ ہوں تو صفا میری ہی مجھ پر رنگ ہے[۱۵]
ٹک پرے گلشن سے میرے شور کر ابرِ بہار
یاں صدائے رعد آوازِ شکستِ رنگ ہے[۱۶]

۱۱- یہ مطلع کہ حسن کا ڈھنگ ہے (ایچ، ار)۔
۱۲- صدائے خندۂ گُل تنگ ہے (ایچ، ف، ب، ی)۔ شمع کا میرے صدائے خندۂ گُل تنگ ہے (ن)۔ بول بلبل کو تو سیر آہنگ ہے (ن)۔
۱۳- روکشِ حرفِ درست (بر)۔ عکس بال طوطی اپنی آئنے پر سنگ ہے (ن)۔
۱۵- گرد ہوں میں پر نہیں خاطر نشیبی کا دماغ (ایچ متبادل)۔ آئینہ ہوں تو صفائی میری مجھ پر رنگ ہے (ایچ متبادل، ب، بر، ن)۔
۱۶- آواز شکست رنگ ہے (مو)۔ آواز شکست سنگ ہے (ن)۔

اِس میں جراَت سے میں آس کا قطع کر طرزِ کلام
یہ کہا چرخِ منقش کیا زمرد رنگ ہے[۱۷]

گوشۂ خاطر سے کرتا ہے عوض اس قصر کو
سر اٹھا دیکھا نہ ٹک اتنا ہی بولا "تنگ ہے"[۱۸]

ناگہ اِس اثنا میں اک منعم نے آ آس سے کہا
"بندہ خانہ کیا تمھیں تشریف لانا ننگ ہے؟[۱۹]

ہر مکاں میں مسند و ہر ایک جا فرشِ سمور
ہر طرف مطرب پسر، ہر سُو رباب و چنگ ہے[۲۰]

نوش کرنے کو کباب اور پینے کی خاطر شراب
دیکھنے کو رقصِ محبوبانِ خوش آہنگ ہے"[۲۱]

یہ کہا سن کر جو رغبت آپ کرتے ہیں مجھے
اس کو باور کیجیے گا یہ خیالِ ننگ ہے[۲۲]

نازپروردہ جو استغنا کے ہیں ان کے تئیں
اک قدم راہِ طلب طے کرنی سو فرسنگ ہے[۲۳]

دیکھنا راہِ اجل آن کو تماشا رقص کا
دردِ دل سننا کسی کا آن کو عود و چنگ ہے[۲۴]

غم کسی دل سوختہ پر آں کو کھانا ہے کباب
نت انھیں خونِ جگر پینا مئے گلرنگ ہے[۲۵]

۱۷- قطع کر طولِ کلام (ن) -
۱۸- کرتا ہے نظر اس قصر کو (آ) - گوشہ خاطر سے گراتا ہے کوئی اس قصر کو (ل) - سر اٹھا دیکھا تو ٹک اتنا (ن) -
۲۰- ہر مکاں پر مسند (بر) -
۲۲- کیجیے گا نہ خیال ننگ ہے (ار) -

خاکِ در ایسے کے ہیں وہ تیری یہ مسند سو کیا
عرش کے دامن پہ گر بیٹھیں تو ان کا ننگ ہے[۲۶]

ملۂ دنیا و دیں ، یعنی امامِ عسکریؑ
جس کی میزانِ عدالت اتنی بے پاسنگ ہے[۲۷]

ایک پلّے میں ہو کاہ اور دوسرے پلّے میں کوہ
کاہ کو باور تو کرنا کوہ سے ہم سنگ ہے[۲۸]

پشت خارِ آہوئے صحرا ہے پنجہ شیر کا
بار کا چڑیا کی خاطر آشیانہ چنگ ہے[۲۹]

ہے حباب اور اب شرر میں ربطِ فانوس و چراغ
گلشنِ انصاف پر اس کے یہ آب و رنگ ہے[۳۰]

روئے کارِ حشر سے پردے کا اٹھنا ہے محال
پردہ پوشی پر جو اس کے حلم کا آہنگ ہے[۳۱]

ہے سمومِ قہر کا جس نشر و بحر اوپر خیال
خشک واں دریا ہے پانی کوہ سے تا سنگ ہے[۳۲]

۲۶- ہیں تیری جو مسند ہے سو کیا (آ) - ہیں وہ ہے تری مسند سو کیا (ایچ) - خاک در ایک ایسے کے ہیں وہ تری مسند سے کیا (ب ، ر ، ن) -
۲۷- میزانِ عدالت ایسی بے پاسنگ ہے (مو) -
۲۸- کوہ کو باور تو کرنا کاہ سے ہم سنگ ہے (ار ، ل) -
۲۹- پشت خار آہوئے صحرا ہووے پنجہ شیر کا (ب ، د) -
۳۰- گلشن انصاف کا اُس کے (ر) -
۳۱- اُس کے علم کا آہنگ ہے (ار) -
۳۲- خشک واں دریا ہیں (ایچ ، ار) - خشک واں دریا میں پانی کوہ سے پاسنگ ہے (ب ، ن) -

نہی سے تجھ امر کے اب یا امام المتقیں
بسکہ مہیّاب پر عرصہ جہاں میں تنگ ہے[۳۳]
چشمِ خوباں میں شراب آتی ہے لینے کو پناہ
گُل رخاں کے خط نہیں ، آس کے اوپر سنگ ہے[۳۴]
مطرب اپنی آخرت کر یاد نالاں ہے سدا
روز و شب ہر ایک ڈھولک کے تئیں سرچنگ ہے[۳۵]
استخوان و پوست سے کھینچے ہی رکھا ہے رباب
زیرِ چوب و سنگِ نب آٹھ روسیہ مردنگ ہے[۳۶]
میں گداؤں کی ترے در کے کہوں ہمّت سو کیا
اس کی یہ ہے گفتگو جو ان میں لُنج و لنگ ہے[۳۷]
کہہ سلیماں سے ، نگیں اپنے پہ تُو نازاں نہ ہو
پیشِ اربابِ ہمم یہ دست زیرِ سنگ ہے[۳۸]
اس زمیں کو جس پہ اس کا دست ہو سایہ فگن
کچھ سوا گُل اشرفی کے سبز کرنا ننگ ہے[۳۹]

۳۳- عرصہ جہاں کا سنگ ہے (ن) -
۳۴- گُل رخاں کا خط نہیں (ار ، مو) -
۳۶- کھینچے ہی رہتا ہے رباب (ار) - کھینچے ہی رکھتا ہے رباب (بر ، ن) - استخواں سے پوست کو کھینچے ہی رکھتا ہے رباب (مو) -
۳۷- میں گداؤں کا ترے در کے (ب ، ن) - گفتگو ان میں جو لُنج و لنگ ہے (ایچ) - اس کی ہے یہ گفتگو (ن ، آ ، ل ، ایچ ، ار ، ب ، مو ، ف ، ی) -
۳۹- اس زمیں پر جس پہ (مو) -

مس پہ تیغِ برق دم الماس پیکر کے درے
اک قدم آنا عدو کو راہ تسو فرسنگ ہے[۳۰]

گر سرِ دشمن پہ ہو میداں میں وہ سایہ فگن
خود و قاسِ رس دو حصّے تا بہ حدِ تنگ ہے[۳۱]

پر نہیں یہ وصف اس کے ، جو بیاں میں نے کیے
بلکہ یہ تعریف تو اس کی تُرس کا ننگ ہے[۳۲]

آسماں سے تا زمیں اور گاؤ سے ماہی تلک
امتحاں گر کیجیے اس کو تو اک جو رنگ ہے[۳۳]

لیے ہیں تعلیم واں ہر روز آ کر گردباد
حس جگہ سرگرم کاوے پر ترا سب رنگ ہے[۳۴]

گردِ جولاں گاہ کا اس کے کہوں میں کیا دماغ
عارضِ خوباں کے خط ہونے سے حس کو ننگ ہے[۳۵]

جھانکے ہے ہفت آسماں کو جلدی اس کی ہر قدم
تسکہ عرصہ شش جہت کا اس کے اُوپر تنگ ہے[۳۶]

۳۰- مس پہ اس تیغ دو دم الماس پیکر کے ترے (بر) ۔
۳۱- گر سرِ دشمن تہ ہو (ب) ۔ دو حصہ تا بحدے تنگ ہے (ن ، ب) ۔
گر سرِ دشمن پہ میداں میں ہو وہ سایہ فگن (مو ، بر) ۔
۳۳- گاد سے ماہی تلک (ن) ۔
۳۴- لیتا ہے تعلیم (مو) ۔ لیتی ہے تعلیم (بر ، ن) ۔
۳۵- گرد جولاں گاہ کو اس کے (ن) ۔
۳۶- جھانکی ہے ہفت آسماں کو (ن) ۔ اُس کے اُوپر تنگ ہے (ن ، آ ، ایچ ، ار ، مو ، بر ، ل ، ی) ۔

نکھرا ہی جاتا ہے ہاتھوں میں حلو لینے کے وقت
نکلا ہی پڑتا ہے رالوں سے یہ اس کا رنگ ہے[۴۷]

اس میں ٹک بھی گرم ہو آیا تو بس پھر اڑ گیا
ہے تو گھوڑا ہی پہ کچھ سیماب کا سا ڈھنگ ہے[۴۸]

ہمتِ پرواز تیرے نار کی تمیں کیا کہوں
اس سے گر سیمرغ بندھ اترے تو اس کا ننگ ہے[۴۹]

طرۂ محبوب میں ہو جس طرح عاشق کا دل
مرغِ دور ار وہم یوں اس کے میانِ چنگ ہے[۵۰]

کر قصیدے کے تئیں **سودا** دعائیے پہ ختم
قافیے کو وسعت اب آگے نہایت تنگ ہے[۵۱]

مانگ لے جو مانگتا ہے تو صلہ اس کا کہ یاں
بے خراجِ روم مالیت، نہ تاجِ رنگ ہے[۵۲]

سر کُلِ آمد سے محروم، تیرے دوست کا
ہو نہ، جب تک گلشنِ دنیا پہ آب و رنگ ہے[۵۳]

۴۷- نکڑا ہی جاتا ہے ہاتھوں (ایچ، ب) - نکڑا ہی جاتا ہے ہاتوں میں (ن) - ہاتھوں سے حلو لیے کے وقت (بر) - پڑتا ہے زانو سے یہ (بر) -

۴۸- اس میں بھی ٹک گرم ہو آیا (ب، ن) -

۴۹- وہ اگر سیمرغ بر اُترے تو (بر) - اس میں گر سیمرغ بندھ اترے (ن) -

۵۱- گر قصیدے کے تئیں (ن) -

۵۲- تو صلہ اس کا بیاں (ن) - یہ شعر نسخہ ار میں نہیں ہے - نہ خراج روم مالیت (ن) -

۵۳- گلشنِ دنیا میں آب و رنگ ہے (ب، ن) -

لالہ ساں ہو عرق آتش میں عدو سر تا قدم
پُر شرر حس وقت تکہ دامانِ کوہ و سنگ ہے[۵۴]

(۱۳)

در منقبتِ حضرت مہدی الہادی[۴] آحرالزماں

حوں عنچہ آسماں نے مجھے سہرِ عرضِ حال
دی سو رباں دہن میں ، ولیکن سبھی ہیں لال[۱]
ہرگز کسی گرہ کے لیے حر حراسِ دل
مارا نہ آسماں نے کبھو ناحنِ ہلال[۲]
احرائے کار بند ہے عالم کا اس کے ہاتھ
جز چشمِ عاسقاں کہ ہیں حاری نہ اتّصال[۳]
روشن ہے سمعِ کُستہ کے پھر کر حلانے سے
یعنی کہ بعدِ مرگ بھی آرام ہے محال[۴]
روشن طبیعتوں سے برا ہے یہ تیرہ عقل
کرتا ہے نورِ مہر کو ، سائے کے پائمال[۵]
رکھتا ہے پُر غرور کو حوں نیزہ سربلند
حوں حادہ حاکسار کو دیے ہے زمیں پہ ڈال[۶]

---

(۱۳) سب نسخوں میں سامل ، نسخہ حمید میں موحود - غالباً ۱۲۷۰ھ سے قبل کی تصنیف ہے -
۱- دیں سو رباں دہن میں (ل) -
۳- حر چشم عاسقاں کے ہیں حاری (ل) - کہ ہے حاری نہ اتصال (آ) -
۵- روشں طبیعتوں سے پھرا ہے یہ تیرہ عقل (بر) - روشن طبیعتوں سے برا ہے یہ کج نہاد (نو) - نور مہر کو سائے سے پائمال (ل ، بر) -

یک تی نوالہ حوار نہ ہو اُس سے تا ابد
روزِ ازل سے ہے یہ لگوں کاسۂ سفال[۷]

ہر روز نعمتوں سے کرے سفلے کو غنی
محتاجِ نانِ شب ہو سدا صاحبِ کمال[۸]

پارے کو دے ہے رتبۂ اکسیر بعدِ مرگ
دولت کبھی کسی کو نہ دی اُن نے بے زوال[۹]

گر پائے سوختن نہ رہے اُن کے درمیاں
ہرگز کرے نہ شمع سے پروانے کا وصال[۱۰]

سو پردے میں رکھے ہوئے گل کو یہ بے تمیز
پھاڑے نقاب روئے حیا کی یہ بدخصال[۱۱]

ڈھانپے ہے جانماز تلے زاہدوں کا عیب
دیتا ہے رازِ عشق کو پردے سے یہ نکال[۱۲]

ہم پر سدا رکھے مئے گُل رنگ کو حرام
خونِ بہار تیغِ خزاں پر کرے حلال[۱۳]

۷- ہے سر نگوں ازل ستی یہ کاسۂ سفال (ایچ ، ر) - ہے سرنگوں ازل سے یہ اب کاسۂ سفال (ب ، ن) -
۸- محتاجِ نانِ شب ہے سدا (آ ، ل ، ی) -
۹- دولت کبھو کسو کو (آ ، ایچ ، ار) - دولت کبھی کسو کو (ب ، ن) - دولت کبھو کسی کو (مو) - بدی ان نے بیروال (ن) -
۱۰- نہ رہے اُس کا درمیاں (ار) -
۱۲- زاہداں کا عیب (ر) - پردے سے وہ نکال (ار) - پردے ستی نکال (ر) -

ہر روز اٹھ کے غنچۂ گُل کو کرے ہے تنگ
ہر شب رکھے ہے خاطرِ بلبل کو پُرملال[۱۴]
نُوچے اُس کے ہاتھ سے دلِ ہر دشت خار زار
کر لخت لخت ہی جگرِ کوہ کو خیال[۱۵]
اے دل، عرض کسی کو نہ دے چیں آسماں
شکوہ نہ کر تو اُس سے کہ ناحق ہے یہ جدال[۱۶]
حاصل نہ ہو سوائے مشقت کے اور کچھ
آہن کو سرد کوٹیے گر تا ہزار سال[۱۷]
ہم پست مطربوں پہ چلی کب نہ تیغِ چرخ
دوڑے اُدھر ہی آب زمیں پر، جدھر ہو ڈھال[۱۸]
گر ہو شعور اُس سے نہ چاہیں کشادِ کار
اس مطلعِ دویم کو پڑھیں جس کے حسبِ حال[۱۹]

مطلعِ دویم

گردوں سے کارِ بستہ کھُلے کیونکہ، ہے محال
ہرگز نہیں ہے عقدہ کشا ناخنِ ہلال[۲۰]

۱۴- خاطرِ بلبل اوپر ملال (ار) -
۱۵- دل ہر دشت خار خار (ایج، ار، ب، ف، مو، بر، ن) - کر لخت لخت ہے جگرِ کوہ (ن) - ہر لخت لخت ہے جگرِ کوہ کا خیال (ار) - ہے لخت لخت ہی جگرِ کوہ کو خیال (ف) -
۱۷- کوٹیے گو تا ہزار سال (بر) -
۱۸- ہم پست مطربوں پہ چلے کیوں نہ تیغ چرخ (آ) - دوڑے اُدھر ہی آب جدھر ہو زمیں پہ ڈھال (ب) - دوڑے اُدھر ہی آب کہ جدھر ہو زمیں پہ ڈھال (ن) -
۱۹- نہ چاہے کشادِ کار (آ) - پڑھے جس کے حسبِ حال (ار) -

پس کیا ضرور تھا جو کیا شکوۂ سپہر
اے دل تو ہرزہ گوئی سے اپنی زباں سنبھال[۲۱]

خواہش ہے دو جہاں کی اگر تو زباں سے تو
جز مدحِ شاہِ سرّ و علن مت سخن نکال[۲۲]

مہدیؑ ہادی وہ کہ گر اس کا نہ ہووے حفظ
مرکز کو خاک کے، تو قوی ہے یہ احتمال[۲۳]

گُھل جائے سب زمیں کرۂ آب میں ابھی
لے شرق تا بہ غرب، جنوب اور تا شمال[۲۴]

جس کے قدم سے گلشنِ دنیا نے یہ شرف
پایا کہ وہ سما نہ سکے عرش کے خیال[۲۵]

شبنم نہیں ہے چہرۂ گُل پر، ہر ایک رات
گرتا ہے عرش سے عرقِ شرم و انفعال[۲۶]

یمنِ قدم سے اس کے جہاں میں خوشی کے ہاتھ
زائل ہوئی ہے اس قدر اب صورتِ ملال[۲۷]

ممکن نہیں کہ رات کو شاخِ درخت پر
رکھتا ہو مرغ سر کے تئیں اپنے زیرِ بال[۲۸]

۲۲- اگر تو زباں سے (ن) - سب زباں نکال (آ) -
۲۳- کرۂ آب میں وہیں (مو)، کھل جائے سب زمیں کی کرہ آب میں ابھی (ن) -
۲۵- عرش کا خیال (ب، ن) -
۲۶- عرقِ شرم انفعال (ایج، ار، ب، ن) - شبنم نہیں کہ چہرۂ گل (ب، ن) - کرتا ہے عرش سے (ن) - عرقِ شرم انفعال (ن) -
۲۷- یمنِ قدم سے جس کے (ار) -

اُس کا قلم نہ ہووے جہاں کے جو درمیاں

کب چار عنصروں میں رہے حدِّ اعتدال۲۹

اِس خاک داں نہ ہو نہ اگر اُس کا بارِ حلم

اہلِ جہاں کے آئے سر اوپر عجب وبال۳۰

ہووے زمیں زیر و زبر آسماں کے ساتھ

مانندِ ریگ شیشۂ ساعت نہ اتّصال۳۱

کھینچے جدا نہ کردہ طرف آسماں کے سر

اُس کا اگرچہ اک سررِ آتشِ حلال۳۲

کردے فتیلہ کاہ کشاں کا وہ مشتعل

گردوں کفِ ہوا میں سے اڑ جائے شکلِ زال۳۳

ہم سستی سے مے کے جو انگور کی طرف

گر ٹک وہ اعتراض کرے، ہے یہ احتمال۳۴

اک آن بیچ، خوشۂ پرویں کے واسطے

تاکِ فلک پہ آئے خدا جانے کیا زوال۳۵

جس دن سے اُس کے عہد نے جگ کو دیا شرف

تب سے شراب پر ہے خُموں بیچ یہ وبال۳۶

۳۰- اس خاک داں اُوپر جو نہ ہو اُس کا بارِ حلم (ب، بر، ن) ـ

۳۲- کھینچے جدا بخواستہ طرف آسماں (ایج) ـ اگرچہ ٹک شرر آتش حلال (مو) ـ اگرچہ ایک شرر آتشِ حلال (ن) ـ

۳۳- کفِ ہوا ستی اُڑ جائے (ایج، بر) ـ کفِ ہوا سے یہ اُڑ جائے (ب، ن) ـ مثلِ زال (ن) ـ کاہکشاں کا وہ مشتعل (ن) ـ

۳۴- گر ٹک وہ اعتراض کو کرتا ہے احتمال (ب) ـ کر ٹک دو اعتراض کو کرتا ہے احتمال (ن) ـ

۳۶- ہر خُم کے بیچ تب سے ہے متے پر سدا وبال (ایج متبادل) ـ ہر خُم کے بیچ تب سے نو متے پر ہے یہ وبال (ب، ن) ـ ہر خُم کے بیچ تب ستی متے پر ہے یہ وبال (بر) ـ

اُس آب کی نمط کہ جو کائی کے ہو تلے
دہشت سے زیرِ دُرد چھپا جائے ہے زلال۳۷
بعد از بہار روئے خزاں پر طمانچہ زن
گلشن میں اُس کے عدل سے ہے برگِ ہر نہال۳۸
کر اس کو تو یقیں کہ درند و گزند کے
یہ خوف اس کے عدل نے دل میں دیا ہے ڈال۳۹
آہو کی، دشت میں، جو سنی ہے صدائے پا
چھپنے کو سر ڈھونڈتے ہیں خانۂ شغال۴۰
اژدر ہوئے ہیں سہم کے یاں تک ضعیف و خشک
کرتے ہیں اُن سے منہ میں سدا مورچے خلال۴۱
جو کچھ لکھوں میں اُس کی سخاوت میں ہے بجا
یہ مطلعِ حضور مری بات پر ہے دال۴۲

۳۷- چھپتا ہے پیچھے درد کے ہیبت ستی زلال (ایچ) - چھپتا ہے نیچے دُرد کے دہشت سے یہ زلال (ب، ن) - چھپتا ہے نیچے دُرد کے دہشت ستی زلال (بر) - اس آب کے نمط (ن) -

۳۸- بادِ بہار روئے خزاں پر (مو) - روئے زمیں پر طمانچہ زن (آ) - طپانچہ زن (ن) - ہے برگ و ہر نہال (آ) - عدل سے ہر برگ ہے نہال (ب، ن) - عدل سے ہر برگ و ہر نہال (مو) -

۴۰- جو سنے ہیں صدائے پا (مو، بر) - چھپنے کو شیر ڈھونڈتے (مو، بر) -

۴۱- کرتے ہیں ایسے منہ میں (آ) - کرتے ہیں ان کے منہ میں (مو) - سدا مورچہ خلال (ن) -

۴۲- اُس کی شجاعت میں ہے بجا (ایچ) -

مطلعِ دیگر

چاہے اگر کوئی دوجہاں کا متاع و مال
تیرے گدائے در سے کرے آ کے وہ سوال[۴۳]

برسے ترا جو ابرِ کرامت زمیں پر
پیدا بجائے دانہ گُہر ہوں ہر ایک سال[۴۴]

مرضی میں گر چلے نہ ترے ایک دم سپہر
دستِ قضا اٹھا دے اسے دے کے گوشمال[۴۵]

جوں مومِ نفتہ آن میں ہو جائے مضمحل
گر تجھ فشارِ پنجہ سے آگاہ ہوں جبال[۴۶]

شمشیر گر علم ہو تری، جن و انس کا
ہیبت سے آب ہو جگر و زہرہ و طحال[۴۷]

ہر پُر غرور کے رگِ گردن میں خوف سے
ہو جائے خشک خوں، رگِ یاقوت کی مثال[۴۸]

مارے اگر تو بر کمرِ آسماں اسے
گاوِ زمیں کے بن سے نہ لاگا رہے دوال[۴۹]

شاہا! جو تیرے نشترِ خنجر سے ایک دم
دشمن کے دل میں سہو سے گزرے اگر خیال[۵۰]

۴۴۔ برسے جو تیرا ابرِ کرامت (آ)۔
۴۵۔ مرضی میں گر نہ تیرے چلے ایک دم سپہر (ار)۔
۴۶۔ آگاہ ہو جبال (آ، ایچ)۔
۴۹۔ مارے گر اس کو تو فلکِ ہفتمیں اوپر (ایچ، ر)۔
۵۰۔ شاہا ترے جو نشترِ خنجر سے (ن)۔

ہے کیا عجب کہ خوف سے ہر عضو کی رگیں
جا مغزِ استخواں میں چھپیں شمع کی مثال[۵۱]

تیرے سمند کی میں ستائش نہ کر سکوں
تعریف نقشِ سُم کی ہے اُس کے بہت محال[۵۲]

آئینۂ سپہر میں پڑتا ہے جس کا عکس
ناداں جانتے ہیں کہ نکلا ہے یہ ہلال[۵۳]

سرعت میں اس کے ساتھ نہ دعوائے ہمسری
لاگے جو دوڑنے نگہِ دیدۂ غزال[۵۴]

جب تک وہ مردمک سے نہ پہنچے مژہ کے پاس
پہنچے وہ اس جگہ کہ نہ پہنچے جہاں خیال[۵۵]

یک پایہ اس کو تختِ سلیماں سے کم نہ جان
ہووے جو تو سوار عدو کے پئے قتال[۵۶]

سب جِن و اِنس و دیو و پری اور وحش و طیر
حاضر نہ ہوں رکابِ سعادت میں، کیا مجال[۵۷]

۵۱- شمع کے مثال (ن) -
۵۳- پڑتا ہے اس کا عکس (ایچ ، ب ، مو ، ن) - جانتے ہیں نکلتا ہے یہ ہلال (بر) -
۵۴- سرعت میں اُس کی راہ ستی کر کے ہم سری (ایچ ، ہر) - سرعت میں اس کے راہ سے یہ کر کے ہم سری (ب ، ن) - ساتھ اس کے دوڑے گر نگہِ دیدۂ غزال (ایچ ، ب ، بر ، ن) -
۵۵- جب تک وہ مردمک ستی پہنچے (بر) -
۵۶- یک پایہ اس کا تخت سلیماں ہے (مو) -
۵۷- دیو پری اور وحش و طیر (ی) -

شاہا ! ترا بیانِ شجاعت میں کیا کروں
ہیہات ، اِس زباں کے تئیں کب ہے یہ مجال۵۸

دعوائے بندگی ہو جسے اس جناب میں
اس کے تئیں ہے فنِ شجاعت میں یہ کمال۵۹

مستک میں فیلِ مست کے مارے اگر وہ تیر
گردن کے استخواں میں کبھو نہ ہووے بحال ۶۰

سوفار اِس طرح سے نمودار ہو رہے
جوں اژدہا پہاڑ سے جھانکے ہے سر نکال۶۱

پس جس کے ہر سلام میں قدرت ہو اِس قدر
خالق ُچھٹ ، اُس کی مدح ہے مخلوق کو محال۶۲

تیری ثنا و مدح کوئی مجھ سے ہو سکے
ہے کیا لب و دہن مجھے ، کیا فضل و کیا کمال۶۳

دریائے طبع سے یہ کئی گوہرِ سخن
تیرے نثار کے لیے بھیجے مجھے رسال۶۴

۵۸- شاہا تری بیاں شجاعت (ب) - تئیں ہے یہ کب محال (ایچ) - تئیں کیا ہے یہ محال (مو) -
۵۹- جسے اُس جناب بیچ (د) -
۶۰- گردن میں استخواں کے (آ ، ار ، ی ، ن) - کبھی نہ ہووے بحال (آ) - اگر نہ ہووے بحال (ار) - کبھو نہ ہو جو بحال (مو) -
۶۱- سوفار اس نمط سے نمودار (مو) -
۶۴- تیرے رسال کے لیے بھیجے (ح) - تیرے نیار کے لیے بھیجے (ب ، ن) -

اے شاہِ دیں پناہ! شتابی سے کر ظہور
تا دوست تیرے شاد ہوں ، دشمن ہوں پائمال[65]

اکثر جو اختلاف ہیں دینِ نبی کے بیچ
اِس مجملے کا تجھ پہ ہے موقوف انفصال[66]

سودا کو آرزو ہے کہ جب تو کرے ظہور
اس کی بھی مشتِ خاک ہو تیرے صفِ نعال[67]

تیرے ہر ایک دوست کا ، مانندِ صبحِ عید
صفحے میں روزگار کے روشن رہے جمال[68]

جوں شامِ سلخِ ماہِ محرّم تمام عمر
ظلمت ہی میں بسر کریں اعدائے بد خصال[69]

(۱۴)

در منقبتِ حضرت مہدی الہادی[ؑ] آخرالزماں و در تعریض بہ یکے از معاصرین

مسکر خلا سے کیوں نہ حکیموں کی ہو زباں
جب شُہرے سے مرے ہو ملا اِس قدر جہاں[1]

۶۵- تا دوست ہوویں شاد و دشمن ہوں پائمال (ایع ، ب ، بر) ۔
تا دوست ہوویں شاد تو دشمن ہوں پائمال (ن) ۔
۶۶- اس مجملے کا تم پہ ہے (ار) ۔ موقوف اتصال (آ) ۔
۶۷- سودا کو آرزو ہے کہ جب ہو ترا ظہور (ایع) ۔ اس کی یہ مشت خاک ہو (ب ، بر ، ن) ۔ تیری صفِ نعال (ن) ۔
۶۸- صفحے پہ روزگار کے (مو) ۔
۱۴) سب نسخوں میں شامل ۔ اس قصیدے میں کسی نامعلوم معاصر شاعر کی تعریض ہے ۔

ممکن نہیں کہ اب سخنِ غیر کو ملے
راہ ، اس قدر ، جو پہنچے وہ تا گوشِ سامعاں[۲]

نام آوری کے واسطے حاسد نہ کر تلاش
جا گہ کسی کے نام کو اِس عہد میں کہاں[۳]

گو ، یاں کہے تو ریختہ ، ایراں میں فارسی
چاہے جگہ جو شہرے کو سو تو نہ یاں نہ واں[۴]

عالم کی السنہ پہ مرا اِس قدر ہے شعر
گویا ورق بیاض کا ہر منہ میں ہے زباں[۵]

میں نے سنا کہ تجھ کو مرے ایک شعر پر
دردی کا اپنے معنی کے ہے وہم مہرباں[۶]

شاید نہ اتفاق توارد ہو ، پر مجھے
لفظوں کا اپنے غم کہ ہوئے کس پہ رائگاں[۷]

گو رشت کو پنہاؤ کسی رنگ کا لباس
خوبوں میں اس کو جا نہیں جز پہلوے بداں[۸]

۲- سخنِ غیر کوں ملے (ن) -
۴- گر یاں کہے تو ریختہ (ن) - شہرے کو ہو تو نہ یاں نہ واں (ایج ، ن) -
۵- نسخہ ار میں اس شعر کا دوسرا مصرع نہیں ہے بلکہ پہلا مصرع شعر نمبر ۶ کے دوسرے مصرعے سے مربوط ہے -
۶- اپنے معنی کا ہے وہم مہرباں (آ ، ایج) - نسخہ ار میں اس شعر کا پہلا مصرع نہیں ہے بلکہ دوسرا مصرع شعر نمبر ۵ کے پہلے مصرعے سے مربوط ہے -
۸- گر رشت کو پنہائے کسی رنگ (ایج) - خوبوں میں اس کے جا نہیں (ن) -

از راہِ دوستی میں کہوں تجھ سے ایک بات
طبعِ شریف پر ہو نہ آوے ترے گراں۹
زنہار ہمسری کا مری تو نہ کر خیال
ہوگا غریب مضحکہ نزدیکِ شاعراں۱۰
ایسی نہیں سدھی ہے سخن کی مرے ہوا
کثھلیے کا حس کے زیرِ فلک دل کو ہو گماں۱۱
اس کو یقیں تو جان کہ حیراں ہے اب تلک
عیسٰی تے معالجہ نفحِ آسماں۱۲
مستیِ نہ فلک مری تحریر دیکھ کر
سمجھے نعیر گر غلطی کا کرے گماں۱۳
پاوے مری قلم سے وہ فی‌الفور یہ جواب
چپ رہ کہ دوں تجھے غلطی سے تری نشاں۱۴
حک کردہ سطر ہے وہ مرے ہاتھ کی لکھی
کہتے ہیں حس کا اہلِ زمیں نام کہکشاں۱۵
دفتر سے فنِ سعر کے تجھ کو ہے کیا خبر
تو جلدِ آسماں کا محرّر حساب داں۱۶

۱۰- زنہار ہمسری کا مرے تو (ن) ۔
۱۲- حیراں ہے آج تک (ایج) ۔ حیراں ہو اب تلک (ل) ۔
۱۳- غلطی کا کرے بیاں (ار ، ب ، ن) ۔
۱۴- پاوے مرے قلم سے (ن) ۔ میرے قلم سے پاوے وہ فی الفور یہ جواب (بر) ۔ تجھے غلطی کا تری نشاں (ار) ۔
۱۵- رکھتے ہیں حس کا اہلِ زمیں (بر) ۔

روشن جہاں ہے نظمِ طبیعی کی میرے ، شمع
پروانہ واں ہے طائرِ روحِ سخن وراں[۱۷]

مضمونِ تازہ یوں چمنِ فکر سے مجھے
پہنچاوے ہے ہمیشہ طبیعت کا باغباں[۱۸]

جوں گُل ، سرِ بہار کوئی جا کے سوئے باغ
لاتا ہے بہرِ گوشۂ دستارِ دوستاں[۱۹]

رنگینیِ سخن ہے مری اس قدر کہ گُل
عاشق ہے میرے نظمِ بیاں کا نہ گلستاں[۲۰]

موجِ نسیم ، گُل کے جو زنجیرِ پا نہ ہو
شوقِ سخن مرا اُسے لاوے کشاں کشاں[۲۱]

سعدی کی روحِ پاک کی خاطر ہے سیرگاہ
دیواں کا ہر ورق نہ مرے بہ ز بوستاں[۲۲]

ہر سطر اُس کی ، معنیِ رنگیں سے شاخِ گل
سمجھا کرے ہے بلبلِ طبعِ سخن وراں[۲۳]

۱۷- نظم کا معنی کے میرے شمع (آ) - نظمِ طبیعی کی میری شمع (ن) - پروانہ داں ہے (ن) -
۱۹- جو گل سرِ بہار (ن) -
۲۰- میرے نظم و بیاں کا نہ گلستاں (بر) - میرے نظمِ سخن کا نہ گلستاں (ن) - یہ شعر نسخۂ ار میں نہیں ہے -
۲۱- گُل کی جو زنجیر پا نہ ہو (ن) - اُسے لا دے کشاں کشاں (ن) -
۲۲- خاطر ہے سیرگاہ (ن) - ہر ورق مرے بہتر ز گلستاں (ایح) - ہر ورق ہے مرے بہ ز بوستاں (ف ، مو) -
۲۳- یہ شعر نسخۂ ار میں نہیں ہے -

نام اپنے سے کوئی جو مرے شعر کو پڑھے
بولے فصاحت "اس کا نہیں یہ لب و دہاں"[۲۴]

اس کا یہ شعر ہے کہ قلم جس کی روز و شب
ایسے جناب کی ہے ثنا میں گہر فشاں[۲۵]

جس کو جنابِ حق سے یہ نسبت کہ جس طرح
نظمِ سخن میں لفظ و معانی ہیں توأماں[۲۶]

حاضر حرم میں دل کے وہ مانندِ ذاتِ حق
غائب ز چشمِ خلق ولے ہے جہاں تہاں[۲۷]

مطلع لکھ اَور اے قلم اب لائقِ حضور
تا دو جہاں صلہ دے مجھے شاہِ خسرواں[۲۸]

مطلعِ دوم

اے وہ کہ کارِ حُسن و نشر تجھ سے ہے رواں
تیری وہ ذات جس سے دو عالم ہے کامراں[۲۹]

تجھ خاکِ پا سے فیض جو اکسیر کو نہ ہو
مِس کو طلا نہ کر سکیں اُس سے مہوشاں[۳۰]

شاہا! عُلوِ مرتبہ تیرا جو کچھ کہ ہے
جز عالم‌العیوب بشر پر ہے وہ نہاں[۳۱]

۲۵- قلم جس کا روز و شب (ایچ ، ار) -
۲۶- جس کا جناب حق سے (ن) - یہ نسبت ہے جس طرح (آ) - لفظ و معانی ہو توأماں (ایچ) - لفظ و معنی ہیں توأماں (ن) -
۲۸- مطلع کہہ اور اے قلم (ن) - تا در جہاں صلہ دے (آ) -
۲۹- دو عالم ہو کامراں (آ) -

اپنی نگاہِ چشم کو قاصد جو کر کے وہم
بھجوائے طولِ راہ کے کرنے کو امتحان[۳۲]

پائے نگہ میں اولِ منزل ہو آبلہ
پہنچے نہ واں تلک ، ہے تری مسرلت جہاں[۳۳]

قرباں میں خانداں کے ترے شاہِ دیں پناہ
جس عزت و شرف ہے کہ تیرا ہے خانداں[۳۴]

جبریل کی جگہ وہ نہیں جس مقام میں
پشتیں سے دیا ہے تجھے حق نے عز و شاں[۳۵]

جو امر کارخانۂ ایزد میں ہو ترا
کیا تاب عقلِ کُل کرے کچھ اس میں این وآں[۳۶]

ناقوں کے واسطے ہو جرس مُرسلوں کا دل
نکلے جو تجھ قدم کی زیارت کو کارواں[۳۷]

اِس مرتبے کا سرمہ ہے اُس کارواں کی گرد
جس کے لیے ہو چشم ملائک کی سُرمہ داں[۳۸]

۳۲- قاصد کرے جو وہم (ایچ) - پہنچاوے طولِ راہ کے (ایچ) - بھجوائے طولِ راہ کی کرنے کو امتحاں (ن) -
۳۳- پائے نگہ کو اولِ مسرل (ایچ) -
۳۵- جب سے دیا ہے حق نے تجھے اے شاہ عز و شاں (ایچ) -
۳۶- کارخانۂ ایزد میں ہے ترا (آ ، ایچ) - عقلِ کل کرے اس میں جو این و آں (آ) - عقلِ کل جو کرے اس میں این و آں (ایچ ، مو ، ف) -
۳۷- ناقے کے واسطے ہو (ایچ ، مو) - ناقوں کے واسطے ہے جرس (آ ، ل ، ی) -
۳۸- چشمِ ملائک ہی سرمہ داں (ایچ) -

پہنچے فلک کو موجِ گُہر ابرِ فیض سے
تیرے گرے جو قطرے نہ دریائے بے کراں۳۹
ہیبت سے تیرے عدل کے، شاہا! نہ زیرِ چرخ
خلقت کو اب زمانہ ہے اس امن کا مکاں۴۰
آتا ہے جس گھڑی کہ شکار پہ آفتاب
بالِ عقاب ہے سرِ کنجشک سائباں۴۱
نشو و نما نہ کوہ کرے جس طرح سے کاہ
سرکوب یوں قوی پہ جہاں میں ہے ناتواں۴۲
اُس کو آب سے یہ ترے عہد میں ہے قدر
جوں لعل آب داری سے قیمت میں ہو گراں۴۳
سوزن سو خاکِ دامنِ شعلہ کے واسطے
وہ خار جس کو حفظ ترا ہو نگاہباں۴۴
اِس دہر پُر سنگ کے خلائق میں گر ترا
ہووے نہ بارِ حلم تو اے شاہِ اِنس و جاں۴۵
دل پر مرے یقیں ہے کہ بحرِ محیط کا
لطمہ اُلٹ دے موج کا کشتیِ خاک داں۴۶

۴۱- سر کنجشک کا سائبان (ن)۔
۴۲- جس طرح کہ کاہ (ایج)۔ سرکوب یوں جہاں میں قوی پر ہے ناتواں (ب)۔
۴۴- حفظ ترا سوئے سائبان (ایج) حفظ ترا ہوگا سائبان (ب، ن)۔
۴۵- اس لنگر سنگ کو خلائق میں گر ترا (ایج)۔ اس دہر سنگ کی ہے خلائق (ن)۔
۴۶- دل پر یقیں ہے یہ کہ بحرِ محیط کا (ایج)۔

خوگر تو خلق و حلم و حیا سے اگر نہ ہو
اور ہو تری نگاہ بر اعمالِ عاصیاں[۴۷]

تجھ آتشِ غضب کے شرارے کے سامنے
باروت کا ہے تودہ زمین اور آسماں[۴۸]

کھینچا قضا نے نسخۂ سنگِ فساں، کہ جب
شمشیر تری چرخ چڑھی بہرِ دشمناں[۴۹]

اس کی برش کرے ملک‌الموت جب عیاں
بے اختیار ہو کے پکارے کہ الاماں[۵۰]

شمشیر تو یہ کچھ ہے کہ جس کو کیا میں عرض
گلگوں ترا سو ہے نہ جمالِ پری وشاں[۵۱]

رکھتا ہے یہ قدم کہ نہ پہنچے رکاب تک
بادِ بہار توسنِ کو تا آمدِ خزاں[۵۲]

بطلاں سبھی ہو آگے سے حق کے فنا کہ جب
وہ تیغ ہو، یہ اسپ ہو اور تجھ سا ہو جواں[۵۳]

چن چن کے سنگ ریزے تری جلوہ گاہ سے
طائر ہیں جتنے سدرہ نشیں عرش آشیاں[۵۴]

۴۷- خوگر تو حلق و علم و حیا سے (ن) -
۴۹- نسخۂ سنگِ فساں کو جب (بر) -
۵۲- رکھتا ہے یک قدم (آ) -
۵۳- بطلاں سے ہو آگے سے (ن) - آگے سے حق نے کیا کہ جب (آ) -
یہ شعر نسخۂ ف میں نہیں ہے اور نسخۂ ابح میں اس شعر کا
پہلا مصرع نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ سادہ چھٹی ہوئی ہے -
۵۴- چن بن کے سنگ ریزے (ن)- ترے جلوہ گاہ کے (مو) - ترے
جلوہ گاہ سے (ن) - جتنے صدر نشیں عرش آشیاں (ابح) -

وان کرکے فرس آنکھوں کو اپی ، وہ منتظر
ییرے قدم کے رہتے ہیں یا صاحب الرماں۵۵

سودا عجز دعا کے سری کیا ثنا کرے
الکں ہے اس مقام مں حریل کی رباں۵۶

یا رب ىرا طہور ستائی ہو ، تا ںہ دہر
روسن ىرے حال سے ہو چشمِ موماں۵۷

(۱۵)

در مدحِ بسنت خاں خواجہ سرا محمد شاہی

کل حرص نام سحصیے **سودا** پہ مہرباں ہو
ىولا ”ںصىب ییرے سب دولتِ جہاں ہو[۱]

گر اشرفی روپے کی حواہس ہو ییرے دل میں
طاہر ىرے پہ ہر جا گنجینۂ نہاں ہو[۲]

لعل و گُہر کی ہووے تجھ کو اگر تمنّا
مصرف کے بیچ ییرے ، اسائے بحر و کاں ہو[۳]

۵۵- آنکھوں کو اپنے وہ منتظر (ں) ۔
۵۶- لکسں ہے اس مقام میں (ایچ) ۔
۵۷- حال سے ہوں چشمِ موماں (ں) ۔

(۱۵) سب نسخوں میں شامل۔ غالباً ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء سے قبل کی تصنیف ہے جو محمد شاہ کا سالِ وفات ہے۔ بسنت خاں ، محمد شاہ کے دربار کا خواجہ سرا تھا ۔

۱- بولا نصیب ییری (ں) ۔
۲- گو اشرفی روپے کی (ب) ۔ حواہس ہے ییرے دل میں (ایچ) ۔
۳- مصرف کے بیچ تیری (ں) ۔

عمدہ تو اِس قدر ہو سرکار بیچ تری
مور و ملخ سے زیادہ خیلِ سلارماں ہو[4]
جاہ و جلال یاں تک دیوے تجھے زمانہ
جب ہو تری سواری ، صد فیل پر نشاں ہو[5]
گر ملک چاہتا ہے تو تخت بیچ تیرے
ہندوستان سے لے کر اور تا بہ اصفہاں ہو[6]
آگے تو کیا کہوں میں دل چاہتا ہے تیرے
قبضے میں لے زمیں سے اور تا بہ آسماں ہو"[7]
سن کر یہ حرف سودا بولا کہ قدر و رتبہ
کب اشرفی روپے کو نزدیکِ عاقلاں ہو[8]
یہ تو بُرے ہیں ایسے آفاق میں کہ جن کو
کیسے سے دور کیجے کام اپنا تب رواں ہو[9]
لعل و گُہر جو پوچھو پتّھر ہیں اور پانی
رتبہ نہ ان کو پیشِ اربابِ ہمتّاں ہو[10]
عمدہ تو وہ کوئی ہے نزدیکِ فہم جس کے
اہلِ کمال آگے دنیا میں عزّ و شاں ہو[11]
نامِ نکو سے بہتر دنیا میں کیا نشاں ہے
وہ بھی کوئی نشاں ہے جو فیل پر رواں ہو[12]

۵- سواری سو فیل پر نشان ہو (ار) ۔
۶- گر ملک چاہتا ہو تو (آ ، ف ، ن) ۔ تخت بیچ تیری (ن) ۔
۸- کب اشرفی روپے کی نزدیکِ عاقلاں ہو (آ ، ب ، ن) ۔ کب اشرفی روپے کا نزدیکِ عاقلاں ہو (ف ، مو ، نر) ۔
۱۰- پوچھو پتھر ہے اور پانی (ح) ۔
۱۲- یہ بھی کوئی نشاں ہے (مو ، نر) ۔ جو فیل پر نشان ہو (آ) ۔

ملکوں کی سرزمیں سے حاصل یہی ہو آخر
دو مشتِ خاک جس میں اک مشتِ استخواں ہو[۱۳]

ارض و سما کا ہونا قبضے کے بیچ اپنے
بے دعویٔ خدائی کیونکر مجھے گماں ہو[۱۴]

جو کچھ کہا ہے تو نے یہ مجھ کو سب مبارک
میں اور میرے سر پر میرا نست جاں ہو[۱۵]

دیکھے سے جس کا جلوہ تاکیرہ طبسوں کی
آنکھوں کو اس ہووے حق کے شیں اماں ہو[۱۶]

جو مرتبہ جہاں میں ہے بے نیازیوں کا
سمجھے ہے وہ جو کوئی اس کا مزاج داں ہو[۱۷]

یہ وضعِ لاابالی رکھتا ہے وہ کہ جس کا
اشعار میں غزل کے ممکن نہیں بیاں ہو[۱۸]

مطلعِ ثانی

بلبل کو گاہ سُن کر انعام بوستاں ہو
پھولوں کی بُو سے گاہے گلشن میں سرگراں ہو[۱۹]

لاکھوں دے جس جگہ میں وہ گرگ کو خریدے
یکتا ہو اک نگہ پر یوسف تو واں گراں ہو[۲۰]

۱۳- ملکوں کے سرزمیں سے (ن)۔
۱۶- دیکھے ہے جس کا جلوہ (ن)۔ دیکھے سے جس کی جلوہ (ح، ب)۔ تاکیرہ طیسوں کو (ایچ، ار)۔
۱۷- سمجھے ہے وہ کوئی جو اس کا مزاج داں ہو (ب، ن)۔
۱۸- رکھتا ہے وہ کہ ہرگز (مو، ر)۔
۲۰- گرگ کو خریدیں (آ)۔ یکتا ہو یک نگہ کو یوسف (ب، ن)۔

حسن قدر و مرتبے میں ہے بے دماغی اس کی
پروا و اعتنا کی قدرت کہاں کہ واں ہو[۲۱]

رخصت نہ دیوے خاطر یاں گوشۂ نگہ کو
عالم کا گو کہ اس میں برداد حا ماں ہو[۲۲]

گر معدلت بہ آوے وہ گلشن جہاں میں
آنکھوں میں باغباں کے بلبل کا آشیاں ہو[۲۳]

مشتِ حبابِ جو سے مرغِ ہوا نہ چھوٹے
شبنم کے دانوں میں سے دانے کا گر زیاں ہو[۲۴]

جب ناتواں کی آس کو منظور پرورش ہو
مور اس کے سائے نیچے آوے تو پہلواں ہو[۲۵]

خورشید اس کی جو کا ذرّہ جو ہو مقابل
ہیبت سے دن بہ دن وہ جوں بدر ناتواں ہو[۲۶]

میداں میں جب کھڑا ہو اِستاد سے وہ اپنے
حلقہ بہ گوش اس کے ہرچند واں کہاں ہو[۲۷]

بندہ ہوں لیک اس کے میں پیر کی وفا کا
بیٹھے ہے خاک و خوں میں ، اس سے جدا جہاں ہو[۲۸]

۲۱- جس قدر مرتبہ میں ہو بے دماغی اس کی (ن) - حسن قدر و مرتبے میں ہے بے لیاری اس کی (مو ، بر) - پروار اعتنا کی قدرت (ب) - پروار اعتبا کی قدرت (ن) - یہ شعر نسخۂ ار میں نہیں ہے-

۲۲- خاطر واں گوشۂ نگہ کو (ار) -

۲۳- گر معدلت میں آوے (ار) -

۲۶- خورشید اس کے جو کا (ن) -

۲۷- میداں میں کھڑا ہو اِستاد پر وہ اپنے (ار) -

۲۸- بندہ ہوں ایک اُس کے (ل) - بندہ ہوں لیکن اُس کے (بر) - میں تیر کے وفا کا (ن) - بیٹھے ہے خاک خوں میں (ل) -

جوہر تو کیا بتاؤں سمشیر کا میں اُس کے
حس کی بُرس اسی سے دانا کو امتحاں ہو[۲۹]

کرتا ہوں ذکر حس سے اس کا ، وہ یوں کہے ہے
چپ رہ کسی کے جی کو یوں ہی کہیں اماں ہو[۳۰]

سن کر وہ شخص بولا ہم بھی ملیں گے اُس سے
یا سودِ دل ہو اس میں یا جاں کا زیاں ہو[۳۱]

یہ حرف اُس کے منہ سے نکلا تو سن کے **سودا**
کہنے لگا غلط ہے اے یار یہ کہاں ہو[۳۲]

گہ دل میں ، گاہ جی میں ، گہ چشم میں بسے ہے
ملنا ہو سب ، معیّن اس کا اگر مکاں ہو[۳۳]

ہووے بھی گر معیّن اس کا مکاں تو کس کے
واں چھوٹیے کا ناداں دل کے تئیں گماں ہو[۳۴]

مجلس کے داب سے یہ واں دور ہے کہ وارد
پروانہ بے اجازت نزدیکِ سمع داں ہو[۳۵]

۲۹- جوہر کو کیا بتاؤں (ب) - جوہر کا کیا بتاؤں (ن) - جس کی برش کا اس سے دانا کو امتحاں ہو (ار) - جس کی برش سے اس سے دانا (ن) -
۳۰- چپ رہ کسی کے دل کو (بر) -
۳۱- یا سود ہووے اس میں یا جاں کا زیاں ہو (مو ، بر) -
۳۲- کہنے لگا عدم ہے اے یار (آ) -
۳۳- گہ چشم میں بسی ہے (ن) -
۳۴- اس کا مکاں کس کے (ایح) - واں پہنچنے کا ناداں (مو ، بر ، ن)-
۳۵- مجلس کے داب سے واں یہ دور ہے (آ ، ایح ، ار ، ب ، ی ، ن) -

طاقت ہے یہ کہ باہم حصار ہوں مخاطب ؟
ہر اک کے گو دہن میں حوں عنچہ صد زباں ہو۳۶

ایسا ہوں ایک میں ہی جا کر حصور اس کے
مطلع اگر پڑھوں یہ ، دل اس کا سادماں ہو۳۷

مطلعِ دیگر

صحنِ چمن میں گل گوں گر تیرے رہرِ راں ہو
ہر گل پیادہ ہو کر واں طرقوا کناں ہو۳۸

ٹک چھیڑیے روس پر اس کو تو آب جو تک
جس جس طرف وہ پلٹے ، اس اس طرف رواں ہو۳۹

انداز چھیڑنے کا یہ کچھ ہے ، حو کہا میں
ٹک وہم ڈانٹے کا دل کے حو درمیاں ہو۴۰

اس سرعتوں سے تڑپے تنگی سے اس کے اوپر
عرصہ یہ سس جہت کا دامِ کبوتراں ہو۴۱

کہتا ہے وہ حو دیکھے اس پر سوار تجھ کو
یا رب ہمیشہ جگ میں یہ اسپ و یہ حواں ہو۴۲

۳۶- طاقت یہ کیا کہ باہم (آ) - طاقت کہاں کہ باہم (ف) - حوں غنچہ سو زباں ہے (مو) - حوں عنچہ گو دہن میں ہر اک کے سو زباں ہو (ب ، ن) -
۳۸- گر آتیرے تیر راں ہو (آ) -
۳۹- اب اس طرف وہ پلٹے (ایج) - جس جس طرف تو پلٹے (مو) - جس جس طرف وہ پھیکے اُس اُس (ن) -
۴۰- ٹک وہم ڈانٹے کا (ن) -
۴۱- ان سرعتوں سے تڑپے (بر) -

شان و سکوہ تیرے ہاتھی کے کیا کہوں میں
چرخی بجا ہے اس کی گر چرخ آسماں ہو[۴۳]

ہے سربلند اتنا یہ بھی عجب نہیں ہے
آنکس پہ ماہِ نو کے گر دستِ پیل بان ہو[۴۴]

مستک نہ رنگ اس کے حس طرح جلوہ گر ہے
گو سانجھ لاکھ پھولے یہ لطف در کہاں ہو[۴۵]

دانتوں کے بیچ اس کے ہے حس قدر بھسونڈا
وصفِ صحابت اس کا کیجے تو کیا بیاں ہو[۴٦]

اِس دات سے تو ہتم اُس دات تک جو گزرے
پہنچے نہ ایک دن میں تا سمت نہ درمیاں ہو[۴۷]

ابرِ سیہ ٹپکتا آوے ہے جس طرح سے
مستی مدن حسن اس کے چلنے کا یوں عیاں ہو[۴۸]

اس قد و قامت اوپر یہ حسن ہے کہ اس کے
زنجیرِ پا بجا ہے گر زلفِ مہ وشاں ہو[۴۹]

---

۴۳ ہاتھی کا کیا کہوں میں (اج ، ار ، ب ، ن) ۔ چرخی بجا ہے اس کو گر (ار ، ب) ۔

۴۴۔ یہ تو عجب نہیں ہے (مو) ۔ آنکس نہ ماہ نو کی در دست پیل باں ہو (ار) ۔

۴۵۔ گو سام لاکھ پھولے (مو ، بر) ۔

۴٦۔ دانتوں کے بیچ اس کے وہ حس قدر بھسونڈا (آ) ۔ دانتوں کے بیچ اس کے ہے اس قدر بھسونڈا (ار) ۔ وصفِ دحامت اس کا (ح ، آ ، ار ، بر ، ب) ۔ وصفِ رحامت اس کا (ن ، ب ، ل ، ی) ۔ کیجے تو کب بیاں ہو (ل ، ی) ۔

۴۷۔ اِس دات سے تخیل اس دات (مو) ۔ اُس دات تک جو پہنچے (آ) ۔

۴۹۔ یہ حسن ہے کہ جس کے (آ) ۔ یہ حسن ہے کہ اُس کو (ار) ۔

پایل ، بجھول ، سایر ، کیا کیا کہوں میں حوبی

اصلا کہیں حو اس میں شوحی ہو یا تکاں ہو۵۰

گھاگ ٹک مہاوب چھیڑے نو یوں چلے ہے

عاشق کی وصل کی شب حس طرح سے رواں ہو۵۱

ہاتھی میں یہ چلاوا کب ہے سوائے اس کے

تشبیہ پاب حس سے رفتارِ حوش قداں ہو۵۲

رکھیے حدا حہاں میں اس کو بہت وگرنہ

تشبیہ یہ مسلّم کب نردِ ساعراں ہو۵۳

حس وقب بہاں نر سے کھولے اسے مہاوب

ہمت سے بیری اس کو خطرہ یہ آس زماں ہو۵۴

دیویں گے بخش مجھ کو ناحق کہیں صلے میں

یا رب ! حصور حاؤں نو واں نہ مدح حواں ہو۵۵

اور دیکھیے نو سچ ہے حطرہ یہ اس کے دل کا

کس طرح سے کہو نو اس کو نہ یہ گماں ہو۵۶

۵۰- کیا کیا کہوں میں اُس کی (ب) - شوحی کا کچھ تکاں ہو (ب) - سایر کیا کہوں میں حوبی (ح) -

۵۱- گر ٹک مگر مہاوت (ن) -

۵۲- کب ہو سوائے اس کے (ن) - تشبیہ نام حس سے رفتارِ حوس قداں ہو (ار) -

۵۴- ہمب سے بیری حطرہ یہ اس کو ہر رماں ہو (آ ، ل) - ہمت سے بیری اس کو کیونکر نہ یہ گماں ہو (ایح متبادل ، مو ، ہر) - ہمب سے بیری اس کو حطرہ یہ ہر رماں ہو (ب) - ہمت سے تیرے اس کو حطرہ یہ ہر رماں ہو (ن) -

۵۶- سچ ہے حطرہ یہ اس کے حی میں (ار) - کس طرح سے کہو کچھ اُس کو (ایح) -

ادنٰی جو مرتبہ ہے ہمّت تری کا اس کو
پہنچے نہ وہمِ حاتم حت تک نہ ردداں ہو۵۷
آبِ ہمم سے تیرے گر مشِ گُہر ہر
اک قطرہ جوس مارے تو بحرِ بے کراں ہو۵۸
خورشید دستِ سائل ہو جائے آسماں پر
تیرا علوِ ہمّت جس وقت رر فشاں ہو۵۹
لیکن نہ سمجھیو یہ اس گفتگو سے ہرگز
منظور مجھ کو تیری ہمّت کا امتحاں ہو۶۰
کس واسطے کہ مجھ کو اتنا ہی چاہیے ہے
جامہ ہو ایک تن پر، کھانے کو نیم ناں ہو۶۱
سو تو زیادہ اس سے تیرا کرم ہے مجھ پر
کفرانِ نعمت اوپر قادر نہ یہ زباں ہو۶۲
اتنی ہی آرزو ہے، کچھ عمر ہو جو باقی
مصرف جہاں میں اس کا تیرے قدم کے یاں ہو۶۳
کب جا سکے ہے کوئی دروازے تیرے آ کر
بیٹھے جو تیرے در پر وہ سگِ آستاں ہو۶۴

۵۷- دونا جو مرتبہ ہے (ایج) - ہمت ترے کا اس کو (ن) -
۵۸- ابرِ ہمم سے تیرے (قو، بر) -
۵۹- تیری علوِ ہمت (ن) - یہ شعر نسخۂ ل میں نہیں ہے -
۶۱- جامہ ہو ایک تن میں، کھانے کو (ب، ن) - جامہ ہو ایک تن میں کھانے کو (ار) -

تا مہر و مہ فلک پر یا رب رہے درخشاں
یہ آستانِ دولتِ مسعودِ دو جہاں ہو[65]

(۱۶)

در مدحِ بسنت خاں خواجہ سرا محمد شاہی

تاثیرِ گردشِ آج کواکب کی صبح کو
کہتی تھی ، دوجہاں کی خوبی کے رُو نہ رُو[1]
"دل چاہتا ہے یوں کہ بنا کیجے ایک باغ
وہ کُل زمیں زیرِ فلک کر کے جستجو[2]
فیضِ دمِ مسیح کا ، جس کی ہوا ہو سحر
آب اس جگہ کا آبِ خضر کی ہو آبرو[3]
لاوے نہ اس زمیں کے درختوں کی ایک شاخ
غیر از برِ آمیدِ خلائق ثمر کبھو[4]

۶۵- یا رب رہیں درخشاں (آ ، مو ، بر) ۔
(۱۶) سب نسخوں میں شامل ۔ غالباً ۱۱۶۱ھ سے قبل کی تصنیف ۔ یہ قصیدہ بھی بسنت خاں خواجہ سرا کی مدح میں ہے ، لیکن نسخۂ ف کے مطابق فتح جنگ کی مدح میں ہے ۔
۱- کہتے ہیں دو جہاں کی خوبی ہو روبرو (آ) ۔ کہتے تھے دو جہان کی خوبی کی روبرو (ن) ۔
۲- وہ کل زمیں نہ زیرِ فلک (بر) ۔
۳- فیضِ دمِ مسیح کا جس کے ہوا (ن) ۔ جس کی ہوا ہے سحر (ح) ۔ آبِ خضر کی ہے آبرو (ایچ) ۔ اور اس جگہ کا آبِ خضر کی ہو آبرو (ار) ۔
۴- زمیں کی درختوں (ن) ۔

ہووے ازل سے تا بہ ابد ہر چمن کے بیچ
سرسبز واں کی خاک سے صد تخمِ آرزو[۵]
مانا فراغِ خاطرِ آسودہ سے ہو گل
جمعیتِ دلی سے پڑے غنچہ ہو نہ ہو[۶]
بینائی و مشام کو عیسیٰ کے تقویت
دیوے ہمیشہ واں کے گلستاں کا رنگ و بو[۷]
مرغ اس چمن کے بیچ ہوں ایسے غزل سرا
مطلع یہ حسن کے حق میں سخن کی ہو آبرو[۸]

مطلعِ ثانی

بلبل ہو واں کی ، بلبلِ آملِ سے دو بہ دو
طوطی کرے ہمیشہ فصیحی سے گفتگو[۹]
یوں منعکس صفائے عمارت میں ہو چمن
جو ایک رُو مکاں ہو سو معلوم ہو دو رُو[۱۰]

۶- مانع فراغِ خاطرِ آسودہ (آ) - تا نہ فراغِ خاطرِ آسودہ (ف) - جمعیتِ دلی سے پڑے غنچہ ہو کبھو (آ) -
۷- عیسیٰ کی تقویت (ن) - واں کی گلستاں (ن) - گلستاں کے رنگ بو (ایح) -
۸- سخن کی ہے آبرو (آ ، ایح ، ب ، ل ، ی ، ن) - مطلع یہ حق میں حسن کے سخن کی ہو آبرو (مو) -
۹- بلبلِ آمل کے دوبدو (ار) -
۱۰- صفائے عمارت سے ہو چمن (ف ، مو) - یک رویہ جو مکاں ہو سو معلوم ہو دو رُو (ایح) - جوں ایک رُو مکاں کہ معلوم ہو دو رُو (مو) - جوں یک رہا مکاں ہو سو معلوم ہو دو رُو (ار) - جو ایک رُو مکاں ہو سو (ن) -

آئینہ خانہ اُس میں ہو ایسا کہ ایک بیت
موزوں نہ اِس صفا سے گلستاں میں ہو کبھو[11]

ایسا ہو سطحِ کرسی پہ اُس گھر کے ایک حوض
کوثر ہو آب، شرم سے واں جس کے رو بہ رو[12]

چادر بنے ہو آب کے یوں سنگِ آبشار
چین بر جبیں نقاب بنے جوں رخِ نکو[13]

پاکیزگی سے جاری ہو ایسی ہی ایک نہر
جوئی کا جس کے ذکر نہ کر سکیے بے وضو[14]

جوچی کو ہر چمن کے رواں یوں ہو اُس کا آب
جوں روح دوڑتی ہو رگِ جاں کی سمت کو[15]

تہ کر ہر ایک جو میں جھکولوں سے آب کے
شفّاف یاں بلک رہیں کھا کھا کے شست سو[16]

۱۱- آئینہ خانہ ایسا ہو اُس میں کہ ایک بیت (آ) ۔
۱۲- ایسا ہی سطحِ کرسی پہ اس کے ہو ایک حوض (ایچ) ۔
۱۳- چادر بنے ہے آب کے (ایچ) ۔ آب کے واں سنگ آسار (آ) ۔
۱۴- پاکیز میں سے جاری (آ) ۔ ذکر نہ کر سکیے مو نہ مو (آ) ۔
۱۵- جوصے کو ہر جمن کے (آ) ۔ کوچے کو ہر چمن کے (ایچ) ۔
جوجی کے ہر چمن کے (ار) ۔ جوچے میں ہر چمن کے (مو) ۔
جوجی کو ہر چمن کے (ف ، ل ، بر) ۔ جو بیچ ہر چمن کے (ن) ۔
جوں روح دوڑتی ہے (آ ، ایچ ، ل) ۔ اس شعر کا پہلا لفظ کسی
معتبر نسخے سے حل نہیں ہوتا ۔ نسخۂ ح میں ''جوچی'' ہی لکھا
ہے اور نسخۂ ل میں ''جوجی'' ۔
۱۶- کھا کھا کے سبب و شو (ار ، ب ، ف ، فو ، بر ، ی ، ن) ۔

جلوہ انھوں میں ہو جو رگِ گُل کے عکس کا
آوے نظر وہ خون رگِ یاقوت ہو بہ ہو۱۷
یوں جلوہ گر ہو سرو کا سایہ کہ جس طرح
کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنارِ جو۱۸
موسم چہار فصل کا ایسا بھرا رکھے
کیفیتِ بہار سے نرگس کے غنچے کو۱۹
یوں ہو کٹوری اس میں کہ جوں شمع کے ہاتھ سے
مستی میں چھٹ کے جا رہے ساغر بہ سو۲۰
پی پی شرابِ سرخ جوانانِ سبز فام
واں موسمِ بہار میں آویں جو سیر کو۲۱
باہم گلے میں ڈال کے باہیں بہ رنگِ تاک
مستی میں وہ چلیں کج و واکج ہر ایک سو۲۲
القصہ میں کے جوں نے تاثیر سے کہا
"جو مدعا ہو تاج سے کر اس کی گفتگو"۲۳
بولی کہ مدعا تو یہی ہے کہ تا ابد
اس میں نشست جان بہادر ہو اور تو۲۴

۱۷- جلوہ جو اُن میں ہووے رگِ گل (ایچ) - آوئی نظر وہ خون (آ) - آوے نظر میں خون (مو ، ر) -
۱۸- پڑا ہے کنار جو (مو) -
۱۹- موجا چہار فصل کا (ار) -
۲۰- مستی میں جا کے چھپ رہے ساغر (آ) -
۲۲- باہیں ہر ایک تاک (ایچ) - مستی سے وہ چلیں (آ ، ار ، ر ، ی ، ن) - مستی میں وہ چلے کج و واکج (ایچ) -
۲۴- بولے کہ مدعا تو (ن) - نواب فتح جنگ بہادر ہو اور تو (ایچ متبادل ، ف) -

اِس میکدے میں فیض سے حس کے شکستہ حال

عیر ار خمار و ہوس نہ دیکھا کوئی کبھو۲۵

مطلب کو اس طرح سے وہ پہنچے ہے خلق کے

تاثیر جوں دوا کی پہنچتی ہے درد کو۲٦

کیسے سے گر نکالے تھا حاتم گُہر تو کیا

عالم کے دل کی آس سے نکلتی ہے آرزو-۲

دل مدحِ عائشانہ سے کیونکر کُھلے مبرا

تا اس غزل کو پڑھیے نہ جا آس کے رُو نہ رُو۲۸

غزل

طُرے کی تیرے نکہتِ سنبل میں دے کے بو

بھیجے تھی ہم کو بادِ شمالی کبھو کبھو۲۹

پائی بہت چمن میں ولے اپنی تشنگی

چاہے کہ آبِ رفتہ ہی آوے نہ سوئے جو۳۰

اپنا جوں نہ بادِ بہاری سے ہو برآر

ہم آتشیں مزاج ، وہ سیار تند خو۳۱

۲۵- عیر ار خمار ہوس (مو) -

۲٦- دور کی پہنچتی ہے حلق کو (آ) -

۲۹- پہنچے تھی ہم کو بادِ شمالی (آ ، ار ، ب ، ل ، ن) - بھیجے ہے ہم کو بادِ شمالی (مو ، بر) -

۳۰- وے اپنے تشنے کو (بر) - آب رفتہ ہے آوے سوئے جو (ن) -

۳۱- ہم آتشیں مزاج وہ محبوب تندخو (بر) - ہم آتشی مزاج (ن) -

قطعہ

حس دشت میں ہے ان دنوں **سودا** کی بود و باش
دیکھا جو میں تو ہے وہ عجب اک مقامِ ہُو٣٢
اور اس جگہ وہ یوں نظر آیا کہ کیا کہوں
نے طاقتِ شنود ہی، نے تابِ گفتگو٣٣
گزرا ہے سر سے پاؤں کا اس کے ہر ایک خار
اور پاؤں سے گزر گیا سر کا ہر ایک مُو٣٤
ہم صحبتانِ بزم سے اس کا اگر کوئی
واں جا کے پوچھتا ہے کبھو اس کے حال کو٣٥
مانندِ شیشۂ مئے گل گوں دہن کو کھول
چاہے کہ کچھ کہے تو پہلو کے ہے وہ لہو٣٦
احوال تو یہ کچھ ہے جو میں نے کیا بیاں
اِس میں حواس اس کو جو آ جائے ہیں کبھو٣٧
اُڑتا ہے جو پکھیرو تو کہتا ہے اس سے یہ
جاوے بسبت جاں بہادر کنے جو تُو٣٨

٣٣- نسخۂ ایچ میں متبادل مصرعِ اوّل یوں ہے: ''افتادگانِ دل کا برے کیا کہوں میں حال'' - نے طاقتِ شنود ہے (ن) -
٣٤- گزرے ہے سر سے (بر) - گزرا ہے سر سے پاؤں کے اس کے (ب، ن) - گزر گیا اس کا ہر ایک مُو (ب، ن) -
٣٥- ہم صحبتانِ بزم سے اس کے جو گر کوئی (ایچ) - ہم صحبتان بزم سے اس کے اگر کوئی (ب، بر، ن) -
٣٧- حواس اس کے جو آ جائے ہیں کبھو (ایچ) - جو آ جائے ہے کبھو (ب) - جو آ جائیں ہیں کبھو (ب، مو، ن) -
٣٨- جاوے بسبت جاں بہادر کنے کبھو (ار) - حاضر ہو فتح جنگ بہادر کنے جو تو (ایچ متبادل، ب) -

بعد از سلامِ شوق یہ کہیو ہمارے دوست
کاے بوستانِ دل کی تمنا کے رنگ و بو[۳۹]

پر تو نہیں کہ پہنچیے، وہ پاؤں ہیں مگر
گوڑے رگڑے کی ہے سدا جن کو آرزو[۳۰]

جب سے ترے قدم سے جدا ہو کے رہ گئے
نے دیں کی ہے تلاش، نہ دنیا کی جستجو[۳۱]

مانندِ برگِ خشک کہ ہو نخل سے جدا
کرتے پھریں ہیں دشت میں نالے ہر ایک سو[۳۲]

۳۹۔ بعد از ادائے کورنش اس سے یہ عرض کر (ایچ متبادل، ف)۔ اے بوستان دل کی (ب، ن)۔ تمنا کی رنگ و بو (ن)۔ کاے بوستانِ چشمِ مروت کے رنگ و بو (ایچ، ف، مو)۔
نسخہ جات ایچ، ف میں اس شعر کے بعد یہ تین شعر زائد ہیں جو ن میں نہیں ہیں:

اپنی نظر سے حسن کو زمیں پر گرا دے تو
خوں اشک اُسے زمانہ اٹھاوے نہ پھر کبھو
زاہد کو تیرے در کے لگاوے نہ منہ کوئی
عکس آئنے میں اس کا نہ دیوے پھر اس کو رو
چشمے کا تیرے فیض کے محروم ہو جدھر
بہتا ہو گر اُدھر تو پلٹ جائے آبِ جو

۴۰۔ پر تو نہیں جو پہنچیے واں پاؤں ہیں مگر (ل)۔ پر تو نہیں جو پہنچیے وہ پاؤں (مو)۔ پر تو نہیں کہ پہنچیے واں پاؤں (بر)۔ دو پاؤں ہیں مگر (ن)۔
۴۱۔ جدا ہو کے رہ گیا (ف)۔ نہ دیں کی تلاش، نہ دنیا کی جستجو (مو)۔
۴۲۔ کرتے پھرے ہیں (آ، ب، ل، ن)۔ یہ شعر نسخۂ مو میں نہیں ہے۔

اب آرزو یہی ہے کہ آوے جو بادِ تند
جوں شعلہ آگ اپنے تئیں دے ز پشت و رو[۴۳]
اے دل تو بعدِ ختمِ غزل کر حضور میں
پاکیزگی سے اُس کی طبیعت کی گفتگو[۴۴]

مطلعِ دیگر

ابرِ بہار باغ کو تا دے نہ سست و شو
مقبول تجھ مشام کے ہووے نہ گل کی بو[۴۵]

۴۳- اپنے شیر دیں (ن) - اپنے تئیں دے ر پست رو (آ ، ار) -
نسخہ جات ایچ ، ف ، ب ، نیز ن میں اس شعر کے بعد ذیل کے شعر زائد ہیں :

تقصیرِ عفو کی ہے برے یا مرا گنہ
انصاف یہ نہیں مجھے مجرم نہ سمجھے تو
تیرے کرم نے مجھ کو بد آموز کر دیا
تھی ورنہ معصیت کی کب روسیہ کو خو (کذا)
تیری ہی ذات سے متعلق ہے جرم و عفو
آنکھوں میں دل میں جسم میں ہر جا ہے تو ہی تو
لیکن غلط یہ حرف کیا بندگی میں عرض
کس طرح سے محیط سمندر ہو در سبو
نواب سچ کہوں یہ ہوئی مجھ سے کیوں خطا
مدت سے دل میں تھی تری بخشش کی آرزو

۴۴- اے دل تو بعد خط میں غزل کر حضور میں (آ ، ل ، ی) -
اے دل تو بعد خط کے غزل کر (ایچ) - اے دل تو بعد خط یہ غزل کر (ار) -

۴۵- باغ کو تا دے نہ سست سو (آ ایچ) - باغ کو دے تا نہ سست و سو (ی) - باغ کو تا دے یہ سست و سو (ن) - مشام کا (مو) - مقبول تجھ مشام کو (ایچ ، ن) - ہووے نہ گل کبھو (ار ، مو) -

پاکیزہ طینت اس قدر انساں نہ ہووے خلق
دھو دھو کریں خمیر جو آدم کی خاک کو۴۶

شب رنگ کی ترے کوئی اب کیا ثنا کرے
حسن کا چراغِ خانہ رہیں تا ابد ہو تو۴۷

اس بادشا کے وصف میں مطلع پڑھیں ہم ایک
گر سرسری نہ سمجھے ہماری تو گفتگو۴۸

مطلعِ دیگر

شرمندہ ہو حجاب سے حور اس کے رو نہ رو
جلدی میں وہ طبیعتِ محبوبِ تندخو۴۹

جوہر میں تیری تیغ کے کیا کیا بیاں کروں
کہتے ہیں حسن کو ہے وہ تہوّر کی آبرو۵۰

اکثر ہوا ہے یوں سرِ اعدا کو کاٹ کر
میدانِ کارزار سے تیں لے گیا ہے گو۵۱

۴۷- کوئی کیا کیا ثنا کرے (ن) ۔ تا ابد ہے تو (مو) ۔
۴۹- حجاب میں حور اس کے رو برو (آ ، ایچ ، ار ، ب ، ل ، ف ، مو ، ر ، ی ، ن) ۔
۵۰- تیغ کا کیا کیا بیاں کروں (ایچ) ۔
۵۱- میدانِ کارزار سے تو لے گیا ہے گو (مو) ۔ میدان میں کارزار سے تیرے لیا ہے گو (ن) ۔
نسخۂ ر میں اس شعر کے بعد ایک شعر زائد ہے جو نسخۂ ن میں نہیں ہے :
سیرت یہ کچھ ہے اس میں جو میں نے کی تجھ سے عرض
صورت قضا کے ہاتھ کے ناخن ہے ہو بہ ہو

القصہ جس کسی کا سرِ عافیت کھجائے
آوے ہے زورِ رزم وہی اس کے رو بہ رو[۵۲]

دریا دل اس قدر ہے کہ جگ میں تمام خلق
بحر سخا کی سمجھے ہے تجھ کو ہی آبرو[۵۳]

حرفِ سوال پہنچے ناوے بہ لب تلک
موجِ گہر پہنچتی ہے سائل کے تا گلو[۵۴]

یاں شعر و شاعری سے ادا ہو نہ حقِ مدح
تن پر اگر زباں ہو جائے ہر ایک مو[۵۵]

اس نظم سے غرض نہیں مدح و ثنا ہمیں
ہے تیرے ذکرِ خیر سے اپنی زباں کو خو[۵۶]

سودا کرے ہے ختم دعائیہ پر سخن
لائق تری ثنا کے نہیں ہے یہ گفتگو[۵۷]

تا زیرِ آسماں ہو زمانے میں شام و صبح
اپنی ہے یہ جنابِ الٰہی سے آرزو[۵۸]

روشن ہو تیرے دوست کا ہر شب چراغِ عیش
بدخواہ کے نصیب نہ ہو روزِ خوش کبھو[۵۹]

۵۲- وہی تیرے روبرو (ن) ۔
۵۴- موجِ گہر پہنچتی ہیں (ب ، ن) ۔ پہنچتی ہے سائل کے روبرو (ایچ) ۔
۵۶- ہے تیرے ذکرِ خیر کی اپنی (ن) ۔ ہے ذکرِ خیر تیرے کی اپنی زباں کو خو (آ ، ل ، ب ، ی) ۔
۵۸- زمانے میں صبح و شام (مو ، بر ، ن) ۔

(۱۷)

در مدحِ سیف الدولہ احمد علی خاں بہادر

بُرجِ حمل میں بیٹھ کے خاور کا تاج دار
کھینچے ہے اب خزاں پہ صفِ لشکرِ بہار[۱]
کہتے ہیں یوں زبانیِ پیکِ صبا یہ حکم
پہنچا حضور سے طرفِ باغِ روزگار[۲]
مرکب جو شاخسار کے ہیں آن پہ اب شتاب
پہنچیں سوار ہو کے جوانانِ برگ و بار[۳]
ہیں بخشی و وزیر جو مرّیخ و ماہتاب
ان کو یہ امر ہے کہ امیرانِ نام دار[۴]
سب کھول دو خزائنِ گل اشرفی کے تم
پکڑو قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار[۵]
چہرے لکھا کے شرح، نگہداشت اب کرو
تعداد پوچھتے ہو تو بے حدّ و بے شمار[۶]
کر دو یہ حکم پیرِ فلک کو کہ اے دبیر
ہووے مقرّروں کا تعاقل اگر شعار[۷]

---

(۱۷) سب نسخوں میں شامل۔ غالباً ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء سے قبل کی تصنیف ہے۔ سیف الدولہ احمد علی خاں، محمد شاہ کا ایک درباری امیر تھا۔

۱۔ کھینچے ہے اب خزاں کے اُوپر لشکرِ بہار (ار)۔

۴۔ ان کو یہ امر ہو کہ (ایچ)۔

۶۔ چہرہ لکھا کے (ن)۔ چہرے لکھا کے شرح نگہ داشت اب کرو (آ، ایچ، ار)۔

۷۔ کر دو یہ حکم پیرِ فلک کو (ح، ایچ، مو)۔

اہلِ قلم جو دفترِ محنی گری کے ہیں
ان سے کہیں برائے نقیّد یہ بار بار[8]

گل گونِ لالہ گر کہیں بے داغ رہ گیا
چیریں گے پیٹ ہر متصدّی کا عجہ وار[9]

لینا ہے کام مجھ کو حواناںِ باغ سے
بھر بھر سپر گلوں کے تئیں دو زرِ عیار[10]

ابلاغ حانساماں کو ہووے اس امر کا
تا یہ کہے ملا کے وہ اپنے بھی بس کار[11]

معمول سے زیادہ مقیّد ہوں اب کے سال
جس طرح چاہیے کریں اس فوج کا سنگھار[12]

پس اہل کار لالہ خود رو سے یہ کہیں
رنگیں شتاب مستکِ پیلاںِ کوہسار[13]

دگلے ہزار رنگ کے پہناویں ابر کو
موجِ ہوا تلک ہو زرہ پوش اب کی بار[14]

۸- جو دفتر محنی کنی کے ہیں (ایج) -
۱۰- لینا ہے مجھ کو کام حواناںِ باغ سے (ایج ، ار ، ف) - گلوں کے تئیں دو زرِ بہار (ار) -
۱۱- حانساماں کو ہووے اس امر میں (ف) - ملا کے وہ سب اپنے پیش کار (آ) - تا یہ ملا کے کہہ دو کہ اپنے بھی پیش کار (ایج متبادل) -
۱۲- مقیّد ہوں اب کی سال (ن) -
۱۳- رنگیں شتاب مستکیں پیلاںِ کوہسار (آ ، ار ، ل) - رنگے شتاب (ف) - مستکِ فیلانِ کوہسار (ن) -
۱۴- موجِ نسیم تک ہو زرہ پوش ایک بار (ایج) - پہنا دیں ابر کو (ن) -

تقسیم کر دیں مرقعٔ عجبے میں چلتہیں
دیں دُوپٹے گر رسالۂ کل سو امیدوار[15]

کہہ دیں کہ چار نہر سے کلس کے صحنِ باغ
چار آئینے کو سج کے رہے مستعدِ کار[16]

دارو و گولی پیرِ مغاں میکدے کے بیچ
رکھے نہ اب سوائے کمر کسہ ریہار[17]

صندوقیں بدلے شیشوں کے بھر بھر کے غنچے
آ کر مہتاب صحنِ چمن میں کریں گزار[18]

جتنے ہیں بےقرار جہاں سج ، اب کریں
پیشہ وہ کرنا کے بجانے کا اختیار[19]

باور اگر نہیں تو اسی آن دیکھ لو
پایا ہے امر مطلعِ تیر نے اشتہار[20]

مطلعِ ثانی

ترکش لگا کے ، دینے کو تصحیحۂ بہار
گل گُوں پہ اپنے تُرکِ ہرارا ہوا سوار[21]

۱۵- مرقعٔ عجوں میں چلتہیں (ار ، ب ، ن) - دیں دوپٹے رسالۂ کل (ن) -
۱۶- سج کے رہیں مستعدِ کار ایج ، ب ، (ن) -
۱۷- باروو گولی پیرِ مغاں (ن) - دارو کو لے کے پیر مغاں (ار) - رکھیں نہ اب سوائے کمر کیسہ ریہار (ن) -
۱۹- پیشہ وہ کرنائے بجانے کا (ن) -
۲۰- نہیں تو اسے آن دیکھ لو (ن) - پایا ہے امر مطلع تارہ نے اشتہار (مو ، بر) - پایا ہے امر مطلعِ تر نے یہ اشتہار (ن) -

لازم ہے تجھ کو پی کے شرابِ طرب کا جام
گر مرد ہے تو سیرِ گلستاں کر اب کی بار[۲۲]
یک گل زمیں نہیں کہ جہاں آب پیترے
کرتا نہ ہووے کھینچ کے شمشیرِ آب دار[۲۳]
غصّے سے تک دگر کٹے مرتے ہیں یہ کہ موج
گرداب ڈھال روکے ہے مارے ہے جب کٹار[۲۴]
بن حود ایک دم نہیں رہتا سرِ حباب
ڈالے رہے ہے سر نہ جہلم سنگِ آبسار[۲۵]
اندامِ حوئمار نہ اب عکسِ تاک سے
نکتر سحی ہی دیکھوں ہوں کما لیل و کیا نہار[۲۶]
جادا ہے بستاں کی حو روئیدگی نہ وہم
ہوتا ہے اس نفس کا دل میں وہیں گزار[۲۷]
نکلیں نہیں باندھ باندھ کمر ہو کے مستعد
لے کر پھرہرے نانوں کے سر پر سے نال دار[۲۸]

۲۲- سیر گلستاں کر ایک بار (ایج) ۔
۲۳- جہاں آب اسپرے (ن) ۔
۲۶- نکتر سحی ہی دیکھو گے کیا لیل و کیا نہار (ایج) ۔ نکتر سحا ہی دیکھوں ہوں (ب ، ن) ۔ کما لیل کیا نہار (آ ، ی ، ن) ۔
۲۷- بیستاں کے حو روئیدگی نہ وہم (ن) ۔
۲۸- نکلے ہیں باندھ باندھ (او ، ل ، ر ، ی) ۔ نکلے یہ باندھ باندھ (فو) ۔ نکلے ہے باندھ باندھ (آ) ۔ سر پر بھی نان دار (ار) ۔ سر پر سے نام دار (ن) ۔

رنجک ہی مہر مشق اڑایا کرے ہے برق
گولے ہی ڈھالتا ہے سحابِ تگرگ بار[۲۹]

آوازِ توپ و رہکلہٗ رعد روز و شب
کرتی ہے اُس سپہر سے جا اُس طرف گزار[۳۰]

گر پارچہ بھی ابرِ سیہ کا ہوا میں ہے
کمال کی طرح سے چکھاڑے ہے بار بار[۳۱]

تھا جس قدر کہ سبزۂ خوابیدہ یہ صدا
سن کر زمیں سے چونک اٹھا ہو کے بے قرار[۳۲]

آسودگانِ خوابِ عدم بھی ہیں عنقریب
اٹھ کر کے خاک داں سے کریں حشر آشکار[۳۳]

کرتے ہیں طائرانِ چمن اب یہ زمزمہ
یا رب یہ اب کے سال قیامت ہے یا بہار[۳۴]

طاؤس دام وہ جو ہیں اس فوج کے نقیب
کرتے ہیں یہ صدا کہ جوانانِ لالہ زار[۳۵]

باہم سے دستہ دستہ جدے ہو کھڑے رہو
جلدی سے باندھ کر کمرِ کینہ استوار[۳۶]

۲۹۔ رنجک بھی مہر مشق (آ ، ایچ ، ل ، ی) ۔
۳۰۔ رہکلہ و رعد روز و شب (ن) ۔ کرتا ہے اس سپہر سے (بر) ۔ کرتے ہیں یہ سپہر سے (ن) ۔
۳۲۔ سبزۂ خوابیدہ یہ سدا (ن) ۔
۳۳۔ بھی ہے عنقریب (ن ، ایچ ، ب ، فو ، بر) ۔
۳۴۔ یا رب یہ اب کی سال (ن) ۔
۳۵۔ وہ جو ہے اس فوج کا نقیب (آ) ۔
۳۶۔ جدا ہو کھڑے رہو (فو ، بر) ۔

میدان صاف کرتی ہے جاروبِ بادِ تند
تا وقتِ کار دامنِ گل سے نہ اُلجھے خار[37]

صد برگ و جعفری و گلِ اشرفی نے اب
کیسرے بانے کر کے نہ باہم کیا قرار[38]

سکھ صفِ قشون حران آوے جس گھڑی
ہو کر آتارے کیجیے میداں میں کارزار[39]

استاد ہے جہاں علفِ سبز خاک پر
بانی کی جس طرف کو زمیں پر چلے ہے دھار[40]

بھالا ہے اور برچھی ہے، بانسم ہے اور سیل
خنجر ہے اور سخ ہے، دشنہ ہے اور کٹار[41]

ہر آن میں درانۂ سُنبل کے واسطے
ہے ان دنوں نہ سعر تجلّی کا رو نہ کار[42]

"از سایہ ہائے بیدِ مولّہ بہر طرف
دارد زمیں کمانِ سیہ نور در کنار"[43]

برگِ صبا کھے ہے مرا بیرِ دار گشت
ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر سے پار[44]

۳۷۔ میداں صاف کرتے ہیں (آ) ۔ جاروب تند باد (آ ، ل) ۔ دامن گل سے نہ الجھیں خار (آ ، ایچ ، ار ، ل ، ی) ۔
۳۸۔ کیسرے بانی کر کے (ن) ۔ صد برگ جعفری (ح) ۔
۳۹۔ سر سکھ صف قشون حران (ایچ) ۔ ہو کر اتار کیجیے (ل) ۔
۴۰۔ استاد ہے جدھر علف سبز (ایچ ، ار ، ر ، ی) ۔ استاد ہے جہاں علف سبزہ خاک پر (ل ، فو ، ر) ۔
۴۱۔ تیغ ہے جمدھر ہے اور کٹار (ر) ۔

خالی سمجھ کے ہاتھ کو اپنے ہر ایک دم
مانگے ہے برگِ بید سے خنجر کو ہر چنار۴۵
دامن کو باندھ باندھ ہوئے سرو مُستعد
قمری ہر ایک کہتی ہے یوں نعرے مار مار۴۶
ایسا نہ ہو کہ طعن کریں ہم کو بلبلیں
لڑیو قدم کو گاڑ کے یارانِ طرح دار۴۷
نرگس کو باوجود ہے بیماریِ شدید
اس پر چمن میں آن کے وہ ناتوانِ زار۴۸
للکارتی ہے یوں کہ دو نهتّاں ہو جو کوئی
ٹالے نہ تارے آن کے میرے عصا کا وار۴۹
کمرکھ کے ہر درخت سے یوں سکترے کا نخل
کہتا ہے گرچہ ہاتھ میں شمشیر ترے ہے یار۵۰
لیکن تو دیکھیو کہ جدا وہ گھڑی کرے
کتنوں کے سر میں توڑوں ہوں پتھرے ہی مار مار۵۱

۴۶- باندھ باندھ ہوئے مستعد ہیں سرو (آ، ل) - ہوئے مستعد حو سرو (ایچ ، مو ، بر) - ہوئے مستعد سرو (ب ، ی ، ن) - یوں نعرہ مار مار (ن ، ب ، ف) - قمری ہر اک سے کہتی ہے (مو ، بر)-
۴۷- ہم کو بلبلاں (ن) -
۴۸- تس ہر چمن میں (ن) - آن کے وہ ناتوان و زار (آ ، ایچ ، ل ، مو ، بر ، ی) -
۴۹- للکارتی ہے یہ کہ (ن) -
۵۰- ہاتھ میں شیشہ ہے تیرے یار (ن) -
۵۱- کتنوں کا سر (ن) - میں توڑوں گا (ا ، ب ، ن) - پتھر ہی مار مار (آ ، ایچ ، ب ، مو ، بر ، ن) - یہ شعر نسخۂ ی میں نہیں ہے -

کنوے کے ہر درخت کو عصّے نے ان دنوں
کچھ آگ سی لگا دی ہے کیجو تو اعتبار۵۲

دل میں غرض ہر ایک کے میں کیا بیاں کروں
پایا ہے آتشِ غضب و کیں نے یہ قرار۵۳

نکلیں بجائے دانہ سرر کچھ عجب نہیں
دیجے اگر انار کو ، پنجے میں لے ، فشار۵۴

القصّہ آج پیکِ صبا سے میں صبح دم
پوچھا کہ سن تو کس لیے خاور کا تاجدار۵۵

قتلِ خزاں پہ مستعد اتنا کہ جس لیے
کی جمع فوجِ قاہرہ ایسی کہ بے شمار۵۶

ایسا تو اس سے آج تلک کچھ نہیں ہوا
ہاں امرِ سلطنت کا نرالا ہے اختیار۵۷

یہ سن کے دیکھ دیکھ مرے منہ کو یوں کہا
"سنتا ہے اے عزیز ، تو کافر کہ دیں دار؟۵۸

۵۲- گولوں کے ہر درخت کو (ن) - کچھ آگ سی لگائی ہے (آ ، ایچ ، فو) - کیجو تم اعتبار (ب ، ن) - یہ شعر نسخۂ ی میں نہیں ہے -
۵۳- آتش و غضب و کیں نے یہ قرار (ح) - آتش غضب و کیں نے کیا قرار (ف) -
۵۴- نکلے بجائے دانہ (آ) - پنجے میں بھی فشار (ایچ) -
۵۶- مستعد ایسا کہ جس لیے (ہر ، فو) -
۵۷- آج تلک کچھ ہوا نہیں (ار) -
۵۸- تو کافر یا دیں دار (آ ، ار ، ف ، ب ، ی) -

دینِ نبی میں ہے تو اٹھی باندھ کر کمر
گلدستے کی طرح سے تُو ہو جا شریکِ کار[۵۹]

اب حُرم کو غزاں کے جو پوچھو تو پیشِ حلق
بعد از یزید کے ہے خزاں ہی گناہ گار[۶۰]

ٹک چشمِ منصفی سے تُو اعمال اُس کے دیکھ
کیسے کے ہے وہ گلشنِ دولت سے اب دوچار[۶۱]

نانا کو جس کے پوچھو تو راکبِ بُراق کا
دادا جو دیکھو مشرق و مغرب کا شہ سوار[۶۲]

بدخواہِ دولت ایسے کا ہووے جو کوئی شخص
اُس پر نہ صف کشی کرے خاور کا تاج دار؟[۶۳]

آخر وہ اُس گھرانے کا بندہ ہے زر خرید
پس کیوں نہ وہ کرے جسے اتنا ہو اقتدار[۶۴]

ایسا یہ خانداں ہے کہ نہ پُشت سے فلک
کرتا ہے جس جگہ کی غلامی کا افتخار[۶۵]

رکھے جہاں کے داغِ غلامی حسینِ ماہ
ماہی کے دل میں جس کی اطاعت کا خارخار[۶۶]

۵۹- گلدستے کی طرح سے تو ہو جا (ن) ۔
۶۰- اب جرم کو خزاں کی (ن) ۔ جو پوچھے تو پیش حلق (ن) ۔
۶۱- گلشن دنیا سے اب دوچار (مو ، بر) ۔ کس کے لیے وہ گلشنِ دولت ہے اب دوچار (ن) ۔
۶۳- بدخواہ دولت ایسی کا ہووے (ن) ۔
۶۶- رکھے جہاں کا داغ غلامی (فو ، بر) ۔

اثبات تجھ پہ جرم نہیں اُس کا اب تلک
اپنی تو اعتقاد ہے اتنی گناہ گار[۶۷]

اک بار لعن گر کرے طُوطی یزید پر
بے اختیار ہو کے کرے اُس پہ سو ہزار[۶۸]

لیکن یہ دیکھیو کوئی دن میں بہ ضربِ کفش
گلشن سے اُس کو کھینچ نکالیں ہیں کر کے خوار[۶۹]

سن کر عرض یہ پیکِ صبا سے میں یوں کہا
"ہے کون ٹک بتا تو مجھے وہ بزرگ وار"[۷۰]

کہنے لگا کہ تجھ سے تعجب ہے یہ سخن
اتنا تو ہو کے عاقل و دانا و ہوشیار[۷۱]

یہ رمز اب تلک نہیں سمجھا، ہزار حیف
ہے یہ وہ حسن کے خوانِ کرم کا نُو ریزہ خوار[۷۲]

یعنی وہ سیفِ دولہ بہادر کہ جس کی تیغ
کرتی رہی سدا سرِ اعدا پہ کار زار[۷۳]

جب میں سنا زبانِ صبا سے یہ نامِ پاک
وونہیں پڑھا یہ مطلعِ رنگین و آب دار[۷۴]

۶۷- اپنا تو اعتقاد ہے اتنا گناہ گار (مو، بر)۔
۶۸- یک بار لعن مگر کرے طوطی (ن) - بے اختیار ہو کے کہے (ایچ، مو، بر) - کرے اس پہ صد ہزار (ب، ن)۔
۶۹- کوئی دن کو بضرب کفش (ب، ن) - کھینچ نکالے ہیں (آ، ایچ، ار، ب، ل، بر، ی، ن) - کھینچ نکالیں گے کر کے خوار (ب، مو)۔
۷۳- کرتی رہی سدا (ن)۔

مطلعِ دیگر

دیوے نہ تیرے نام سے گلشن میں گر بہار
پھولوں کو آب و رنگ کا لینا ہو ناگوار۷۵

تیری سخا کی یادِ سوا خاک پر نہال
تھلاوے باغباں تو ثمر دے نہ شاخسار۷۶

ناخن تغیر، غنچوں کی گانٹھیں نہ کھل سکیں
تیری سخا جو بادِ سحر سے نہ ہووے یار۷۷

مثلِ خالہؔ جہاں میں کرم سے مرے ہیں
کوئی شکستہ حال بجز توبہ و خمار۷۸

برسا ترا سحابِ کرم یاں تئیں کہ اب
ہوتا ہے رنگِ آسیِ یاقوت آب دار۷۹

جو کچھ کہا میں اُس کو خوشامد نہ بوجھیو
یاں ارث ہے شجاع و سخی ہونے کا شعار۸۰

دادے ترے کا دستِ کرم کیا بیاں کروں
سائل کو نان و حلوہ کے اونٹوں کی دی قطار۸۱

۷۵- پھولوں کو آب و رنگ ہی لینا (آ) -
۷۶- تیری سخا کے یاد (ن) - بتلا دے باغباں تو (ن) -
۷۷- ناخن تغیر غنچوں کے (ن) - باد سحر کی نہ ہووے یار (ن) -
۸۰- اس کو خوشامد نہ سمجھیو (ایچ ، نو ، ر) - یاں ارث ہے سخی و شجاع ہونے کا شعار (ایچ) -
۸۱- دادا ترے کا (نو ، ر ، ن) - نان و حلوہ اور اونٹوں کی دی قطار (نو ، ر) - نان و حلوے کی اونٹوں کی (ن) -

رکھیو اب آگے مطلعِ تازہ پہ گوشِ جاں
خورشید کی ثنا کوئی سنتا ہے ذرّہ وار[۸۲]

مطلعِ دیگر

موجِ گُہر سپہر سے آودھر کرے گُزار
گر اپنے ابرِ فیض سے اسا کہے"یہ ہار"[۸۳]
اور اس کی پوچھے جو سخاعت یہ سن رکھو
اژدر کے جڑے چیرے کہ جب تھا وہ سیر خوار[۸۴]
یک دم جو اس کی سع کی ترس ز راہِ سہو
دل میں اگر خیال کرے اپنے کوہسار[۸۵]
اجرا جو مجمد ہیں جمادات کے یہ سب
نا جاویں جوں حواسِ جہاں پل میں انتشار[۸۶]
حس ہووے پر کہ تیرِ قضا کارگر نہ ہو
خاکی کو اپنی اس میں سے چھوڑے ہے وہ دوسار[۸۷]

۸۲- ثنا کوئی کرتا ہے درہ وار (مو ، ر ، ن) ۔
۸۳- اتنا کہے نیار (ن) ۔
۸۴- اور اس کی پوچھے ہو سخاعت (آ ، ایچ ، ار ، ب ، ل ، مو ، ر ، ی) ۔ اور اس کے پوچھتے ہو شجاعت (ن) ۔ اژدر کے چیرے جڑے (مو ، ر) ۔ اژدر کی چیرے جڑے کہ جب تھا یہ شیرخوار (ن) ۔
۸۶- اجزاء مجمد ہیں جمادات کے (ن) ۔ جوں حواس جہاں پل میں انتشار (آ ، ایچ ، ار ، ب ، ل ، ر ، ی ، ن) ۔
۸۷- خاکے کو اپنے اس میں سے (ن) ۔

تیرے بھی تیر و تیغ کی ہیبت ہے یاں تلک
تا وحش و طیر نے کی سلح ہوئی اختیار[۸۸]

دراج کون سا ہے کہ پھرے نہیں زرہ
ہر ایک کرگدن کے بدن پر سپر ہیں چار[۸۹]

ارجن کبھے کہاں کو تری دیکھ ، بھیم سے
اپنے تئیں تو کھینچنا اس کا ہے سخت کار[۹۰]

جس سمت رخ کریں گے تو میداں ہے وسیع
گر زندگی عزیز ہے بھتّا تو کر فرار[۹۱]

روئیں تن اس کے آگے پس و پیس ہوں کھڑے
لے شرق تا بہ غرب اگر باندھ کر قطار[۹۲]

سوفار تیر تولے کہ سینے پہ اگلے کے
پیکاں کو رکھ کے جاؤں میں پچھلے کی پشت پار[۹۳]

دل پر مرے یقیں ہے کہ میداں میں جس گھڑی
للکارے تو یلوں کے تئیں کھینچ کر کٹار[۹۴]

گودر کرے اس آن میں رستم کا گاؤسر
نت الحلا کو یاد کرے سام بار بار[۹۵]

۸۸- تیری ہی تیغ و تیر کی ہیبت (ب) - تیری ہی تیغ و تیر کی دہشت ہے (ن) - تیرے ہی تیر و تیغ کی ہیبت (بر) - ہیبت سے یاں تلک (آ ، ایچ ، ف ، ی) - تا وحش طیر نے کی (ن) -
۸۹- دراج کونسا ہے نہیں پہنے جو زرہ (فو ، بر) - پہنے نہیں درہ (ن) -
۹۰- اپنے تئیں تو کھینچتا ہے اس کا سخت کار (ن) -
۹۳- سوفار تیر تولی کہ سینہ پہ اگلی سے (ن) -
۹۴- دل میں مرے یقیں ہے (ن) -

مر مٹیے کا جو بہمن و برزو وغا کے روز
ہو جائیں تیرے سامنے آپس میں کر قرار[۹۶]
پتلا زیادہ بانی سے ہو کر ترے حضور
ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار[۹۷]

قطعہ

ہو جسم سے علٰحدہ ، پاوے سرِ عدو
نیرے برے نہ گر حسِ رزم میں قرار[۹۸]
قمری ہر ایک بول اٹھے یوں کہ اب کے سال
لایا ہے کس کے یُمنِ قدم سے یہ سرو بار[۹۹]
یوں ہر عدو کے سینے کو آس میں پروئے تو
جوں سیخ میں کباب کے تکّوں کو بادہ خوار[۱۰۰]
وصفِ سپر تو کیا کروں جس کا ہر ایک پھول
ہو جاوے روزِ رزم عدو کے گلے کا ہار[۱۰۱]

۹۷- پتلا ہر ایک بانی سے (بر) ۔
۹۸- ہو تن سے ہی علٰحدہ (ایج) ۔ علٰحدہ پاوے سرسہ (ن) ۔ نیرے
نہ تیرے گر (ن) ۔
۹۹- بول اٹھی یوں کہ اب کی سال (ن) ۔
۱۰۰- سینے میں اس کو پرووے تو (ن) ۔
۱۰۱- کیا کروں جس میں ہر ایک پھول (آ) ۔ کیا کروں اس کا ہر
ایک پھول (ب ، ن) ۔

قطعہ

گلگوں کے تیرے وصف میں کیا کیا بیاں کروں
گرد اس کے کھینچیے حسب گل رنگِ حنا حصار[۱۰۲]
اس حصر میں کرے ہے وہ اس طرح شوخیاں
تڑپے ہے جوں نسیم چمن میں ہو بے قرار[۱۰۳]
رانوں میں یہ سک جو پھرے سطحِ آب پر
ٹوٹے حباب سُم تلے آ کر نہ زینہار[۱۰۴]

قطعہ

مشرق کی سرزمیں سے مغرب کی سمت کو
اس برق وش کو پھینک دے گر ہوکے تو سُوار[۱۰۵]
اس عرصے میں بھر آئے کہ شاید نہ ٹھہرے پائیں
گر پھینکتے میں نعل سے اس کے جھڑیں شرار[۱۰۶]

قطعہ

پر میں ہوں پیتروں کا عدو کے ترے غلام
میداں کے روز تجھ سے جو ہو جائے وہ دوچار[۱۰۷]

۱۰۲- گل گوں کا تیرے وصف (آ ، ایچ ، ل) ۔ گلگوں ترے کی وصف (او ، ب) ۔ گلگوں ترے کی وصف (ن) ۔

۱۰۳- کرے ہے وہ اس رنگ شوخیاں (آ) ۔ ٹھہرے نہ جوں نسیم (ایچ) ۔

۱۰۶- شاید نہ ٹھہرے پائے (ن) ۔ گر پھینکے میں نعل سے اس کی جھڑے شرار (ن) ۔

۱۰۷- پر ہوں میں پیتروں کا (ب ، ن) ۔ پر میں ہوں پتریوں کا (بر) ۔ میداں میں روز جنگ جو تجھ سے ہوئے دوچار (اں) ۔

ڈہئے ایسے تو اس پہ تو حاتا وہ یوں رہے
اُڑ حائے بادِ تند کے آگے سے جوں غبار[۱۰۸]

رتبے کو تیری حاہ کے میں کیا بیاں کروں
حس کے نئیں نہ وہمِ ملک کر سکے حصار[۱۰۹]

ہوتا نہ رنگِ اطلسِ گردوں جو ماہمی
خیمے کے آستر کو ترے تھا یہ حامہ وار[۱۱۰]

شہتیرِ کہکشاں کے نئیں بھی ترائے چوب
دو کرتے چیر کر تو نہ بنتی وہ استوار[۱۱۱]

تھے مہر و مہ بھی حوب ہی کچھ بادریشے کو
پر مندرس ہیں برسوں کے ایسے کہ بے شمار[۱۱۲]

لے کر مگر حطوطِ شعاعی کو اس میں سے
بٹوائیے طنابیں سو کتنا یہ پود و تار[۱۱۳]

سرکارِ عالمِ فلکی میں تو کچھ نہیں
سحوں کے واسطے ہے زمیں پر یہ کوہسار[۱۱۴]

۱۰۸- اس پہ نو حاتا رہے وہ یوں (آ) ۔
۱۰۹- رتبے کی تیرے حاہ کی میں (ن) ۔ حیمے کو تیری حاہ کے (بر) ۔
۱۱۰- رنگ اطلس گردوں یہ ماہمی (آ) ۔ حیمے کے استروں کو ترے (ب ، ن) ۔ تھا وہ حامہ وار (آ) ۔
۱۱۲- کچھ بادریسہ کو (ں) ۔ تھے مہر و مہ بھی حوب سے کچھ باد ریشوں کو (فو ، بر) ۔
۱۱۳- بٹوائیے طنابیں تو کتنا (آ) ۔
۱۱۴- واسطے ہیں رمیں پر (ار ، ب ، فو ، بر ، ن) ۔

قالی کا اس کے فرش کے اتنا ہے عرض و طول
صد فصلِ گل نہ ہو سکے حس کے نمونہ وارِ[۱۱۵]
جتنا ہے سطحِ روئے زمیں اس پہ گر آیے
حس فصل میں بچھاؤ تو ہے موسمِ بہار[۱۱۶]
حس آن تو قدم رکھے اس پر برائے جشن
کھل جائے دیکھتے ہی تجھے چشمِ روزگار[۱۱۷]
اور ہووے گا بھی یوں ہی تو خاطر کو جمع رکھ
صدقے سے پنجتن کے بہ تائیدِ کردگار[۱۱۸]
سودا کرے ہے عرض کہ تیرے حرانے سے
بھر بھر سپر ہی لیا ہے مجھ کو زرِ عیار[۱۱۹]
بالفعل اس قصیدے کا مانگے ہے یہ صلہ
اس کے تئیں خطاب دے "زرِ رشتۂ بہار" [۱۲۰]
کیسے میں دوستوں کے بھرے سکلِ ماہ و مہر
ہو سیم و زر ہر آن میں، کیا لیل و کیا نہار[۱۲۱]
ہاتھی کے ساتھ ساتھ یہ کہتا چلے عدو
مفلس ہوں، کچھ دلا مجھے نوابِ نام دار[۱۲۲]

۱۱۵- فرش کا اتنا ہے (آ، ایچ، مو، ن) - عرض طول (ن) - صد فصل گل نہ ہو سکیں (ب، ن) - حس کے نمونہ دار (ن) - حس کا نمونہ دار (ار) -

۱۱۶- جتنے ہیں سطح روئے زمیں (ایچ) - حسا ہے صفحہ روئے زمیں (آ) - بچھاؤ تو ہو موسم بہار (مو، بر) -

۱۲۰- خطاب ہو زرمیہ بہار (ن) -

۱۲۱- کیا لیل کیا نہار (آ، ب، ی، ن) -

۱۲۲- مجھے نوابِ نام دار (ن) -

(۱۸)

در مدحِ سیف الدولہ احمد علی خاں بہادر

مفحوش کا ہو دل تو رہے دہر سے تنگ
باور نہیں تو دیکھ کہ نالاں سدا ہے رنگ[1]

فرزند کی رکھے نہ یہ دل میں پدر کے مہر
ہے درپۓ شکست سدا آئنے کے سنگ[2]

کردے نسانِ سیشۂ ساعت عجب نہیں
اک پل میں تل کی ماٹی کو اوپر حو یہ کڈھنگ[3]

آمادہ مہر و کیں پہ سدا اس کے دل کی لہر
ہے مستعدِ لطف و غصب اس کی ہر ترنگ[4]

قطرے سے کرتے دانۂ گوہر اسے ہے دیر ؟
یا برق کو ہی لھجتے حرمں پہ کچھ درنگ ؟[5]

ٹک دیکھ چشمِ دل سے تو اس کی یہ کروٹیں
ہر اک میں سکلِ بوقلموں ہے ہزار رنگ[6]

---

(۱۸) سب نسخوں میں شامل مر ار ۔ غالباً ۱۱۶۷ھ سے قبل کی تصنیف ۔
۲- فررند کی رکھے ہے نہ دل میں (ایح) ۔ فرزند کی رہی نہیں دل میں (بر) ۔ پدر کی مہر (ن) ۔
۳- اوپر جو ہہ کوڈھنگ (ن) ۔
۴- آمادہ مہر کیں پہ (ں) ۔
۵- یا برق کو ہی پہجے ہے حرمں پہ کچھ درنگ (ن) ۔
۶- اس کے یہ کروٹیں (ن) ۔

شاکی تو ہوں زمانے سے ہرچند پر مجھے
اہلِ جہاں کے بخل و حسد نے کیا ہے تنگ[7]

سمجھیں آپ نگینِ سلیماں یہ تنگ چشم
دیکھیں کسی کا ہاتھ گر آپس میں زیرِ سنگ[8]

ایسا حسد ہے عاشق و معشوق میں کہ نور
مہ کو نہ ہو چراغ کے تو حل مرے تنگ[9]

مہر و وفا کو دل سے ہے ان کے ہمیشہ عار
نت چشم سے آنکھوں کے مروت رکھے ہے ننگ[10]

احساں کوئی کسو سے جہاں میں تمام عمر
دیکھے کبھو نہ خواب میں جوں مخملِ فرنگ[11]

معدوم دست‌گیری کا شیوہ ہے اس قدر
نزدیک ہے نہ ہاتھ کو پکڑے حنا کا رنگ[12]

ہوتا نہ ایسے نا خلفوں میں جو اک خلف
مر جاتی غم سے مادرِ ایّام کھا سرنگ[13]

یعنی وہ سیف دولہ بہادر کہ جس سوا
پاوے کوئی نہ لطف و کرم کا کسی میں ڈھنگ[14]

۷- اہلِ جفا کے بغض و حسد (ایچ متبادل) -
۸- دیکھے کسی کا ہاتھ (ن) -
۱۰- مہر و وفا سے دل کو ہے ان کے (ن) -
۱۱- احساں کوئی کسی سے (آ ، ایچ ، ب ، ل ، بر ، ی) - احساں کوئی کسی کا (ن) - دیکھا کبھو نہ خواب میں (ن) -
۱۳- کھا جاتی زہر مادرِ ایام آ کے تنگ (ایچ متبادل ، ب ، ن) -

ہمّت کے عظم و شان کو حس کے دُرِ یتیم
تعدادِ موجِ بحر دلک بخشنا ہے ننگ[۱۵]

نوّاب مدحِ حاصر و عائب تری اگر
بولے نہ حو رباں ، ہے وہ گویا دہن میں سنگ[۱۶]

بیصے سے اُس کی نسل کے ، نکلا کرے ہُما
تجھ مزرعِ کرم سے چُپے داس گر کُلنگ[۱۷]

جس دشت کی طرف ہو تری اِک نگاہِ مہر
اے بوستانِ چشمِ مروّت کے آب و رنگ[۱۸]

پائے عزالہ دام میں واں بند ہو اگر
ناحن سے اپنے کھول دے حا کر گرہ پلنگ[۱۹]

حکمِ صلاح سے درے ، اے صالحِ زماں
عرصہ اب اِس قدر مہیّات پر ہے تنگ[۲۰]

ہے کشمکس سراب کو ، حب کیحیے نظر
حس وقت دیکھیے تو ہے حُمکوں کے بیچ جنگ[۲۱]

۱۵- ہمت کے عظم و شاں کے (ح) - ہمت کی عزم و شان کی (ب) -
ہمت کی عظم و شان کو (ن) -
۱۶- نو اب مدح عائب و حاصر (ن) - عائب اگر تری (ایح ، ن) -
نواب مدح حاصر و عائب تری اگر (ب) - بولے نہ حو زبان ہے
گویا (ایح) - بولے نہ حو رباں ہی وہ گویا (ن) -
۱۷- بیصے سے اس کے نسل کے (ن) - تجھ زرۂ کرم سے چُپے (ایح
متبادل) -
۱۹- پائے عزال دام میں (ایح) -
۲۱- ہے کشمکش شراب پہ (ایح ، ل ، مو ، ی) -

قطعہ

سینکڑ میں کیا بیاں کروں تیری کماں کا زور
سینہ عدو کا توڑ کے جس کا کبھو حدنگ[۲۲]

بیٹھے زمین پر تو پھر اس کو نہ پائیے
گر سو کروڑ کوس تلک کھودیے سرنگ[۲۳]

قطعہ

خلق کا نر و بحر کے، پست سے ہو یہ حال
شمشیر گر علم کرے اپنی تو روزِ جنگ[۲۴]

مانگے پناہ پستے سے اس آن پیلِ مست
بہہ جائے آب ہو کے وہیں زہرۂ نہنگ[۲۵]

رہنے نہ دے صفائے برش اس کی ضرب کی
باقی کسو ہی طرح سے ضارب کے دل میں رنگ[۲۶]

گر پشتِ آسماں پہ وہ آوے تو پھر حکیم
ہو خرق و التیامِ فلک دیکھ کر کے دنگ[۲۷]

۲۲- توڑ کے نکلے ہے جب حدنگ (ن) -
۲۳- بیٹھے زمیں پر تو اسے پھر نہ پائیے (ن) -
۲۴- علم کرے اپنی نہ زور جنگ (ایج ، بر) - بر و بحر کی (ن) -
۲۵- فیل مست (ن) -
۲۶- صفائے برش اس کی ضرب سے (ایج) - صفائے برش اس کی تیغ کی (ب ، ن) -
۲۷- وہ آئے تو پھرحکم (ب ، ن) - ہو خرق و التیام جہاں دیکھ کرکے دنگ (ایج) -

ہے دل کو یہ یقیں کہ ہنگامِ کارزار
روئیں تنوں کی صف پہ اگر ڈانٹ کر تُرنگ[۲۸]
مارے تو حس کے خود پہ اُس کو تو کیا عجب
ٹھہرے نہ واسِ زیں میں اور کاٹ کر کے تنگ[۲۹]
لیتی ہوئی زمیں کو تحت الثریٰ تلک
چھوڑے نہ تا تحہ حو مسہ پہ چڑھے کوہ حواہ سنگ[۳۰]
تصویر کھینچیے کے تئیں رخش کے ترے
دل میں ہو آوے گر کسی نقّاش کے اُمنگ[۳۱]
گزرے تمام عُمر اِسی سوچ میں آسے
سرہ سمند نور بناؤں میں یا سُرنگ[۳۲]
آخر قلم کو ہاتھ سے رکھ دے کے یہ کہے
کس سے بجز خُدا بندھے صورت ہوا کا رنگ[۳۳]
افواجِ قاہرہ کا ترے کیا بیاں کروں
لرزے صدائے پاسنہ سے حس کے روم و رنگ[۳۴]

۲۸- ڈانٹ کر سرنگ (آ) ۔
۲۹- حود پر اس کو تو کیا عجب (ن) ۔
۳۱- تصویر کھینچیے کی تئیں (ن) ۔ نقاش کی امنگ (ن) ۔
۳۲- گزری تمام عمر (ن) ۔ سرہ سمند و نوز بناؤں (ب ، ل ، مو ، تر) ۔ سرہ سمند نور بناؤں (ن) ۔
۳۳- آخر قلم کو ہاتھ سے رکھ کر کہے وہ یوں (مو) ۔ ہاتھ سے رکھ دے کے یوں کہے (آ ، ل ، ی) ۔
۳۴- لرزے صدائے پاشنہ سے حن کے (تر) ۔

شادی کے نُقل سمجھے ہے جن کی دلاوری
ہنگامِ کارزار سدا گولہ و تفنگ ۳۵

اِتنے وہ جاں نثار ہیں تیرے کہ مجھ طرف
آسب کیا مجال، کرسے منہ جو زورِ جنگ ۳۶

ہو جائے کوٹ گرد برے گر یہ بیٹھ جائیں
صف باندھ کر کھڑے ہوں تو ہے قلعے کی النگ ۳۷

اِتنا ہر ایک میں ہے تری پرورش سے زور
لپکے کسی پہ اُن میں اگر نر یا پلنگ ۳۸

ہو جائے ایک مشت سے اُس کے زمیں پہ فرس
جُوں سیرِ قالی پھر نہ رہے طاقتِ شلنگ ۳۹

پس جو کوئی کہ تجھ سا ہو اُس کی ثنا و مدح
چاہوں کہ میں تمام کروں، ہے یہ مجھ میں ڈھنگ؟ ۴۰

۳۵- شادی کی نقل سمجھے ہیں (ب، ن) - سدا گولہ و تفنگ (آ، ایح، ب، ل، ی) - سدا گوسہ و تفنگ (ن) -
۳۷- گروہ بیٹھ جائے (ن) - صف باندھ کر کھڑیں ہوں (ب) - تو ہے حلقۂ الںگ (آ) - تو ہے قلعہ کے الںگ (ن) - گروہ بیٹھ جائیں (آ، ایح، ف، ی، ب، ل، بر، مو) -
۳۸- تیری پرورش کا زور (ب، بر) - ترے پرورش کا زور (ن) - ان میں اگر شیر یا پلنگ (ایح) - لپکے کسی پر ان میں اگر (ن) -
۳۹- پھر نہ رہے طاقت پلنگ (آ، ل) -
۴۰- پس جو کوئی کہ ایسا ہو (ایح متبادل) - ہے یہ مجھ کو ڈھنگ (ایح) - تمام کروں مجھ میں ہیں یہ ڈھنگ (ب) - تمام کروں مجھ میں ہے یہ ڈھنگ (ن) - چاہوں کہ میں تمام ہو، یہ مجھ میں کب ہے ڈھنگ (بر) -

اوراقِ آسماں پہ کبھو لکھیے تیرے وصف
ہے دل کو یہ یقیں کہ ہو لفظوں کو جائے تنگ[۳۱]
لیکن قسم ہے خاکِ قدم کی ترے اگر
اِس گفتگو سے دل میں ہو سودا کے یہ اُمنگ[۳۲]
دینارِ سرخ لیجیے یا درہمِ سفید
یا خلعت و جواہر و یا فیل یا تُرنگ[۳۳]
شائستہ ہے تو اتنا ہی اِس کے کہ کام میں
کہیے یہ یوں تجھے تو ہو شہدِ زباں شرنگ[۳۴]
شہہار بخت کے ترے اپنے تئیں سدا
دیکھے ہمائے اوجِ سعادت میانِ چنگ[۳۵]

(۱۹)

در مدحِ سیف الدولہ احمد علی خاں بہادر

ہے سخن سنج اِک جوانِ متیں
فخرِ صائب، جو وہ کرے تحسیں[۱]

۳۱- لفظوں کی جائے تنگ (ایچ ، ف ، ب ، فو ، ن) ۔ دل کو یقیں ہے کہ ہو نقطوں کو جائے تنگ (بر) ۔

۳۲- سودا کے کچھ امنگ (آ) ۔ دل میں ہے سودا کی یہ امنگ (ب ، ن) ۔

۳۳- فیل یا سرنگ (آ) ۔

۳۴- شائستہ ہے تو اس کے ہر اسا کہ کام میں (آ) ۔ شائستہ ہے تو اس کے ہی اتنا کہ کام میں (ل ، بر ، ی) ۔ شائستہ ہے تو اتنا ہی اس کا کہ کام میں (ب) ۔ شائستہ ہے تو اتنا ہی تجھ سے کہ کام میں (فو) ۔ شائستہ ہے تو اتنا ہے اس کا کہ کام میں (ن) ۔

۳۵- شہہار بخت کا ترے (بر) ۔ میاں جنگ (ن) ۔

(۱۹) سب نسخوں میں شامل ۔ غالباً ۱۱۶۷ھ سے قبل کی تصنیف ۔

رات جا کر میں اُس کی خدمت میں

اُسے دیکھا تو تھا بہت غمگیں[2]

میں جو پوچھا سبب، کہا مت پوچھ

خبث کرنا کسی کا خوب نہیں[3]

نہ کچھ اُس سے حصول دنیا کا

نہ کچھ اُس سے بر آوے مطلبِ دیں[4]

لیکن اے یار تجھ سے کہتا ہوں

مل کے گو مجھ پہ سب کریں نفریں[5]

داغ ہوں اُن سے اب زمانے میں

شعراؤں میں ہیں جو صدر نشیں[6]

یعنی سودا و میر و قائم و درد

لے ہدایت سے تا کلیم و یقیں[7]

۲- جوں گیا رات اس کی خدمت میں (ایچ) ۔ جا کے میں رات اس کی خدمت میں (بر) ۔ اس کو دیکھا تو تھا نپٹ غمگیں (بر) ۔

۳- میں جو پوچھا، کہا سبب مت پوچھ (مو) ۔ عیب کرنا کسی کا (آ، فو) ۔ خبث کرنا کسو کا (ب، ن) ۔

۴- نہ بر آوے کچھ اس سے مطلبِ دیں (فو) ۔

۵- مل کے گو تم پہ سب (ن) ۔

۶- داغ (ہوں) اس سے اب زمانے میں (آ) ۔ بزم شعرا کے ہیں جو صدر نشیں (آ، ایچ، ب، ل، فو، بر، ی، ن) ۔ شاعروں میں ہیں جو کہ صدر نشیں (ب) ۔

۷- لے ہدایت سے تا کلیم و حزیں (ب، ن) ۔

کیا غرور و دماغ و کیا نخوت
کون سا کبر ہے جو اُن میں نہیں[۸]

مثلِ شیرازۂ کتاب اللہ
سمجھے ہر ایک اپنی چینِ جبیں[۹]

تنگ حالیں ہو بزم کا اُن کے
بوعلی ہو صفِ نعال نشیں[۱۰]

بعد صد منّت و سماجت کے
جاویں گر یہ مشاعرے میں کہیں[۱۱]

میرِ مجلس کی تاب و طاقت کیا
کرے تکلیفِ شعر اُن کے تئیں[۱۲]

شعر اپنا پڑھے جو اُن کے حضور
کر کے سرگوشی یک دگر وو ہیں[۱۳]

ایک کہتا ہے یہ تو نادر ہے
دوسرا بولے اُف ری تمکیں[۱۴]

۸- دماغ کیا نخوت (آ ، ایچ ، ن) - کون سا کبر ہے کہ اُن میں نہیں (آ ، ار ، ی) - کون سا کبر ہے کہ اس میں نہیں (ل) -

۹- سمجھے ہر رنگ اپنی چینِ جبیں (آ) - سمجھیں ہر ایک اپنی چیں جبیں (بر) -

۱۰- تنگ جائے جو بزم (ایچ ، ار ، ی) -

۱۱- جاویں بھی گر مشاعرے میں کہیں (بر) -

۱۲- شعر اپنا پڑھیں جو ان کے حضور (ن) -

۱۴- ایک کہتا ہے یہ تو اوّد ہے (آ ، ار ، س ، ف ، فو ، بر ، ن) - بولے اف بڑی تمکیں (ار) - بولے اوف ری تمکیں (س ، ن) - اف رہے تمکیں (فو ، بر) -

حلق کو انتظار کش کر کے

یک دو مصرعے پڑھیں جو آپ کہیں[۱۵]

درد کس کس طرح ملاتے ہیں

کر کے آوار مصحی و حزیں[۱۶]

اور جو احمق ان کے سامع ہیں

دم بہ دم آں کو یوں کریں تحسیں[۱۷]

جیسے "سبحان من یراہ" پر

لڑکے مکتب کے کہتے ہیں آمیں[۱۸]

کوئی جو پوچھتا ہو عالم میں

فخر کس چیز کا ہے ان کے تئیں[۱۹]

شعر و تقطیع آں کے دیواں کی

جمع ہووے تو جیسے نقش نگیں[۲۰]

۱۵- پڑھیں تو آپ کہیں (ایچ)۔
۱۶- نسخہ آ میں اس شعر کا دوسرا مصرع نہیں ہے بلکہ پہلا مصرع شعر نمبر ۱۷ کے دوسرے مصرعے سے مربوط ہے۔
۱۷- اور جو احمق بھی ان کے سامع ہیں (ار)۔ اور احمق جو اُن کے سامع ہیں (مو)۔ دم بدم ان کو سب کریں تحسیں (آ)۔ دم بدم آں پہ یوں کریں تحسیں (ی)۔ نسخہ آ میں اس شعر کا پہلا مصرع نہیں ہے بلکہ دوسرا مصرع شعر نمبر ۱۶ کے پہلے مصرعے سے مربوط ہے۔
۱۸- لڑکے مکتب میں کہتے (ار)۔
۱۹- کوئی جو پوچھتا ہے عالم میں (ب، مو، ن)۔
۲۰- جیسے نقش و نگیں (آ، مو)۔

اُس میں بھی دیکھیے تو آخرِ کار
یا توارد ہوا ہے یا تضمیں[۲۱]

اتنی کچھ شاعری پہ کرتے ہیں
میح در کُونِ آسان و زمیں[۲۲]

غرض اس خبث کے تئیں سن کر
ہو کے بے اختیار میں ووہیں[۲۳]

کہا **سودا** کو اِن بزرگوں میں
مت گیو اُس کا ہے یہ کب آئیں[۲۴]

اور جو ہووے بھی تو لائق ہے
فخر کرنا پھبے ہے اُس کے تئیں[۲۵]

ہے وہ مدّاح ایک ایسے کا
مسندِ جاہ جس کی عرش قریں[۲۶]

یعنی نوّاب سیف دولہ سدا
جس کی شمشیر و فرقِ دشمنِ دیں[۲۷]

۲۱- اس میں پھر دیکھیے (بر) -
۲۳- غرض اس بحث کے تئیں سن کر (بر) - ہو کے بے احتیار میں بے وہیں (ار) - ہو کے بے احتیار بولے وہیں (ب ، ن) -
۲۴- کہا سودا کو ان بزرگوں نے (ن) - مت گنوا اس کا کب ہے یہ آئیں (آ) -
۲۵- اور جو ہووے بھی تو بر جا ہے (ایچ متبادل) فخر کرنا بجا ہے اُس کے تئیں (ار) -
۲۶- مسند و جاہ جس کی (آ) - جس کی عرش بریں (بر) -
۲۷- جس کی شمشیر فرقِ دشمن دیں (آ ، ایچ ، ل) -

رفعتِ دستِ جُود سے جس کے

دامنِ خلق کا ہے یہ آئیں[۲۸]

بحصۂ آفتاب سے جس طرح

بہرہ ور ہو ہمیشہ پہنِ زمیں[۲۹]

گلشنِ دہر میں چہار طرف

ایک مفلس جو ڈھونڈیے تو نہیں[۳۰]

غنچے کی بھی گرہ میں بندھوایا

اُس کی بخشش نے مشتِ زر کے تئیں[۳۱]

ہو ٹک اے خامہ باریابِ حضور

مدحِ غائب سے کس کو ہے تسکیں[۳۲]

اس چمن میں غرض نرا محتاج

ہے سونگر سے لے کے تا مسکیں[۳۳]

لالہ ساں گر ہے پیالہ میرے ہاتھ

کفِ نرگس پہ کاسۂ زرّیں[۳۴]

۲۸- رفعت جود دست سے جس کے (ب ، ن) ۔

۲۹- بہرہ ور ہے ہمیشہ (ار ، بر) ۔ ہمیشہ روئے زمیں (ب ، بر ، ن) ۔

۳۱- غنچے کی گرہ میں بھی بندھوایا (ایچ) ۔ غنچے کی بھی گرہ میں بند کیا (ب ، ن) ۔ یہ شعر نسخۂ ل میں نہیں ہے ۔

۳۲- کس کو ہو تسکیں (ایچ ، ب ، ل ، ن) ۔ مدحِ غائب سے ہے کسے تسکیں (ار ، بر) ۔

۳۴- لالہ ساں گر ہو پیالہ میرے ہاتھ (آ ، ل ، ی) ۔ لالہ ساں ہے پیالہ میرے ہاتھ (ار ، بر) ۔ کفِ نرگس پہ کاسۂ زریں (ن) ۔

دست و پا اپنے گم کرے ہے عدو
یاد کر تیرے تیغ و خنجرِ کیں۳۵
پوچھتا ہے ہر ایک سے سچ کہہ
سر مرا ٹکڑیوں میں ہے کہ نہیں۳۶
فکر میں مہر کے ترے ہر شب
حالتِ نزع سے رہس ہے قریں۳۷
نیند اس کو نہ آوے تا نہ پڑھیں
جائے افسانہ سورۂ یٰسیں۳۸
تیرے شب رنگ کا کروں کیا وصف
تو ہے حس کا چراغِ خانۂ زیں۳۹
جوں ہنگ اس پہ تجھ کو دیکھ سوار
جل کے بھسمت ہو عدوے لعیں۴۰
عرض اس گفتگو سے اے نواب
یہیں ہے اسپ و خلعتِ سنگیں۴۱
کیا کروں گا میں، تو سلامت رہ
تیرے دروازے کا ہوں خاک نشیں۴۲

۳۵- دست و پا اپنے گم کرے یہ عدو (ف) - یاد کر تیغ تیری خنجر کیں (ایج) - یاد کر تیرے تیغ و خنجر و کیں (ن) -
۳۶- سر مرا ٹھوکروں میں ہے کہ نہیں (بر) -
۴۰- جوں ہنگ اس پہ تجھ کو دیکھ سوار (آ) - جل کے بھسمت ہو حسود لعیں (بر) -
۴۱- اسپ و خلعت و سنگیں (ایچ) - اسپ و خلعتِ رنگیں (ار ، بر) -

خوانِ نعمت سے تیرے مجھ کو سدا
صبح شیریں ملے ہے ، سب نمکیں[۳۳]

سنگ تجھ آستاں کا بعد از نوش
خوابہ کرنے کو ہے مجھے بالیں[۳۴]

جامہ پہنے ہوں جس کے دامن کو
ذرہ آلودگی کہیں سے نہیں[۳۵]

تو ہی اب دل میں اپنے کر انصاف
کمی کس چیز کی ہے میرے تئیں[۳۶]

یا کچھ اظہارِ شاعری تجھ پاس
سو تو لازم کسو ہی طرح نہیں[۳۷]

مُتّصل تجھ زباں سے ہے جاری
حوئیِ لفظ و معنیِ رنگیں[۳۸]

۳۴۔ سنگ تجھ آستاں کا بعد از نوش (ب ، ل ، مو ، ن) ۔
۳۵۔ جامہ پہنوں ہوں (مو) ۔
۳۷۔ سو تو لازم کسی ہی طرح نہیں (آ ، ب ، ل ، ی ، ن) ۔ سو تو لازم ہے کوئی طرح نہیں (ر) ۔
۳۸۔ متصل تجھ زباں ہے جاوی (آ) ۔ متصل یہ زباں پہ ہے جاری (ابج) ۔ متصل مجھ زباں پہ جاوی ہے (او) ۔ نسخہ جلتہ ابج ، ار ، مو ، ر ، ب ، نیر ن میں ، اس کے بعد یہ دو شعر زائد ہیں :

اس سوا کچھ نہیں مجھے منظور
ذکر تیرے سے ہو زباں شیریں
جز دعا کے یہ اس قصیدے سے
نہیں کچھ اور مطلب اپنے تئیں

ہو زبردست ، زیردست ترا

رہے ، جب تک ہے آسمان و زمیں[۴۹]

تا قبولِ دعا ہو سودا کی

تو بھی اپنی زباں سے کہہ آمیں[۵۰]

(۲۰)

در مدحِ عماد الملک غازی الدین خاں بہادر

کہے ہے کاتبِ دوراں سے مُنشیِ تقدیر

"سمجھ کے دفترِ قسمت کیا کر اب تحریر[۱]

یہ روز و شب تو نباہے گا تا کجا اس طرح

کہ جامِ مہر میں آتش دے مہ کو کاسۂ شیر[۲]

گماں وہ عہد نہ کر اب کہ بحرِ دنیا سے

گہر نکالے دو عُریاں ، حباب پہنے حریر[۳]

۵۰- زباں سے کر آمیں (فو ، بر) ۔

(۲۰) سب نسخوں میں شامل - ۱۱۶۷ھ سے قبل کی تصنیف ۔ اس میں عماد الملک کی تقرریِ وزارت کی طرف اشارے ہیں جو ۱۱۶۷ھ میں اس عہدے پر فائز ہوا ۔ اسی سال محمد شاہ معزول ہو کر اندھا کیا گیا اور عالم گیر ثانی تخت نشیں ہوا ۔

۲- یہ روز و شب تو نباہے گا (آ ، ار) - یہ روز و شب تو بنائے گا (ن) ۔

۳- گماں وعدہ نہ کر اب بحر دنیا سے (ار) - گماں و عہد نہ کر اب تو بحر دنیا سے (ب ، ن) - گماں وہ عہد نہ کر تو کہ بحر دنیا سے (فو) ۔

رہا اسی میں ہے تیری کہ کاغذِ سابق
درست کر لے عُطارد کو کر کے اپنا مشیر[۴]

وہ سلطنت کہ نمونہ جسے خدائی کا
کہے ہے شرق سے تا عرب ہر صغیر و کبیر[۵]

سنا نہیں ہے کہ غازیِ دیں عمادِ الملک
جو میرِ بخشی تھا واں کا سو اب ہوا ہے وزیر[۶]

اگر طلب کرے کاغذ وہ تجھ سے اے ناداں
تو ہو سکے گی پھر اُس وقت اُس کی کچھ تدبیر؟"[۷]

دیا جواب یہ اُن نے کہ میرے کاغذ میں
حضور اُس کے کسی وجہہ کی جو ہو تقریر[۸]

یقیں ہے خامۂ دستِ کرم سے اُس کے مجھے
سوائے عفو مرے حق میں کچھ نہ ہو تحریر[۹]

مری خطا بھی ہے کچھ چیز اُس کی ہمّت پاس
ہر ایک لحظہ جو بخشا کرے ہے گنج خطیر[۱۰]

۴- رہائی اس میں ہے تیری (ب ، بر ، ن) ۔
۵- کہیں ہیں شرق سے (ب ، ن) کہے ہے شرق سے لے عرب تا صغیر و کبیر (ایچ) ۔
۶- واں کا سو اب ہوا ہے وزیر (ار) ۔
۷- تو کر سکے گا پھر اُس وقت اُس کی کچھ تدبیر (ب ، ن) ۔ نہ ہو سکے گی پھر اُس وقت اس کی کچھ تدبیر (آ) ۔ تو ہو سکے ہے پھر اُس وقت اس کی کچھ تدبیر (بر) ۔
۸- حضور اُس کی کسی وجہ کی (ن) ۔ حضور اس کے کسی طرح کی جو ہو تقریر (بر) ۔
۹- یہ شعر نسخۂ ار میں نہیں ہے ۔
۱۰- اس کے ہمت پاس (ن) ۔

گہر فشاں ہے سدا دستِ فیض یہ اُس کا
تگرگ بار نہ ہو جس کے ابر عشرِ عشیر۱۱

غنی ہوا ہے یہ اُس کے کرم سے ہر محتاج
کہ فرق ہو نہیں سکتا بہم امیر و فقیر۱۲

تمیز کیا کہوں اجرائے کار کی اُس کے
کہ جس کے رمز کو پہنچے نہ آسماں کا دبیر۱۳

وہ دامِ زلفِ بتاں کو کرے اُسے نحواہ
جو مانگے فرقۂ عشاق سے کوئی جاگیر۱۴

بیاں میں کیا کروں اُس کی سخاوت اب جس کو
یہ کہتے ہیں صفِ مرداں میں کیا جواں کیا پیر۱۵

عجب نہیں ہے کہ قالب تہی کرے مرّیخ
اگر وہ چرخ پہ چڑھتے سنے تری شمشیر۱۶

ترس کی اُس کے جو دہشت نہ ہو زمانے کو
تو ہووے رنگ نہ اُس کا ہر ایک دم تغییر۱۷

جہاں کے باغ میں، نقاش، تیرے گل گوں کی
جو چاہیں شکل بناویں تو کیا کریں تدبیر۱۸

۱۱- سدا دست فیض کا اُس کے (ب، ن)۔
۱۴- وہ دام زلف بتاں کے اُسے کرے تنخواہ (ار)۔ وہ دام زلف بتاں سے اُسے کرے تنخواہ (ب)۔ دوام زلف بتاں پر اُسے کرے تنخواہ (بر)۔ دوام زلف بتاں سے کرے اُسے تنخواہ (ن)۔
۱۸- تیرے گل گوں کے (ن)۔ جو چاہے شکل بناوے تو کیا کرے تدبیر (ار، بر)۔ جو چاہیں شکل بنا دیں (ن)۔

کہا مصوّرِ نادِ بہار نے حس کو
اگر قیاس میں ٹھہرے تو کھینچیے تصویر[19]

نہ دے کے اُس کو میں نشہ بری و آس سے
ترے حضور کروں حسب و خد کی تقریر[20]

نہیں ہے مرکزِ خاکی یہ اُس کی جلدی کا
بحرِ طبعتِ معشوق کچھ عدیل و نظیر[21]

رکھا کرے ہے سدا اُس کی گردِ جولاں گاہ
دماغِ آہوئے تاتار پُرز بوئے عبیر[22]

بری رکاب کے بوسے کی آرزو تھی ولے
نہ آیا اپنے تئیں ماہِ نو سمجھ کے حقیر[23]

ثنا میں، صفحۂ کاغذ نہ، تیرے ہاتھی کے
قلم کو ہاتھ لے کیا کیا میں اب کروں تحریر[24]

صفِ عدو کے لیے رزم میں ہے روزِ سیاہ
ہے شمعِ بزمِ محبّاں کے واسطے سبب قیر[25]

۲۰- نہ دوں گا اس کو میں نشیہ (ب، ن)۔
۲۱- اُس کے چلدی کا (ن)۔
۲۲- اُس کے گرد جولاں گاہ (ن)۔
۲۳- نہ لایا اپنے تئیں (ل)۔ یہ شعر نسخۂ مو میں نہیں ہے۔
۲۴- تیرے ہاتھی کی (ن)۔ بیاں میں کیا لکھوں کاغذ پہ تیرے ہاتھی کے (آ)۔ قلم کو ہاتھ میں لے کیا بیاں کروں تحریر (ب، ن)۔
۲۵- رزم ہے یہ روزِ سیاہ (ل)۔

بجا ہے گر کہوں اُس کو اندھیری ساون کی
چھوٹے ہے مستی میں اس طرح جوں سحابِ مطیر[۲۶]

تکانِ پا کی صدا اُس کے جو سُنے سو کہے
سماہ خیمۂ لیلیٰ میں قیس ہے زنجیر[۲۷]

برہمن اُس کو تو گنیش دیوتا بولے
کہے ہے شیخ ہؤا کعبۂ رواں تعمیر[۲۸]

عرض ہے بات علیٰ قدرِ فہم انساں کے
چنانچہ مجھ سے جو پوچھو تو یہ کروں تقریر[۲۹]

زمیں کی چھاتی کو دابا ہے آسماہی نے
زبانِ حلق اُسے کچھ کیا کرو تعبیر[۳۰]

مآل پر یہی اس گفتگو سے ہے سب کا
جہاں تک اُس کے ہیں مداح یہ صغیر و کبیر[۳۱]

کہ جس دن اُس پہ عماری تو باندھ کر ہو سوار
تو گویا برجِ حمل میں ہے آفتابِ منیر[۳۲]

بیاں میں کیا کروں ساماں تیرے لشکر کا
کرے ہے کوچ کسی سمت جب وہ جمعِ کبیر[۳۳]

۲۶- چھوٹے ہے مستی سے (ن)۔
۲۷- تکاں پا کی سدا (ح)۔ تکاں پا کے صدا اُس کی جو سنے سو کہے (ن)۔
۲۸- کہیں ہیں شیخ ہُوا (ب، ن)۔
۲۹- بات علی القدر فہم انساں کے (ایع)۔ پوچھو تو یوں کروں تقریر (ب، بو، ن)۔
۳۰- کچھ کیا کریں تعبیر (ار)۔ کچھ کیا کرے تعبیر (لو)۔

گماں میں خلق کے آتا ہے دیکھ کر بنگاہ
زمیں پہ ابر یہ جاتا ہے یا چلے ہے بھیر[۳۴]

ستم جہاں سے ترا عدل یوں کرے معدوم
کہ جیسے خاصۂ تریاق زہر کی تاثیر[۳۵]

یہ پرورش میں جہاں کے، تری عدالت ہے
کہ شیر کا بچۂ گوسپند ہے ہم شیر[۳۶]

جو کھینچے باد میں تجھ خلق کے چمن نقاش
تو مو مسام میں عالم کے دے گلِ تصویر[۳۷]

نہیبِ قہر تری ہو جو نشر و بحر آویز
جگر نہنگ کا تڑپے، ہو آب زہرۂ شیر[۳۸]

وہ کس کون سی ہے پردۂ عدم کے بیچ
کہ تیرا مُدرکہ اس کا ہوا نہ ہووے مسیر[۳۹]

۳۴- آتا ہے دیکھ کر نہ نگاہ (ن) - زمیں پہ ابر یہ چھایا ہے (مو، ن) یا چلی ہے بہیر (ن) -
۳۶- یہ پرورش ہے جہاں کی تری عدالت سے (ب، ن) - کہ بچہ شیر کا اور گوسفند ہے ہم شیر (آ) - کہ بچہ شیر کا ہے گوسپند کے ہمشیر (ایچ) - کہ شیر کا بچہ نا گوسفند ہے ہمشیر (ار) - کہ شیر کے بچے کا گوسپند (مو) - کہ شیر بچے کا اب گوسپند (ار) -
۳۸- نہیب قہر ترا ہو جو بحر و بر اوپر (ن) - جگر نہنگ کا تیرے ہو آب (ن) - جگر نہنگ کا ترقے (ح) -
۳۹- ہوا نہ ہووے مشیر (آ، ایچ، ب، ل، مو، ف) - جس کا ہوا نہ ہووے مشیر (ار) -

مُدبّری کی تری کیا ثنا کرے کوئی
کہ جس کے حق میں یہ مطلع ہے مثلِ مہرِ منیر[40]

مطلعِ ثانی

نہیں ہے مُعجزِ عیسیٰؑ سے کم تری تدبیر
کیا ہے زندہ سرِ نو سے حق نے عالم گیر[41]
رواجِ دینِ نبیؐ ہے یہ عہد میں تیرے
کہ شکلِ اس نہ عائد نہ ہووے اب تکفیر[42]
شکست دیتے ہیں بت کو جو سومنات کے بیچ
صدا نکلتی ہے اُس سے تو کہتا ہے وہ، "تکبیر"[43]
اگرچہ فتح، دکن بیچ جا کے اکبر نے
کیا ہے بھاگ نگر اور قلعۂ آسیر[44]
عزیمت اسم کی تیرے اگر پڑھے کوئی
کرے وہ ہند میں بیٹھا ستارے کو تسخیر[45]

۴۰۔ مُدبّری کی تری کیا کرے ثنا کوئی (ب، ر)۔
۴۱۔ نہیں ہے معجزہ عیسیٰ سے (ب)۔
۴۲۔ رواج دیں نبی کا یہ عہد (ن)۔
۴۳۔ شکست دے ہے بُتوں کو جو سومنات کے بیچ (ب، ن)۔ اُس سے تو کیا ہے یہ تکبیر (ایج)۔ صدا جرس سے نکلتی ہے کیا ہے وہ تکبیر (ب)۔ صدا نکلتی جرس سے ہے کہا ہے وہ تکبیر (ن)۔
۴۴۔ قلعۂ آسیر (ن)۔
۴۵۔ عزیمت اسم کو تیرے (ب، ن)۔

جو تیری ذات سے ہر نیک و بد نے اپنا کام
کیا درست سو اس کو میں کیا کروں تقریر[۴۶]

کہ جیسے اہلِ مذاہب نے جلدِ قرآں سے
لکھی ہر ایک نے اپنے طریق پر تفسیر[۴۷]

غرض نہ خلق ہو دنیا میں آدمی تجھ سا
کریں جو خاک کو آدم کے لاکھ بار خمیر[۴۸]

پس اس طرح کے بشر کی ثنا، کوئی مجھ سا
اگر کرے تو وہ ہوتا ہے واجب التّعزیر[۴۹]

اگرچہ میں یہ قصیدہ کہا تو ہے لیکن
تری ثنا کی مصنّف ہو یہ زباں، تقصیر[۵۰]

کرے ہے عرض یہ سودا، ہمیشہ عالم کا
رہے تُو کار کشا اے امیر ابنِ امیر[۵۱]

گرہ جو کام میں اعدا کے ہے ترے، اس میں
پڑے ہزار گیرہ، شکلِ دانۂ انجیر[۵۲]

۴۶- سو اُس کی میں کیا کروں تقریر (آ، ایچ)۔
۴۹- بشر کی ثنا کرے مجھ سا (آ)۔ بشر کی کوئی ثنا مجھ سا (ن)۔ واجب التعذیر (ں)۔
۵۲- اعدا کے ہیں ترے، اس میں (ار)۔ اعدا کے تیری ہے اس میں (ں)۔

(۲۱)

در مدحِ عماد الملک غازی الدین خاں بہادر

فجر ہوتے جو گئی آج مری آنکھ جھپک
دی وہیں آ کے خوشی نے درِ دل پر دستک[1]
پوچھا میں "کون ہے؟" بولی کہ میں وہ ہوں عاقل
نہ لگے شوق میں جس کے کبھو شائق کی پلک[2]
ہے خوشی نام مرا، میں ہوں عزیزِ دل ہا
زندگانی کی حلاوت ہے جہاں میں مجھ تک[3]
کھول آغوشِ دل اور لے مجھے جلدی ناداں
پھر خدا جانے یہ دن کب تجھے دکھلائے فلک[4]
سن کے یہ مژدۂ جاں بخش جو میں کھولی آنکھ
اشعۂ نور کی سی مجھ کو نظر آئی جھلک[5]

---

(۲۱) سب نسخوں میں شامل ۔ لازماً ۱۱۷۳ھ سے قبل کی تصنیف ہے جب عماد الملک کے اقتدار کا خاتمہ ہوا ۔ نسخۂ حمید میں بھی موجود ہے ۔

۱- صبح ہوتے جو گئی (ایچ متداول ، ف ، ل ، او ، ر ، ی ، ن متداول) ۔ یک بیک آن خوشی نے درِ دل پر دی دستک (ایچ) ۔ دی وویں آ کے (ن) ۔

۲- پوچھا میں کون ہو (ایچ متداول) ۔ بولی کہ وہ میں ہوں عاقل (ن) ۔ نہ لگی شوق میں شائق کی کبھو جس سے پلک (ایچ متداول) ۔

۳- نام مرا ہوں میں عزیز دل ہا (ب ، ف ، ل ، ہو ، ر ، ی ، ن) ۔

۵- شعلۂ نور کی سی (ف) ۔

آنکھیں مل کرکے جو دیکھوں ہوں تو اک بادلہ پوش
سر سے لے غرق جواہر میں وہ ہے پاؤں تلک[۶]

حسن ایسا کہ جیسے ماہِ شبِ چاردہم
یک نیک دیکھ کے یکچند تو رہ جائے بھچک[۷]

چہرے میں ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے
باؤ کرتی ہی رہے دامنِ مژگاں کی جھپک[۸]

حعد وہ قہر کہ گنتھے کی ہو جس کے ہر لہر
گھر ڈبا دیبے کو عشاق کے دریاے اٹک[۹]

زلفیں یوں بکھری ہوئی چہرے پہ مانگیں تھیں دل
جس طرح ایک کھلوے پہ ہٹیں دو بالک[۱۰]

۶۔ آنکھیں مل کر جو میں دیکھوں ہوں (آ) ۔ مل کر آنکھیں جو میں دیکھوں ہوں (ایچ متبادل) ۔ دیکھوں تو ہے اک بادلہ پوش (ار) ۔ غرق جواہر میں ہے تا پاؤں تلک (ایچ) ۔

۷۔ یک بیک دیکھے تو یک چند ہی رہ جائے بھچک (آ ، ایچ ، ب ، ل ، ف ، مو ، ر ، ی ، ن) ۔ یک بیک دیکھے سے یک چند تو رہ جائے بھچک (ار) ۔

۸۔ ایسی تھی گرمی (آ ، ایچ ، ف ، ل ، ی) ۔ ایسی ہے گرمی (ن) ۔ یاد کرتی ہی رہے (آ ، ار) ۔ دامنِ مژگاں سے جھپک (آ) ۔

۹۔ حعد وہ قہر کہ گنتھے میں ہو (ایچ ، ب ، مو ، ر) ۔ حعد وہ قہر کہ گھٹے میں ہو (ن) ۔ عشاق کا دریائے اٹک (ایچ) ۔

۱۰۔ بکھری ہوئی مکھڑے پہ (ر) ۔ مانگے تھیں دل (ایچ) ۔ زلفیں یوں چہرے پہ بکھری ہوئی مانگیں تھی دل (ن) ۔

ناگنی پیچ میں آ اُن کے نہ مانگے پانی
کھیل جاوے وہیں کالا جو ڈسے اُن کی لٹک[۱۱]

حبیں ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ
اُس کی تشبیہ سے حب اُس کو تجاوز دے فلک[۱۲]

قتل کرنے کا یہ جوہر نہ ہو شمشیر کے بیچ
اُس کے ابرو سے مُشابہ نہ بناویں جب تک[۱۳]

دشت وہ تیر کہ عالم میں نہیں جس کی پناہ
چشم وہ تُرک کہ ہے قوم حبشوں کا اٹک[۱۴]

فتنہ اُس چشم میں ایسا کہ مژہ سے ہوں سوار
متّصل چونکتے پا کر دیا کرتے ہیں تھپک[۱۵]

حسن میں کان کے آویزے سے وہ لطف کہ ہوں
مستعد قطرۂ شبنم کہ پڑے گل سے ٹپک[۱۶]

۱۱- جو ڈسے اُس کی لٹک (آ ، ب ، ل ، ن) ۔
۱۲- حبیں ویسی کہ (ایح) ۔ اس کی تشبیہ سے گر اس کو (آ ، ل ، ی) ۔
۱۳- قتل کرنے کے یہ جوہر نہ ہوں شمشیر کے بیچ (هو ، ر) ۔ قتل کرنے کا یہ جوہر جو نہ ہو تیغ کے بیچ (ایح) ۔ اس کے ابرو کے مشابہ (ایح) ۔ مشابہ وہ بناویں جب تک (آ ، ب) ۔
۱۴- مژہ وہ تیر کہ عالم (آ ، ار) ۔ ڈھیٹ وہ تیر کہ عالم (ن) ۔ دشنہ وہ تیر کہ عالم (ب) ۔ ترک کہ ہو قوم (آ ، ار ، ب ، ل ، هو ، ر ، ی ، ن) ۔
۱۵- فتنہ اُس چشم کا ایسا (ن) ۔
۱۶- حسن سے کان کے (آ ، ایح ، ار ، ب ، هو ، ر ، ن) ۔ آویزے میں یہ لطف کہ ہوں (ن) ۔

بحر خوبی کی گویا مچھلی ہے قلاب کے بیچ
نتھ کے حلقے میں جو دیکھے کوئی نتھنے کی پھڑک[۱۷]
نظر آیا نہ دہن بینی کو سگی کے سبب
سخریں اپنے سے گو اُن نے تراسی عیک[۱۸]
مسی آلودہ لب احگر تھے نہ خاکستر
کہ ہوا سے وہ سخن کرنے کے جاتے تھے دہک[۱۹]
سلک گوہر کی صفا وام لے اُن دانتوں سے
برق دریوزہ کرے موجِ تبسّم کی چمک[۲۰]
دونوں عارض گویا شیشے ہیں مئے گل گوں کے
زنخ اُن دونوں میں یوں جیسے نمک داں میں گزک[۲۱]
وصف میں اُس کی ملاحت کے پڑھوں اک مطلع
حسن کے آگے نہ رکھے مطلعِ خورشید نمک[۲۲]

مطلعِ ثانی

رنگِ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی دمک
آگے عنعت کے خجالت زدہ سونے کی ڈلک[۲۳]

۱۷- گویا مچھلی تھی قلاب کے بیچ (ار) - مچھلی ہے قلاب کے بیچ (ن) -
۱۸- سخریں اپنی سے گو (ن) -
۱۹- وہ سخن کرنے کو جاتے ہیں بہک (آ) - وہ سخن کہنے کے جاتے تھے دہک (ار) - وہ سخن کہنے کو جاتے تھے دہک (ب ، ن) - وہ سخن کرنے میں جاتے تھے دہک (مو) -
۲۰- دریوزہ گرِ موجِ تبسم کی چمک (آ) - موجِ تبسم سے چمک (ار) -
۲۱- عارض اُس کے گویا شیشے تھے مئے گل گوں کے (ار ، مو ، ہر) -

ڈھیلے پیچ اُس کے نے گردن کا بڑھایا یہ حسن
جلوہ گر شمع ہو جیسے تہِ دامانِ شبک۲۴

ساعدِ دستِ حنا بستہ کی ایسی حرکات
شاخ میں گل کے پون ہہے سے جوں آئے لچک۲۵

دیکھے جو اُس کی کچھوں کو یہ یقیں ہو آسے
تسو یاں داں کے یہ کام کا اُترا ہے کٹک۲۶

یا وہ معجونِ مبہتی کی ہیں ڈلیاں ایسی
آوے ہیجان میں چھیڑے سے جنھیں روحِ ملک۲۷

پیاری پیاری وہ لگیں نظروں میں ایسی کہ نگاہ
یہی چاہے کہ کبھو پاس سے اُن کے نہ سرک۲۸

لمس یہ قصد رکھے ڈال دے تو ہاتھ اُن پر
تنگ کے دل میں بھی آجائے کہ لے بھاگ اُچک۲۹

ناف کے حسن کو اُس کے جو کہا میں بے قیاس
دل نشیں یوں ہوا میرے کہ بلاشبہہ و شک۳۰

۲۴- جلوۂ شمع ہو جیسے (ایچ) ۔
۲۶- دیکھے جو اُس کے کچھوں کو (ن) ۔ سو یہ داں کے یاں کام (مو ، بر ، ن) ۔ داں کے جوں کام کا اترا ہے کٹک (ایچ) ۔ اُترا ہے کٹک (ن) ۔
۲۷- جن کے چھیڑے سے مفرّح رہے بس روحِ ملک (آ) ۔ یہ شعر نسخۂ ایچ میں نہیں ہے ۔
۲۸- پاس سے اس کے نہ سرک (ن) ۔
۲۹- ڈال دے تو ان پر ہاتھ (ار) ۔
۳۰- ناف کے حسن کو جس وقت کیا میں بے قیاس (آ ، ل ، ی) ۔

نرگسی چشم کوئی ہوگا کہ جس کی یہ آنکھ
لگ کے چھاتی سے صفا کے سب آئی ہے ڈھلک[۳۱]
کمر اُس کی نہیں دہ دیکھی کہ کروں اس کا وصف
تھی وہ اک آہوے دل کے لیے چیتے کی لپک[۳۲]
آگے تو کہہ نہیں سکتا میں کچھ اُس کی تعریف
یوں حیا کہتی ہے مجھ سے کہ بس اب زیادہ نہ بک[۳۳]
پس میں رانو کو کہوں کیا کہ وہ ہیں آئینہ
اُس کی بھی چھوٹے نہ آنکھ اُن سے اگر جائے اٹک[۳۴]
آوے جس بزم میں اُس ساقِ بلوریں کا ذکر
حلوۂ شمع کا پامالِ حسد ہووے نمک[۳۵]
پشتِ پا چھپے روئے لیلٰی سے مجنوں کا دل
خونِ فرہاد سدا شیریں سے چاہے وہ کفک[۳۶]
وقتِ نظارہ، مری جب نگہِ دیدۂ غور
سر سے لے اُس قدِ رعنا کے گئی پاؤں تلک[۳۷]

۳۱- لگ کے چھاتی سے صفائی کے سبب آئی ڈھلک (ار) -
۳۲- کمر اُس کی نہیں دیکھی (ایج) - کہ کروں اُس کی صفت (ار) -
۳۳- آگے تو کہہ نہیں سکتا (ایج ، ار) - یوں حیا کہتی ہے اب مجھ سے کہ بس زیادہ نہ بک (ار) -
۳۴- پھر میں رانوں کو کہوں کیا (ایج) - بس میں رانوں کو کہوں کیا (آ ، بر) کہوں کیا وہ ہیں آئینے سے (ی) - اُن سے بھی چھوٹے نہ آنکھ اُس کی اگر (ایج) - ان سے بھی آنکھ نہ چھوٹے ہے اگر (د) - اس سے بھی چھوٹے نہ آنکھ (ب ، ں) - ان سے بھی چھوٹے نہ آنکھ اپنی اگر (مو) -
۳۶- پشت پا چھپیں لیوے لیلا سے مجنوں کا دل (ار) -
۳۷- قد رعنا پہ گئی پاؤں تلک (ایج) -

فندقِ پا لگی کہیے کہ نہ دیکھا ہوگا
سرو کی بیج سے پھولا گلِ اورنگ اب تک۳۸

قامت ایسا ہے کہ ہنگامِ خرام اس کے اگر
آگے آ جائے قیامت تو یہ بولے کہ سرک۳۹

قدم اس دھج سے رکھے وہ کہ سرِ عالم کا
موجبِ سور ہو خلخال کی پاووں کے جھنک۴۰

کج و واکج چلے جس طرح وہ اٹکھیلی سے
موجِ دریا بھی اسے دیکھے تو رہ جائے ٹھٹک۴۱

زرق و برق ایسی ہے پوشاک میں اس کے کہ جسے
کوند بجلی کی کہوں یا کہوں سعلے کی جھمک۴۲

جیسی سج سے بھی گلے بیچ حمائل گل کی
ویسی ہی عطر کی بو، ایسی ہی سوندھی کی مہک۴۳

۳۹- قامت ایسا کہ بہ ہنگام حرام (ار) - قیامت یہی بولے کہ سرک (ار) -

۴۰- قدم اس دھج سے رکھے ہے کہ (مو، ب، ن) - سر عالم کو (مو) - پاہووں کے چھمک (آ، ار، ب، ف، ل) - پاہووں کے دھمک (ایچ متبادل) - پاہووں کی جھمک (ن) - موجبِ شورشِ خلخال ہو پاہووں کی جھمک (بر) -

۴۱- چلے اس طرح وہ اٹکھیلی سے (آ، مو، بر) - موج دریا پھر اُسے (آ) - موج دریا کی اُسے (ار) - موج دریا اُسے دیکھے تو وہ رہ جائے (ایچ) -

۴۲- زرق برق ایسی (ن) - یا کہوں مسعل کی جھمک (ار) - یا کہ میں سعلے کی (ف، ل، مو، بر) - شعلے کی چمک (ب، مو، بر، ن) -

۴۳- جیسی سج سے ہے (آ، ایچ) - جیسی ہے سج سے گلے بیچ (مو، بر) - ویسی ہی سوندھی کی مہک (ن) -

کیفی یاں تک کہ یہ انداز سخن کا جس کے
کسو کو پشت کہہ اٹھا ، کسی کو دوت دہک[۴۴]

بات اس لطف سے بہکے بھی دہن سے اس کے
بادہ جوں ساغرِ لب ریز سے جاتا ہے چھلک[۴۵]

غرض اس شکل سے آئی جو نظر وہ کافر
کہا میں دل کی طرف دیکھ کے "اللہ معک"[۴۶]

تا کہ اس سوچ نے مجھ سے یہ کہا "اے سودا
اب تو شیشہ مئے اندوہ کا پتّھر سے پٹک[۴۷]

یہ بھی کوئی طور ہے رہنے کا زمیں پر ناداں
یہ کوئی طرز ہے جینے کا ترے زیرِ فلک[۴۸]

نہ ترے گھر میں کبھو ناچ میں ہوتے دیکھا
نہ ترے در پہ سنی آ کے پکھاوج کی گمک[۴۹]

آدمی کے تئیں کچھ گرمیِ صحبت ہے شرط
وہ بھی انسان ہے دنیا میں جو اتنا ہو خنک[۵۰]

۴۴۔ انداز سخن کا اس کے (ار) ۔ انداز سخن میں جس کے (ایچ ، ب ، ل ، ف ، ی) ۔ انداز سخن میں اس کے (فو ، بر ، ن) ۔ کسی کو پشت (آ ، ایچ ، ار ، ن) ۔
۴۵۔ دہن میں اس کے (ار ، ی) ۔
۴۸۔ یہ بھی کوئی طرز ہے رہنے (آ ، ار ، ب ، ل ، فو ، ی ، ن) ۔ یہ بھی کچھ طور ہے جینے کا ترے (ار) ۔ یہ کوئی طور ہے جینے کا ترے (ب ، ن) ۔ نہ بھی کوئی طرز ہے رہنے کا ترے اے ناداں (ایچ) ۔ یہ بھی کوئی طور ہے جینے کا ترے زیرِ فلک (ایچ ، بر) ۔
۵۰۔ جو اتنا ہو تنگ (ن) ۔

گو ترا وضع زمانہ سے ہے دل افسردہ

پر ہم آئے ہیں ترے گھر میں ، ادھر دیکھ تنک۵۱

ایسے مہماں کی تو لازم ہے کہ خاطر ہو عزیز

بادہ بھر شیشے میں ، رکھ لا کے نمک داں میں گزک۵۲

بزم آراستہ ، بلوا کے کر ارباب نشاط

پاس لے بیٹھ ہمیں ، سب کو چھکا آپ بھی چھک۵۳

آج وہ دن ہے کہ جس گھر میں تو دیکھے اس میں

کہیں ہوتی ہے بھگت اور کہیں ہے اولک۵۴

یاں تلک شیخ و برہمن ہیں طرب کے مصروف

دیر میں بجتی ہے مردنگ ، حرم میں ڈھولک۵۵

تار زنار نہیں رشتۂ زنار فقط

لگے سر ساج میں تسبیح کے بھی دانوں تک۵۶

بادے کو ہاتھ سے اب جمع کے نہ پیوے ملاؔ

پر یہ راضی ہے کہ کپڑوں نہ جو چھڑکے تو چھڑک۵۷

۵۲- بادہ بھر جام میں رکھ (آ) - بادہ بھر شیشوں میں رکھ (ار) -

۵۴- جس گھر کو تو دیکھو اُس میں (ایج) - جس گھر کو تو دیکھے اس میں (ار) -

۵۵- ہیں طرب میں مصروف (ب) -

۵۶- لگ کے سر ساج میں (آ) - لگے سر ساج ہے (ار) - لگے سر ساغ میں (ن) -

۵۷- بادے کو ہاتھ سے زاہد کے نہ پیوے ملاؔ (ایچ متبادل ، ار ، ب ، ن) -

مُحتسب سے چلے ہے مست رگڑ کر کاندھا
مُغبچہ آئے چلا قاضی کے آگے بِدھڑک۵۸

س کے میں نے یہ کہا اُس سے کہ اے مایۂ نار
حیر ہے ، بات سمجھ کر تو کہہ ، اِتنا نہ بہک۵۹

بے سبب کیونکہ میں اندوہ کی اُلفت چھوڑوں
کس طرح دوستیِ غم کروں دل سے مُنفک۶۰

وجہ کچھ ہووے تو کر مجھ سے تُو اُس کا اظہار
کچھ جہت ہو تو بیاں کر کہ سنوں میں بھی مُنک۶۱

کر کے دریافت یہ مجھ سے کہا اُس نے کہ مگر
سمع میں تیرے یہ مژدہ نہیں پہنچا اب تک۶۲

آج اُس شخص کی ہے سال گرہ کی شادی
کہ بہ صورت ہے وہ اِنساں و بہ سیرت ہے مَلک۶۳

یعنی نوّابِ سُلیماں فر و نام آصف جاہ
عہد میں جس کے یہ غیور بزرگ و کوچک۶۴

۵۸- مغبچہ آیا چلا قاضی (ں) -
۵۹- سن کے جب میں نے کہا اُس سے (ابج) - کہ اے مایۂ حسن (ار ، فو ، بر) -
۶۰- کس طرح دوستیِ غم کی کروں دل سے منفک (ار) -
۶۲- کر کے دریافت یہ اُن نے کہا مجھ سے کہ مگر (فو ، بر) - کر کے دریافت یہ مجھ سے کہا اُن نے کہ مگر (ابج) -
۶۳- وہ انساں بہ سیرت ہے ملک (آ ، ی) -
۶۴- عہد میں جس کے ہیں غیور (آ ، ف) - عہد میں جس کے ہے غیور (ار ، فو ، بر) -

کسی کے آگے کوئی ہاتھ پسارے ، کیا دخل
مُٹھی باندھے ہوئے پایا ہے تولّد کودک۶۵
عدل یہ عصر میں اس کے ہے کہ ہر ایک طبیب
شُعلے کی تپ کو بھی تبرید لکھے حارِ خسک۶۶
کرے دعوے نہ رفو چاکِ کتاں کو اِنصاف
تا نہ رستے کے لیے ماہ کی کھولیں بیچک۶۷
رائجؔ اِتنی ہے مروّت کہ غزالے کو پلنگ
اِس طرح سمجھے ہے فرزند ہو جوں لے پالک۶۸
عہد میں اس کے مساہی کو ہے دِلتِ اِتنی
کشمکس میں یہ تِت آٹھ نگ سدا زیر کٹک۶۹
ہمّت اُس کی یہ نظر کیجے دو اِک آن کے بیچ
دل سے پہنچے ہے ، دوصد بار یہ مطلع لب تک۷۰

۶۶- عصر میں جس کے ہے (ایچ) - عصر میں اس کی ہے (ن) - شعلۂ تپ کو بھی (ب ، ن) - شعلے کی تپ کو وہ تبرید (ایچ) - شعلے کی تپ کو یہ تبرید (ل) -
۶۷- رفو چاکِ گریباں کتاں (ایچ متبادل) - ماہ کی کھولے بیچک (آ ، ایچ ، ار ، ب ، ل ، مو ، بر ، ن) -
۶۸- غزالوں کو پلنگ (ن) - فرزند گویا لے پالک (ن) -
۶۹- دور میں اُس کے ہے ار سکہ مہیات دلیل (ایچ) - دور میں اُس کے یہاں تک ہے مہیات دلیل (ار) - دور میں اس کے ہے یاں تک مہیات دلیل (ب) - دور میں اس کے ہے یاں تک تو منہیات دلیل (ن) - عہد میں اس کے مساہی کو ہر اک محفل میں (آ) - کشمکش ہی میں رہے نگ سدا زیر کٹک (ار) - کشمکش میں یہ نت اور نگ (ل) - سدا زیر کتک (ن) -
۷۰- نظر کیجیے (ن) - ہمت اس کی یہ نگہ کیجے (آ) -

مطلعِ دیگر

تجھ سے ممنوں نہ فقط روئے زمیں ہر ہریک
بارِ احساں سے تیرے ہے دوتا پشتِ فلک[۷۱]

ہو گُہربار تجھ آگے جو سحابِ نیساں
برق ہو کر مُتبسّم اُسے مارے چشمک[۷۲]

آگے تجھ دستِ کرم کے صدفِ پُر گوہر
مُٹھی اُس کی ہے جسے نکلے نہ شدّت چیچک[۷۳]

چل سکے ہے نہ کسی امر میں تدبیرِ حکیم
مُہر سے رائے کے تیری وہ نہ لے تا دستک[۷۴]

دستِ دوراں سے موالید کا سررشتۂ کار
نعرۂ قہر کی ہیبت سے ترے جائے چھٹک[۷۵]

پیل دینا نہیں کچھ پیل کا پشّے کو کام
حول و قوت سے ترے چاہیے ٹک اُس کو کمک[۷۶]

۷۱- بارِ حساں سے ترے ہیکی دوتا (ایچ) ۔
۷۲- آگے تجھ بحرِ کرم کے صدفِ پُر گوہر (ن) ۔ یہ شعر نسخۂ آ میں نہیں ہے ۔
۷۴- تدبیر و حکیم (آ) ۔ مہر سے رائے کے تیرے (ن) ۔ یہ شعر نسخۂ ایچ میں نہیں ہے ۔
۷۵- ترے جائے ٹھٹک (ن) ۔ ترے جائے جھٹک (آ ، ایچ ، ف ، ی) ۔ ترے جائے چٹک (ار) ۔
۷۶- پیل دیتا نہیں کچھ پیل کو پشّے کا کام (آ) ۔ پیل کا پشّے کو وہاں (ار) ۔ حولِ قوت سے ترے (آ ، ایچ ، ف ، ن) ۔

حلم تیرے کے جو ہم وزن فلک سے کچھ شے
ڈال دیوے ز رہِ سہو و خطا کوئی ملک[۷۷]

صدمہ ایسا کمرِ گاوِ زمیں کو پہنچے
شاخیں ہرچند وہ کھچوائے تو نکلے نہ کسک[۷۸]

تجھ کو للکار کے میداں میں صفِ مرداں کے
سامنے آئے ترے، کون ہے ایسا مردک[۷۹]

وہ جواں تو ہے کہ آگے سے ترے رستم بھی
گاؤسر مار نعل، جائے دبے پاؤں کھسک[۸۰]

اور ٹھہرے بھی کوئی آن تو حق نے دی ہے
دست و بازو میں ترے قوت و قدرت یاں تک[۸۱]

اُس کے مرکب سے ملا کر وہیں مرکب اپنا
ہاتھ تنگے میں دے اور زیں کے جانے سے اُچک[۸۲]

۷۷- نسخۂ ار میں اس شعر کے عوض یہ شعر ہے:
بار تجھ حلم میں ہے یہ کہ ترے وقتِ خرام
ہووے ذرہ بھی اگر مرکز خاکی پہ دھمک
نسخہ جات آ، ایچ، ب، بیر ن میں شعر نمبر ۷۷ کے علاوہ یہ شعر بھی ہے حالاں کہ مطلب دونوں میں سے صرف ایک کے ہونے سے نکلتا ہے۔ نسخہ جات قو، بر میں شعر نمبر ۷۷ کا دوسرا مصرع یوں ہے:
ڈال دیوے زرہِ سہو و خطا کوہ تلک

۸۰- مار دستار نعل جائے دبے (ار) کار سر مار بعل جائے (ق)۔ یہ شعر نسخۂ ایچ میں نہیں ہے۔

۸۱- کوئی آن تو حق دے وون ہی (ار)۔

۸۲- ملا کر وویں مرکب اپنا (ن)۔

مارے حب زور سے دے چرخ زمیں پر تو آسے
کمرِ دائرۂ خاک میں آوے یہ لچک۸۳
کوہ پر ایک اُچھل کر حو زمیں پر بیٹھے
توڑ کر روئے سا چُور کرے پشتِ سمک۸۴
کیوں نہ کوسِ لِمَنِ الملک تو مارے ہردم
حب تری سم میں ہو حوہرِ نُصرت یاں تک۸۵
کھینچ کر اپنی کمر سے حو تو مارے اک ہاتھ
شکل نقارے کی حوڑی کے دو حصے ہو فلک۸۶
نہ چلے حامہ اب آگے نہ سیاہی ہو رواں
بادپا کا ترے کچھ وصف نہ کیجیے حب تک۸۷
چڑھ کے اس پر حو تری طبع میں گر رہے یہ حیال
قاس سے زیں کے گر لیجیے ٹک تاگ اُچک۸۸
گاہ آ حاوے نطر ، گاہ نطر سے عائب
پھر ہوا بیچ وہ شب رنگ ہے حگنو کی دمک۸۹
رو نہ رُو سے اگر آئینے کے اس گل گُوں کو
بھینک دے چڑھ کے حو تو شرق سے لے عرب تلک۹۰

۸۳- کمرِ دائرۂ حاک میں آ حائے لچک (فو) ۔
۸۵- حب تری سم میں ہے حوہرِ نُصرس یاں تک (ایح) ۔
۸۶- کھینچ کر اس کو کمر سے جو لگاوے اک ہاتھ (ایح متبادل ، ار) ۔
۸۷- باد پا کا حو ترے وصف نہ لکھیے حب تک (ار) ۔
۸۸- ترے طبع میں (ں) ۔ زیں کے اب لیجیے (ایح) ۔ زین کے ٹک لیجیے اب تاگ اچک (ار ، مو ، بر) ۔ زین کے ٹک لیجے اگر تاگ (ب ، ں) ۔
۸۹- حگنوں کی دمک (ن) ۔

اتنے عرصے میں پھر آوے تو اِسے باور کر
عکس بھی آئنے سے ہووے نہ پاوے منفک۹۱
شوکت و شاں کہوں کیا میں ترے ہاتھی کی
چرخ بر حوں مہ نو ماتھے پہ یوں اس کے گجک۹۲
وصف میں اس کی بزرگی کے پڑھوں اک مطلع
گوشِ دل سے جو سخن رس متوجہ ہوں تنک۹۳

مطلعِ دیگر

اس کے گجگاہ کی اللہ رے چہرے پہ لٹک
کہکشاں جوں شبِ یلدا میں نمایاں بہ فلک۹۴
بیٹھنے میں ہے وہ کوہ، اٹھنے میں ہے ابرِ سیاہ
عرش رفعت میں وہ اور چلنے میں جوں چرخ ابھک۹۵
شحرِ طور کا چہرے پہ ہو اس کے جلوہ
رنگیں بڑئیں کے لیے جس گھڑی اس کی مستک۹۶
جھول پر اس کے ستاروں کا کہوں کیا میں حسن
تارے جس طرح رہیں رات اندھیری میں چھٹک۹۷

۹۱- پھر آوے کہ اسے باور کر (ن) ۔
۹۳- وصف میں اُس کی ملاحت کے (آ ، ایج ، ب ، ل ، ی) ۔ متوجہ ہو تنک (ب ، فو ، بر ، ن) ۔
۹۴- اللہ رے کانوں پہ لٹک (ایج متبادل) ۔
۹۵- اٹھنے میں جوں ابر سیاہ (ایج) ۔ چلنے میں ہے چرخ اتھک (مو) ۔ یہ شعر نسخۂ آ میں نہیں ہے ۔
۹۶- چہرے پہ ہے اس کے حلوہ (ایج) ۔
۹۷- کہوں میں کیا حسن (مو) ۔ کہوں کیا میں بیاں (ل) ۔ جھول پر اس کے کہوں کیا میں ستاروں کا حسن (آ ، ایج ، ار) ۔

قطعہ

لے کے خرطوم میں زنجیر پھراوے وہ اگر
اس کے دانتوں کو یہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک[۹۸]
لیلیٰ نے ہاتھ نکالے ہیں سیہ خیمے سے
ملنے کو مجنوں کے، سن سلسلۂ پا کی جھنک[۹۹]
روزِ میداں آسے دیکھو تو دلاور اتنا
سرکے واں سے نہ جہاں سے کہ زمیں جائے سرک[۱۰۰]
سامنے اس کے وہ چھوٹے ہے پٹاخوں کی لڑی
داغیں اک مرتبہ سو توپ جو ہم سنگ اٹک[۱۰۱]

قطعہ

چرخی کیا چیز ہے، لاوے وہ جسے خاطر میں
ہاں بجلی کی کڑک کا کبھو پہنچے اس تک[۱۰۲]
چاہے وہ توڑ کے جوں نیشکر اس کی چھڑ کو
پاؤں کھجلائے لگے سونڈ میں لے کر پولک[۱۰۳]

۹۸- زنجیر پھر آوے وہ اگر (ن) - دانتوں کو یوں سمجھے (ار) -
۹۹- مجنوں کے ملنے کو سن (آ) - ملنے کو مجنوں سے سن (ن) -
۱۰۰- روز میدان میں اسے دیکھو دلاور ایسا (ار) -
۱۰۱- اس کے آگے چھوٹے یوں جیسے پٹاخوں کی لڑی (ایم) - اس کے آگے گویا چھوٹی ہے پٹاخوں کی لڑی (او) - داغیں سو مرتبہ سو توپ (آ) - داغیں اک مرتبہ لکھ توپ جو ہم سنگ اٹک (او) -
۱۰۲- چرخی کیا چیز جو لاوے (آ) -
۱۰۳- سونڈھ میں لے کر پولک (ن) -

اِس قدر ہے وہ سُبک رَو کہ کبھو چلتے وقت
پاؤں کی اُس کے دلِ مور کو پہنچے نہ دھمک[۱۰۴]

بے تکاں اِس قدر اُس کا ہے چلاوا جسسے
مہر میں ابر کے آنے سے ہو سائے کی ڈھلک[۱۰۵]

اُس کے ہودج پہ تجھے دیکھ کے سمجھے یہ خلق
کُرسیِ عرش پہ ہے صورتِ انساں کا ملک[۱۰۶]

خیمۂ جاہ کا تیرے سو کروں کیا مذکور
ہووے اِستاد جہاں تیرے جِلو کی اسپک[۱۰۷]

آسماں کو نہ کریں اُس کے تلے ے چوبہ
کہ نپٹ کہنہ ہے یہ اور نہایت کوچک[۱۰۸]

اللہ اللہ ترے مطبخ کا تجمّل، جس کا
طبقِ روئے زمیں سے ہے بڑا خوانِ چشک[۱۰۹]

کافی واں زیرے کو محصول نہ ہو کرماں کا
حاصلِ ہند سے پُورا نہ پڑے اُس میں نمک[۱۱۰]

چرخ و کُہسار کو مصرف سے ہے واں کے دہشت
آپ کو پا کے مُشابہ بہ پیار و ادرک[۱۱۱]

۱۰۴- کہ کبھی چلتے وقت (ایج) - دل مور کو پہنچے جو دھمک (آ) -
۱۰۶- اس کے ہودج میں تجھے (ایج ، ار) - تجھے دیکھے تو سمجھے یہ
حلق (ایج) - دیکھ کے کہتی ہے حلق (مو ، ہر) - کرسی پر
عرش کے ہے صورتِ انسان کا ملک (ایج ، ن) -
۱۰۷- تیرے تو کروں کیا مذکور (آ) - تیرے میں کروں کیا مذکور
(مو ، ہر) -
۱۱۱- مصرف سے ہے دہشت واں کے (ن) -

اس کے مصرف کے جو دیہات ہیں پس اُن میں سے
اپنے مدّاح کو بھی کردے مقرر محک۱۱۲
تو ہی ٹک دل میں کر اب عرض کا میری اِنصاف
جائے کس در پہ کوئی پہنچ کے ایسے در تک۱۱۳
جبہہ سائی ہے پرکھ یاں زرِ اِنساں کے لیے
آستاں کا ہے ترے سنگ یہ ار سنگِ محک۱۱۴
ختم کر اب تو دعائیے پہ سودا یہ کلام
آمیں کرنے کو گئے بابِ اِجابت پہ ملک۱۱۵
یا اِلٰہی جو یہ تیرا ہے چراغِ دولت
تا ابد اس سے منوّر رہے قندیلِ فلک۱۱۶
تا قیامت رہے مسجودِ خلائق وہ جگہ
مسندِ جاہ کی تیرے بچھے جس پر توشک۱۱۷

۱۱۲- پس اس میں سے (ل ، ی) ۔ بس اُن میں سے (بر ، ن) ۔ اس کے مصرف میں جو دیہات ہیں پس ان میں سے (ایج) ۔ مقرر سحک (ح) ۔ یہ شعر نسخۂ آ میں نہیں ہے ۔
۱۱۳- اب عرض مری کا انصاف (ایج) ۔ اب عرض کا میرے احوال (ل) ۔ دل میں کر آپ عرض کا مری انصاف (ب) ۔ تو ہی اب دل میں کر آپ عرض مری کا انصاف (ن) ۔ جائے کس در پہ کبھو پہنچ کے (ب ، مو ، بر ، ن) ۔
۱۱۴- ہے ترے آستاں کا سنگ یہ ار سنگِ محک (ار) ۔
۱۱۵- آمیں کہنے کو گئے (ب ، ن) ۔ آمیں کرنے کو گئی آپ اجابت یہ ملک (ب) ۔
۱۱۶- تاابد اس میں منور رہے (ار) ۔ تا ابد اس منور رہے (ح) ۔ یاالٰہی یہ جو تیرا ہے (آ ، ایج ، ار ، ب ، بر ، ی ، ل ، مو) ۔
۱۱۷- مسجود خلائق وہ جائے (آ) ۔

جو ترا دوست ہے اب آئنۂ گیتی پر
اُس کی تمثال کبھو ہونے نہ پاوے مُنفک[118]
کاتبِ دستِ قضا، شکل عدو کی تیرے
صفحۂ ہستی سے جوں حرفِ غلط کر دے حک[119]

(۲۲)

در مدحِ شاہ عالم گیر ثانی

رکھے ہمیشہ تری تیغ کارِ کفر تباہ
بحقِ اشہدُ ان لا الٰہ الا اللہ[1]
فلک پہ سعدۂ سیارہ تا قیامِ جہاں
پھرا کریں تری مرضی شریف کے ہم راہ[2]
نسانِ پرتوِ خورشید آسماں پہ رہے
ترے چراغ سے روشن ہمیشہ مشعلِ ماہ[3]
سجودِ در سے ترے بہرہ ور ہوں اہلِ زمیں
رہے رکوع میں تا قامتِ سپہر دوتاہ[4]

۱۱۸- جو ترا دوست ہو اب (فو، بر، ن) ۔ آئینۂ گیتی سے (ایج) ۔ اس کی تمثال کبھی (ن) ۔
۱۱۹- شکل عدو کی تیری (ن) ۔
(۲۲) سب نسخوں میں شامل بجز 'ار' ۔ غالباً ۱۱۶۷ھ (۱۷۵۴ع) اور ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ع) کے مابین کی تصنیف ہے جو عالم گیر ثانی کے اقتدار کا زمانہ ہے ۔
۳- ترا چراغ رہے تجھ سے اس طرح روشن
کہ جیسے پرتوِ خورشید سے ہو مشعلِ ماہ
(آ، مہ، ل، ی، ن) ۔
۴- رکھے رکوع میں (آ) ۔ رہے رکوع میں ترے (ایج) ۔ قامت فلک دوتاہ (ل) ۔ قامتِ سپہر دوتا (ن) ۔

نسانِ رستہ کہ دالوں میں سمجھے کے ہووے
تری ولا کو رہے اُس طرح دلوں میں راہ[5]

یہ نامِ پاک کہ کہتے ہیں جس کو عالم گیر
خدا ہمیشہ رکھے ریب و ریت اوواہ[6]

بجا ہے تجھ کو سلیماں حلال گر کہیے
کہ ہے وزیر کا تیرے خطاب آصف جاہ[7]

عُلوِ مرتبہ تیرا نظر کرے جو کوئی
رہے فلک ہی کو اُس کی بہ رنگِ شمع نگاہ[8]

شہا! سبب جو ترا آفتاب کو پہچا
ہر آسماں سے پھیکی جے آسماں نہ کلاہ[9]

یہیں کلف یہ، فلک تیر کا ترے لے کر
نعل میں عاشیہ ایسے چلا کرے ہے ماہ[10]

کرے جب آنے کا تو عزم دشت پر اُس کے
رکاب داب کے اقبال بولے بسم اللہ[11]

جدھر کو ہو تو جلوریز پھر ترے آگے
ظفر جو "طرقوا" بولے تو فتح "پیس نگاہ"[12]

۵- تری دلا کو رہے (ن) -
۶- یہ نام پاک ہے کہتے ہیں (آ) -
۸- اُس کے بہ رنگ شمع نگاہ (ن) -
۱۰- نعل میں عاشیہ لے کر چلا کرے ہے ماہ (ایج) - عاشیہ ایسے چلے ہے ہر شب ماہ (ب، ن) - عاسیہ لے کر پھیرا کرے ہے ماہ (بر) -

جہاں پناہ ! ترے درگہِ عدالت میں
کسی کو دیوے اذیت کوئی ، معاذ اللہ[13]

جلے جو شام کو پروانہ بزم میں تیری
تو صبح شمع کے آتا ہے سر پہ روزِ سیاہ[14]

شرارِ سنگ سے خاشاک کو جو پہنچے ضرر
لے آوے کھینچ کے دیواں میں کوہ کو پرِ کاہ[15]

کرم بھی ایسا ہی تیرا ہے خلق کے اوپر
کہ اب وفور سے حالی ہی جس کے ہے آگاہ[16]

اُمیدِ عفو ترا تا نہ بیچ ضامن ہو
کوئی نہ کر سکے ہرگز کسی طرح کا گناہ[17]

جو مشتِ خس کو کھولے کسی پہ مثلِ صدف
تو موجِ آبِ گہر سے وہ نکلے کر کے شناہ[18]

کرے ہے عرض یہ سودا جنابِ اقدس میں
رسالہ چاہیے تھا مجھ کو رکھیے نہ حالِ تباہ[19]

تجھ آستاں نہ ولے اب مدد سے طالع کے
ہوا ہے آن کے حاضر نہ بندۂ درگاہ[20]

پس اب جہاں میں کوئی جوس نصیب ہے مجھ سا
اُمید جس کی بر آئی ہو اپنی خاطر خواہ؟[21]

۱۴- پروانہ بزم میں تیرے (ن) -
۱۵- دیواں کوہ کو پرِ کاہ (ن) -
۱۷- امید عفو ترا گر نہ بیچ ضامن ہو (ب ، ن) -
۱۸- نہ موج آب گہر سے وہ نکلے (ل) -
۲۱- بس اب جہاں میں کوئی (ن) -

کیا میں فرض کہ آنے سے زیرِ بالِ ہما
تمھیں حصول ہو جمشید کی سی شوکت و جاہ[۲۲]
پر آن کو اوجِ سعادت سے میرے کیا نسبت
وہ پہنچے ظلِ ہما تک، میں تا بہ ظلِ اللہ[۲۳]
عرض کروں ہوں دعائیے پر میں ختمِ سخن
ادب کی مرضی ہے طولِ کلام ہو کوتاہ[۲۴]
الٰہی تا ہو جہاں، تو ہو اور دنیا ہو
جہاں کی جوی ہے تو اے جہانیوں کی پناہ[۲۵]

(۲۳)

در مدحِ نواب مہربان خاں

جب کبھی موردِ تحسین میں اکثر اشعار
کہا استاد نے مجھ سے مرے سن کر اشعار[۱]
اے پسر! چار نصائح میں کروں ہوں، ان کو
کر کے تحویلِ دل اپنے تو کہے گر اشعار[۲]

۲۲- کیا میں عرض کہ (ن) - جمشید کی سی مسند و جاہ (ایج متبادل) - جمشید کی سی دولت و جاہ (ر) -

۲۵- جہاں جوی ہے تو (ن) - جہانیوں کے پناہ (ن) -

(۲۳) سب نسخوں میں شامل بجز 'ح' اور 'ار' - لازمی طور پر ۱۱۷۰ھ اور ۱۱۸۵ھ کے مابین کی تصنیف ہے جب سودا فرخ آباد میں موجود تھا - نواب مہربان خاں، احمد خاں بنگش کا منشی، فرخ آباد کا دیوان اور ریاست کا حاکمِ اعلیٰ تھا -

۱- کہا استاد نے مجھ کو مرے (مو) -

۲- نصیحت میں کروں ہوں تجھ کو (ایج) - اے پسر چار نصیحت میں کروں ہوں، ان کو (آ) - اپنے تو کہا کر اشعار (ب، ن) -

ہیں جو خاقانی و فردوسی و سعدی مشہور
کیا عجب ہے کہے تو اُن کے برابر اشعار[۴]

اولاً یہ کہ مجالس میں زباں دانوں کے
تیرے آگے جو پڑھے کوئی سخن ور اشعار[۵]

سحر ایسا نہ ہو سرزد کہ دل اُس کا ہو دونیم
گو ہوا تیغِ زباں کا نرے ، جوہر ، اشعار[۵]

دوئمی ، یہ جو تو چاہے کہ نہ مجھ سا ہو کوئی
شعر سے میرے کسو کے نہ ہوں برتر اشعار[۶]

شعر تحسین نہ بھی نادان کے نہ پڑھیو زنہار
پڑھیو دانا کی تو تعریف میں مکرر اشعار[۷]

سوئمی ، گو کہے تجھ سے کوئی نادان کہ ہیں
تیرے دیوان میں دواوین کے اصغر اشعار[۸]

شعرا میں تو نہ پڑھیو بجز اُمیدِ اصلاح
ہوویں بالفرض ترے اُن سے بھی بہتر اشعار[۹]

۴۔ کیا عجب ہے رکھے تو (آ) ۔ کیا عجب ہے کہے ان کے جو برابر اشعار (ن) ۔
۵۔ ترا جوہر اشعار (ن) ۔ گو ہوئے تیغ زباں کے ترے جوہر اشعار (مو) ۔
۶۔ دوئمی چاہیو مت یہ کہ نہ مجھ سا ہو کوئی (مو متبادل) ۔ شعر سے میرے کسی کے نہ ہوں (س ، مو ، ن) ۔
۷۔ شعر تحسین یہ نادان کے (آ) ۔ نادان کے نہ پڑھیو یک بار (ن) ۔
۸۔ سوئمی یہ کہے تجھ سے (مو) ۔ کوئی نادان کہ ہیں (ل) ۔
۹۔ نہ پڑھیو بجز امید صلاح (آ ، ایچ ، ف ، ر ، ی) ۔ پڑھیو مت شاعروں میں غیرِ امیدِ اصلاح (مو) ۔

چارمیں ، بال زن آن کو نہ سمجھیو یہ فلک
مرغِ معنی سے اُڑے پاویں جو شہپر اشعار[10]

بوجھ گر اپنی برق کو تنزل ، تیرے
عرش پر ہوں تو سمجھ فرش کے اُوپر اشعار[11]

اس نصائحؔ کی سند پھر ز کلامِ عرفی
لا کے ، وہ میرے لیے یہ ز جواہر اشعار[12]

لگے فرمانے کہ اُستاد اُنھوں کا سن کر
ویسے شعروں کو ، کبھی تھا نہ کہا کر اشعار[13]

مرتبہ شعر کا زنہار نہ سمجھے گا تو
فائدہ کیا جو کرے داخلِ دفتر اشعار[14]

اس طرح کی جو سُنی طعن و تعرّض ، اُن نے
اَور کے نام سے اپنے پڑھے اکثر اشعار[15]

آفریں آفریں ہر شعر پہ دے کر اُستاد
بولا یہ خوب پڑھے تو نے سراسر اشعار[16]

سن کے تحسین یہ ، عُرفی نے کی اُستاد سے عرض
میرے ہی گررے لکھے یہ میری زباں پر اشعار[17]

۱۰- چارمی بال زن (ف) ۔
۱۱- برق کو تنزل تیری (ن) ۔
۱۳- استاد نہ ہوں کا سن کر (آ) ۔ ایسے شعروں کو کبھی تھا (آ) ۔
کبھی تھا نہ لکھا کر اشعار (ی) ۔
۱۵- طعن و تعرض اُن سے (مو) ۔ یہ شعر نسخۂ آ میں نہیں ہے ۔
۱۷- سن کے عرفی نے یہ تحسین کیا استاد سے عرض (بر) ۔

پڑھ کے نام اپنے سے تھا مورد نفریں ورلہ
کسی دیواں میں نہیں ان سے تو بہتر اشعار[18]

یہ سخن سن کے تامل سے دیا اس کو جواب
یوں جو سمجھے تو کہاں شاعر و کیدھر اشعار[19]

ہم نے چاہا تھا کہ ہوویں ترے آفاق کے بیچ
نورِ معنی سے، نہ ار حسرو خاور اشعار[20]

پر ہوئے حتیے کہ ہوئے تھے، ترقی نہ کریں
اب جو چاہے تو سرِ مو کے برابر اشعار[21]

عرض اس نقل و نصائح سے مرا ہے یہ مآل
نیک تو سب میں ہو اور تجھ سے نکوتر اشعار[22]

بزمِ اربابِ سخن میں جو کبھو حاضر ہو
پڑھیو واں بیٹھ کے تو سب سے فروتر اشعار[23]

یہ نہ ہووے کہ مسلح کئی اسجع لیے ساتھ
پھرے پڑھتا ہوا اس وضع سے گھر گھر اشعار[24]

۱۹- سمجھے تو کہاں شعر و کیدھر اشعار (ابج) - کہاں شاعری کیدھر اشعار (ں) -
۲۰- ہم نے تو چاہا تھا کہ (ابج، ب، ل، مو، ر، ں) - نورِ معنی میں (ب، مو، ں) -
۲۱- پر ہوئی حتی کہ ہوئی تھی ترقی (ں) - اب جو چاہو تو سرِ مو (ابج، ب، ف، مو، ر، ی، ں) -
۲۲- نیک تو سب میں تو اور تجھ سے (ی) - نیک تو سب ہلا ہو اور تجھ سے (ں) -
۲۳- بیٹھ کے تو سب کے برابر اشعار (ابج متبادل) -
۲۴- کئی اشجع لیے ہاتھ (آ) - کئی اشجع کے ساتھ (مو) - کئی اشجع لے ساتھ (ں) - پڑھے پھرتا ہوا اس وضع (آ) -

آتے ہی چشم تو لے موند ، دہن کو دے کھول
باؤ جوں چلتی ہو ، پڑھتے چلے فرفر اشعار[۲۵]

اور بشرے سے یہ پیدا ہو کرے حرف کوئی
تو پڑھیں یار نہ شمشیر و نہ سحر اشعار[۲۶]

دل میں لاحول ہے سامع کے ، زباں پر تحسین
جی میں یوں ، جلد اٹھے یاں سے یہ پڑھ کر اشعار[۲۷]

اہلِ مجلس تو دعا کرتے ہوں چپ رہنے کی
صاحبِ خانہ جو ہو سن کے مُکدّر اشعار[۲۸]

بولے کیا آپ میں صنعت ہے یہ سبحان اللہ !
لب چپکتے ہیں اس پر کہ ہیں شکّر اشعار[۲۹]

یہ کنایہ نہ سمجھ کر جو پڑھا سب دیوان
آئے دو چار ہی فہمید میں تر تر اشعار[۳۰]

مطلب ، اس وضع سے پاتا نہیں شاعر شہرت
بلکہ اس سے تو ہوں رسوائی پہ مُنجر اشعار[۳۱]

۲۵- باد جوں چلتی ہو (ن) - باؤ جوں چلتی ہے (ایچ) - پڑھتا چلے فرفر اسعار (مو) -

۲۶- اور بشرے سے جو پیدا کرے اسعار کوئی (ایچ) - جو کریں حرف کوئی (ر) - اور بشرے سے جو پیدا کرے تو حرف نکو (مو) -

۲۷- سامع کی زباں پر تحسیں (ن) - جی میں یہ جلد اٹھے (آ) -

۲۸- دعا کرتے ہیں چپ رہنے کی (ایچ ، مو ، ر) -

۲۹- صنعت ہے کہ سبحان اللہ (ن) -

۳۱- رسوائی پہ اکثر اشعار (آ) -

نطق کے باغ کا پھل نام نکلنا ہے سو یہ
خاکساروں ہی کو دیں ہیں ثمر و بر اشعار۳۲

عجز ہو تو نہ جہاں پائے سخن ، حسنِ قبول
یوں نہ ہوں نقشِ دلِ کہتر و مہتر اشعار۳۳

حرفِ دل کو کہا گو کہ صدف کا موتی
کب مصنّف کے کہے سے ہوئے گوہر اشعار۳۴

ہیں آفاق میں دل کش سخنِ بے تاثیر
گر اثر ہو تو کریں دل کو مسخّر اشعار۳۵

بے اثر جس کے سخن ہوویں وہ شہرے کے لیے
پڑھے گو ملک نہ ملک اپنے مکرّر اشعار۳۶

آوے جو منہ میں نکالے وہ کسی کے حق میں
پر نہ نکلیں کبھو جزدان کے باہر اشعار۳۷

حق کی امداد ہے مقبول سخن کا ہونا
یوں تو کہتے ہیں سبھی بہتر و بدتر اشعار۳۸

۳۲- نام نکلتا ہے سو یہ (آ ، ایچ ، مو ، بر ، ن) - خاکساروں ہی کو دے ہیں (آ ، ایچ ، ب ، ف ، مو ، پر ، ی) - خاکساروں کو ہیں دیں ہیں (ن) -

۳۳- یہ شعر نسخۂ آ میں نہیں ہے - یوں نہو (ل) -

۳۴- کہے سے ہو وہ گوہر اشعار (آ) - کہے سے تو ہو گوہر اشعار (ایچ) -

۳۶- بے اثر جس کے سخن ہوویں (بر) -

۳۷- پر نہ نکلے کبھو (بر) - پر نہ نکلیں کبھی (آ) -

۳۸- سبھی بہتر و برتر اشعار (آ) -

آدمیت سے بڑی شے ، نہ کہا شعر تو کیا
کس نہ واجب ہے ز ارشادِ پیمبرؐ اشعار[39]

شاعری سے نہ طلب کیجیے کچھ موقت
خلق کی نظروں میں کر دیویں جو احقر اسعار[40]

مہرباں خان بہادر کے تو اخلاق کو دیکھ
جس کے ہیں بحرِ معانی کے سماوِر اشعار[41]

اس کمال اپنے بہ آگے وہ سخن سنجوں کے
ڈرتے ڈرتے نہ زباں لائے ہے اکثر اشعار[42]

یوں کہیے فہم کا غواص کہ دل میں اپنے
رکھے موتی کی جگہ اُس کے ، صدف ، بھر اشعار[43]

کس زباں داں سے کہوں اُس کی میں تاثیرِ کلام
عاشقوں کے ہیں رگِ جاں کو نشتر اسعار[44]

شیوۂ جور کرے ترک وہیں ، گر اُس کے
سنے عشاق سے معشوقِ ستم‌گر اسعار[45]

۴۰۔ طلب کیجیے یہ موقیت (ایچ ، ب ، پ ، مو ، بر ، ن) ۔ کر دیں ہیں جو احقر اشعار (ن) ۔

۴۱۔ مہرباں خاں بہادر میں ہے کیا خوبی خلق (ب ، ن) ۔

۴۴۔ عاشقوں کی ہے رگ جاں کو (ل) ۔ عاشقوں کے ہیں رگ جاں کے (بر) ۔ عاشقوں کے ہیں رگ و جان کو (ایچ) ۔ رگِ جان کے نشتر اشعار (آ) ۔

۴۵۔ ترک ووہیں گر اس کے (ن) ۔

اُس کے دیوان کی حوبی میں کہوں کیا جس میں

دل کس اک خلق کے ہیں صورتِ دلبر اشعار[۳۶]

کون خوس قد ہے ، نہیں حس کی رناں و دل پر

اُس کے تو پہچے ہیں تا سرو و صونبر اشعار[۳۷]

کیا تعجب ہے ، رباں سے حو سے طوطی کے

پڑھتی ہے اُس کے تو دلبل چمن اندر اسعار[۳۸]

ہو کے مصروف دل و حاں سے کہے ہیں آن نے

س کہ در منقبتِ حیدرِ صفدر اسعار[۳۹]

نطم اُس کا رکھے ہے حکمِ دعائے حوشں

بہرِ حرر اُس کے پڑھیں عازمِ لشکر اشعار[۵۰]

اُس کی ہمّت نے کیا ایک حہاں کو شاعر

کہتے ہیں اب سبھی لسے کے لیے رر ، اشعار[۵۱]

سیم و رر ہی پہ فقط کچھ نہیں موقوف صلہ

لیبے کو لعل و گُہر کہتے ہیں گھر گھر اشعار[۵۲]

وصفِ شمشیر کیا چاہے تو صورت نہ بندھے

ہو کے دو ٹوک کہے تا نہ سحن ور اسعار[۵۳]

۳۶- اس کے دیواں کے حوبی میں (ن) - دل کش اک حلق کے ہے (آ ، ل) - دل کش اک حلق کی ہیں (ن) -

۳۷- تا سرو صونبر اشعار (ن) -

۳۸- جو سیں طوطی کے (ب) - طوطی کی (ن) - پڑھتے ہیں اس کے تو بلبل (ایچ ، ف ، بر ، ی) - پڑھتے ہیں اس کو تو بلبل (آ) -

۳۹- دل و جاں سے کہے ہیں اُس نے (آ) -

۵۳- صورت نہ بندھی (ن) -

جمع ہووے نہ کبھو یاد میں اُس کے دیواں

رہیں تاحشر خیالِ اُس کے میں ابتر اشعار۵۴

اُس کے توسن کا چلاوا ہے یہ موروں ، جیسے

طبع شاعر کی چلے کہنے کو ہر پھر اسعار۵۵

شرق سے غرب تلک آن میں پہنچیں یہ حان

وصف میں اُس کے اگر پھینک دوں کہہ کر اشعار۵۶

(۴۲)

در مدح شاہ عالم بہادر شاہ

ہے اشتہار تجھ سے مرا اے فلک جناب

رخشندگیِ ذرّہ ہے از فیضِ آفتاب[1]

اک تخم ہوں میں خاک نشیںِ زمینِ شور

نشو و نما دے مجھ کو کرم کا ترے سحاب[2]

۵۵- طبع شاعر کی چلی (ں) ۔ کہنے کو مرمر اشعار (مو) ۔ کہنے کو ہر ہر اشعار (ر) ۔ طبع شاعر چلے کہنے کو ہوا پر اشعار (ف) ۔

۵۶- آن میں پہنچیں سودا (ف) ۔ آن میں پہنچے یہ جاں (آ ، ر) ۔ آن میں پہنچیں نہ جہاں (ں) ۔

(۴۲) سب نسخوں میں شامل بحر 'ر' ۔ قصیدے میں ایسا کوئی اشارہ نہیں کہ کس موقع پر پیش کیا گیا ہے ۔ غالباً ۱۱۸۴ - ۸۵ھ (۱۷۷۱ء) میں اُس وقت پیش کیا گیا ہوگا جب شاہ عالم نے الہ آباد سے دہلی کا سفر اختیار کیا ۔

۲- مجکوں کرم کا ترے سحاب (ں) ۔

ہے یہ جہاں میں وہ درِ دولت سرا کہ یاں

ناکامِ بخت آن کے ہوتا ہے کام یاب[3]

قطرہ تجھ ابرِ فیض سے پہنچے جو سوئے بحر

جاوے رگڑتے چرخ کو موجِ دُرِ خوش آب[4]

دریا کو سیرِ کشتی سے تیرے ہو یہ شرف

لاوے عجب نہیں جو ہُما بیضۂ حباب[5]

روشن دلوں کو گر نہ ہو مسجود در ترا

رکھتے نشانِ سجدہ جبیں پر نہ ماہتاب[6]

معراج وہ نبی کی جو ہو عرش کے پرے

معراجِ امت اس میں جو اس جا ہو باریاب[7]

یہ عدل ہے ترا کہ قوی کو ضعیف پر

کرنے سے اب تعدی کے ایسا ہے اجتناب[8]

کھسک کے، چلے نہ وہ تیر آشیاں ملک

پر گیری میں لگائیے جس کے پرِ عقاب[9]

۳- در دولت سرا کہ واں (ایچ) - ناکام بخت ہوتا ہے یاں آ کے کامیاب (ایچ) - ناکام مجھ سا آن کے ہوتا ہے کامیاب (ب، ن) -

۴- قطرہ جو ابر فیض سے (ایچ) - پہنچے نہ سوئے بحر (ایچ) - جاوے رگڑ کے چرخ (ایچ) - جاوے رگڑنے چرخ (ن) -

۵- نہیں ہے جو یہ بیضۂ حباب (ایچ) -

۷- معراج وہ ہے تیری جو ہو عرش کے پرے (ایچ) - جو ہے عرش کے پرے (مو، ر) -

۹- پر گیری میں لگائے نہ جس کے پر عقاب (ایچ) -

پوچھا نہ تیرے عہدِ مبارک میں ایک روز
از دستِ محتسب کوئی نا پائے احتساب[۱۰]

ہیبت سے کانپتی ہے ماہی اب اس قدر
ہو جائے کیا عجب عرقِ بد گر شراب[۱۱]

سامانِ تیرہ روزی ہے بہرِ سرِ عدو
تیری وہ سیع ، قصہ ہے حس کا سیاہ باب[۱۲]

کیا تاب ہے عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور
سُن کر ہیبتِ قہر کو تیرے گہِ عتاب[۱۳]

ہر پرت پرت کوہ کا یوں اڑ چلے کہ جوں
کُھل جائے بادِ بد میں شرارۂ کتاب[۱۴]

خرِ ماہِ نو قرینہ نہیں تجھ کماں کا
ترکش کا چھٹ خطوطِ شعاعی نہیں جواب[۱۵]

اُس رخشِ برق وش کے ترے وصف میں شہا
میں نے کیا ہے مطلعِ روشن یہ انتخاب[۱۶]

۱۰- در دستِ محسب کوئی (آ) ۔

۱۱- ہیبت سے کانپے ہے منہیّات اس قدر (آ) - ہیبت سے کانپتی ہے منہیّات اب اس قدر (ایچ) ۔

۱۲- قصہ ہو حس کا سیاہ تاب (ایچ ، ب ، ن) ۔

۱۳- کیا تاب ہے عدو کو (ایچ) ۔

۱۴- کھل جاوے بادِ تند سے (ن) ۔

۱۶- اس رخشِ برق وش کی ترے (ن) ۔

مطلع ثانی

رانوں میں اُس کو صورتِ سیماب اضطراب
چالاک تر خیال سے اور وہم سے شتاب۱۷

گل گوں بھی اُس کو کہیے تو ہے یہ سُخن بجا
آتی ہے باس جس کے عَرق سے بہ از گلاب۱۸

ٹک رہ عناں کشیدہ تو اُس پر گہِ خرام
ہے آرزو صبا کو کہ بوسہ دے بر رکاب۱۹

بخشی جو تجھ کو حق نے جوانی میں سلطنت
شبِ زمانہ کو یہ ہوئی خواہشِ شباب۲۰

نزدیکِ شام کچھ یہ شفق بھولتا نہیں
کرتا ہے چرخِ پیر حنا باندھ کر خضاب۲۱

اُس بارگہ کو کیوں نہ فلک مرتبت کہوں
جس کی بلند کاہ کشاں سے بھی ہو طناب۲۲

۱۸- عرق کی بہ از گلاب (آ ، ایچ) ۔
۱۹- ہووے عناں کشیدہ تو اُس پر گہِ خرام (ایچ) ۔
۲۰- حق نے جو آئے میں سلطنت (ن) ۔ شیب زمانہ کو بھی ہوئی (ایچ) ۔
۲۱- شفق بھولتی نہیں (ب ، ن) ۔ کرتا ہے چرخ پر جو حنا باندھ کر خضاب (آ) ۔
۲۲- کاہ کشاں سے ہے پر طناب (آ ، ایچ) ۔ کاہ کشاں سے بھی ہو طناب (ن) ۔

استاد ہونے میں ہے یہ کچھ اس کی عظم و شان
آتھتا ہے جس طرح شفقی رنگ ہو سحاب[۲۳]
رفعت ہر ایک چوب کی برتر خیال سے
کوئی میں قطرِ وہم کے آوے یہ کیا حساب[۲۴]
خوبی میں نادریشوں کی اس کے کہوں سو کیا
جوں معجزِ نبیؐ سے ہو دو حصّے ماہتاب[۲۵]
اس اس روش کی قالیِ گلگوں تھی اس میں فرش
دیکھی نہ ہوگی موسمِ گل نے جسے نہ خواب[۲۶]
برجِ حمل کی طرح سے ہے اس کے بیچ تخت
تو اس میں یوں، شرف کے ہو جوں گھر میں آفتاب[۲۷]
سودا کرے ہے ختم دعائیّے پر سخن
اس جا نہیں ہے طولِ سخن مقتضائے داب[۲۸]
اِس تخت پر بہ مسندِ اقبال بیٹھ کر
کرتا رہے تو شادیِ نوروز اے جناب[۲۹]

۲۳- جس طرح شفق رنگ ہو سحاب (ایچ) - یہ شعر نسخہ آ میں نہیں ہے -
۲۴- کوئی میں قصر وہم کے (ایچ) - کوئی میں قطرہ وہم کے (ب) - گوئی میں قطر وہم کے (ر) -
۲۵- نادریسوں کی اُس کے میں کیا کہوں (ر) - بادریشوں کی اس کے تو کیا کہوں (مو) - نادریشوں کی اس کے کہوں سو کیا (ن) - جوں معجزۂ نبی سے (ب) - جس طرح معجزے سے دو حصے ہو ماہتاب (آ) -
۲۶- قالیِ گلگوں کا اس میں فرش (ایچ) - قالیِ گلگوں ہے اس میں فرش (ب) - قالینِ گلگوں ہے اس میں فرش (ن) -
۲۹- نہ مسند و اقبال بیٹھ کر (ل) -

(۲۵)

در مدحِ نواب شجاع الدولہ بہادر

خوں مرے دل میں نہیں ، تشنہ ہے گو تیرا ناز
شرم سے خُو کے تری پہنچی ہے آتش بہ گداز[۱]
گردشِ دہر ان انکھیوں کی ہلاگرداں ہے
بختِ برگشتہ کا مژگاں کے تصدّق انداز[۲]
حسنِ لب نہ سُخن آبروئے چشمۂ خضر
دمِ عیسیٰ کے لیے مَوجِ تبسّم دم ساز[۳]
ہے سرِ دہر میں تجھ زُلف سے سودا کہ ہوا
تا نہ زنجیر آسے سلسلۂ عُمرِ دراز[۴]
ندر ہنگامِ ادا ایک جہاں کا دل و دیں
ناز کے وقت گریبانِ دو عالم ہے نیاز[۵]
تیوری کی گانٹھ کا کب ہم پہ کھلے ہے عقدہ
ہووے گی کوئی گرہ رہر کی نہاں محرمِ راز[۶]

---

(۲۵) سب نسخوں میں شامل بجز 'ا ر' ۔ لازمی طور پر ۱۱۸۵ھ اور ۱۱۸۸ھ کے مابین کی تصنیف ہے جب سودا ، شجاع الدولہ کے دربار سے وابستہ تھا ۔

۱۔ تشنہ ہے گویا ترا نار (ن) ۔ شرم سے خو کی تری (ن) ۔

۲۔ گردشِ دہر ان آنکھوں کی (آ ، ن) ۔ بخت برگشتہ کے مژگاں (طبع) ۔

۴۔ ہے جو اب سرو کو تجھ زلف سے سودا کہ ہوا (آ) ۔ تجھ زلف کا سودا کہ ہوا (تو) ۔ تجھ زلف سے سودا کو ہوا (ل) ۔ تجھ زلف کے سودا کہ ہوا (س) ۔

۶۔ کب ہم سے کھلے ہے عقدہ (آ ، ب) ۔ ہووے کب کوئی گرہ (آ) ۔

رخصت آفت نہ ہو تقدیر سے جب تک تیرے

کو نہ لے گوشۂ ابرو کے اشارے سے سازے

گاہ نرگس نظر آویں ، کبھی آہو ، گہ تُرک

انکھڑیاں ہیں تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز[8]

کیسی خوبی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ!

مہربانی کا تری ، جورِ فلک یا انداز[9]

سو جو کہتا ہے نہیں دل کو ترے صبر و شکیب

اس سخن سے تو ہے انصاف سبے دور و دراز[10]

عہد میں حسن کے تیرے جو پیمبر ہو کوئی

معجزات اس کے میں ہے صبر بڑا ہی اعجاز[11]

کون وہ دن تھے کہ جب سب مرے نظّارے کو

ترے آئین میں پریشاں نظری کا تھا جواز[12]

سو وہ صحبت ہے نہ بالعکس کہ پتں آئے ہے تو

مجھ سے ہر روز نہ ناز ، اور سے ہر شب نہ نیاز[13]

نالہ و آہ سے میرے نہ جہاں رات کو خواب

سبے ہے چشمِ خلائق سے رہِ دور و دراز[14]

۷- جب تک تیری (ن) ۔ گر نہ لے گوشۂ ابرو سے (ن) ۔
۸- کبھی آہو ، کبھی ترک (آ ، ن) ۔
۹- مہربانی کا ترے (ن) ۔
۱۰- انصاف رہِ دور و دراز (ایج ، ب ، ن) ۔
۱۲- کون دن وہ تھے کہ (ن) ۔ کہ جب آئے تھے نظارے کو (ایج)۔
۱۳- بالعکس کہ اب پیش ہے تو (آ) ۔ بالعکس کہ پیس آئی ہے تو (ن) ۔

ایک طالع کی تو اپنے نہ کہوں میں ، ورنہ
آنکھ کے حب دیکھیے تا دیدۂ مہتاب ہے ناز[15]

امتحاں میری وفا کا نہ کیجیے گا
صفِ عشاق میں سب جانتے ہیں اے طنّار[16]

یوں خمِ تیغِ جفا سے ہوں ترے سر بسجود
آگے محراب کے جس طرح سے ہو پیش نمار[17]

کوئی سنتا نہیں فریاد کو میری ، ورنہ
آہ کی طرح میں ہو جاؤں سراپا آواز[18]

دل کی تو کہہ نہیں سکتا میں در اندازوں سے
کس لیے میں کہوں کچھ تجھ سے ، کہے کچھ غمّاز[19]

مال و زر تھا سو دیا عشق میں تیرے برباد
نقد جاں پر نہیں راضی جو کروں اس کو نیاز[20]

کس طرح سے یہ ستم چاہے گا انصاف اس کا
استخواں کو ہو مرے جور ترا نوتیہ سار[21]

دہر میں دادرسِ خلق ہے اب حس کی جناب
اور ابنائے جہاں میں ہے سبھوں سے ممتاز[22]

۱۶- سب چاہتے ہیں اے طناز (آ) -
۱۷- ہوں پیش نمار (ایج) -
۱۹- دل کی گو کہہ نہیں سکتا (ن) - میں در اندازوں کے ہاتھ (ایج) - کہیں کچھ غمار (آ) -
۲۰- راضی کہ کروں اس کی نیار (ایج) -
۲۱- چاہے گا اس کا انصاف (آ) - استخواں کو ہے مرے جور (ل ، ی) - جور ترا لونیہ پیار (آ) - جور ترا دم تہہ سار (ایج) -
۲۲- ہے اب تیری جناب (ایج) - ہے اب حس کا جناب (بر) -

یعنی موسوم بہ نواب شجاع الدولہ
ذات ہے جس کے زمانے کو ہے فخریہ و ناز[۲۳]

کیا بیاں اس کی عدالت کا زباں پر لاؤں
سحر ہے صولتِ عدل اس کی، نہیں گر اعجاز[۲۴]

باز و کنجشک کی کھینچے جو مصوّر تصویر
رعبِ کنجشک سے پرواز کرے صورتِ باز[۲۵]

پیشِ خس تاب نہ آتش کو بہ جز خاموشی
نہ یہ طاقت کہ زباں اپنی کرے شعلہ دراز[۲۶]

عدل جس کا یہ ہو، لازم ہے کہ اب اس کے حضور
جاؤں اس مطلعِ ثانی کے تئیں کرنے کو نیاز[۲۷]

مطلعِ ثانی

دُر نہ ہو قطرے سے اے بحرِ سخا کے ممتاز
گر ترا دستِ کرم ابر سے ہووے ناساز[۲۸]

ہمتِ عام نے تیری بہ جہاں اتنا کو
ہاتھ پھیلانے سے باہم کے رکھا یاں تک باز[۲۹]

سیر چشمی ہے اب ایسی کہ کسی باغ کے بیچ
ساخ بابا نہ پڑے نخل کے، یا دستِ دراز[۳۰]

یہ مسلّم ہے کیہ و مہ پہ کہ آفاق کے بیچ
زندگی بخش مسیحا کا ہے لا شک اعجاز[۳۱]

۲۴- صولتِ عدل اس کے تئیں کر اعجاز (ن) -
۲۷- مطلعِ ثانی کو میں کرنے کو تیار (آ ، ایج) -
۲۹- تیری بہ جہاں اتنا کو (ن) -

لیکن انجام کو پہچانئے ہے تو کارِ شفا
مفلسی کے جو مرض کا ہو کسی کو آغار[۳۲]

عہد میں اپنے شجاعوں کے وہ اشجع ہے تو
کہ تہور پہ ہے تجھ دل کے شجاعت کو نار[۳۳]

نعرۂ قہر کو تیرے جو سنیں روئیں تن
استخواں اُن کے طرح شمع کے ہو جائیں گدار[۳۴]

شعلہ پیرا وہ تری تیغ ہے، جس کی ہیبت
کوہ کی تیغ ملک رکھتی ہے جلنے سے بار[۳۵]

لاکھ پانی سے بجھائے ہے وہ آتش لیکن
شعلہ برق سے اب تک ہے زباں اُس کی درار[۳۶]

اطلسِ ہفت فلک ہو جو عدو کی چلتہ
کٹے اس طرح وہ اُس سے کہ چھری سے جوں پنلز[۳۷]

کام صحت سے نہیں اُس کی جراحت کو مگر
عیسیٰ کارد ہی لاوے تو لاوے اعجاز[۳۸]

۳۲- مفلسی کی جو مرض (ن) ۔ مرض کا ہے کسی کو آغاز (ہر) ۔
۳۳- کہ تہور سے ہے تجھ دل کے (ایچ) ۔ کہ تہور کو ہے تجھ دل کے (ب ، ن) ۔ شجاعت در نار (ب ، ن) ۔
۳۴- جو سنے روئیں تن (ایچ ، ہر ، ن) ۔ استخواں اُس کے (ایچ ، ہر) ۔ استخواں ان کی طرح شمع کی ہو جائیں گداز (ن) ۔
۳۵- شعلہ پردار تری تیغ ہے (آ) ۔ کوہ کی تیغ ملک رکھے ہیں جلنے سے نار (ن) ۔
۳۷- اطلس ہفت فلک گر ہو عدو کی چلتہ (مو ، ہو) ۔
۳۸- اس کے جراحت کو مگر (ن)۔

ورنہ جراح کے کب بخیہ و مرہم کے ساتھ
لالغن شیر اجل کے ہو نشے کو ساز۳۹
حکم اقدار ہے وہ نوک کماں کا قبضہ
ہاتھ ایسے میں لیا جس گھڑی حوف چنگل باز۴۰
چشم نے دہر کے دیکھا نہ ہوا میں ہرگز
طائر روح سوا مرغ کو کرتے پرواز۴۱
زیر راں ہے وہ ترے رخش صراحی گردن
شور قلقل سے بہ ار شیہے کی حس کے آواز۴۲
جلد پر اس کے صعا سے ہے یہ کچھ کیفیت
دیکھ کر حس کے تئیں جھک رہے صد آئنہ ساز۴۳
بوئے خوش ، باد سحر ، یاں سے اس کے ، تحفہ
لے کے حاتی ہے سوئے رقیب ختاں بہر نیاز۴۴
گوس سے یا نہ دم اس کے ہیں گل اس حوبی سے
صد چمن جس کے طویلے کا نہ ہو پا انداز۴۵

۳۹- ورنہ حراح کی کب (ن) ۔ ناحن سیر اجلی کی ہو (ن) ۔
۴۰- وہ نوک کماں کا قبصہ (آ) ۔ ہاتھ ایسے میں کیا جس گھڑی (ن) ۔
۴۲- شیہے کے حس کی آوار (ن) ۔
۴۳- جلد پر اس کی صبا سے (ن) ۔ حس کے تئیں جھک رہے صد آئنہ ساز (ن) ۔
۴۵- اس کے ہیں گل خوبی سے (ن) ۔ گل اس حوبی کے (آ) ۔ صد چمن جس کے طویلے (ایح) ۔

اچپلاہٹ سے تو پڑتی ہیں یہ آبلی آنکھیں

رشک سے ، دل ہو جسے دیکھ چکارے کا گداز[۴۶]

پوز یہ اُس کی یہ ار عجۂ سوس کہ جسے

کسی گل رُو کا لگے کب دہنِ خندہ طرار[۴۷]

مولد اس کا ہے مگر عجد کہ وہ رکھتا ہے

بیچے میں عمرۂ حیوانِ عرب کا انداز[۴۸]

اُس سبک رَو کو جو پھینکے تو رُوئے دریا پر

ٹوٹے ہرگز نہ حباب اُس کے نہ زیرِ تگ و تاز[۴۹]

خندق و قلعہ نہ ہو اُس کی ڈپٹ کے حائل

جوں ہوا اُس کو مساوی ہے نشیب اور فراز[۵۰]

کڑک اُس کی میں کہوں کیا ہے جو کچھ سرپٹ میں

باج وہ حس کے تئیں صاعقے کی ہے آواز[۵۱]

اُڑ کے رہ جائے جہاں اُس کی نگاہو کی گرد

طائرِ وہم کو پہنچائے نہ واں تک پرواز[۵۲]

۴۶- پڑتی ہیں یہ اُکلی آنکھیں (فو ، بر ، ن) - دل ہو جسے دیکھ چکارے کا گدار (فو ، بر) -

۴۷- پوریہ اس کی (ن) - پوری یہ اُس کی (فو ، بر) -

۴۸- مگر عد کہ رکھتا وہ ہے (ن) -

۵۰- اس کے ڈپٹ کے حائل (ن) - جوں ہوا اس کے مساوی (آ) -

۵۱- ساعتہ کی ہے آوار (ن) -

۵۲- جہاں اس کے رکابوں کی گرد (ایج) - جہاں اس کے نگاہو کی گرد (ن) -

کیا کروں وصف ترے پیلِ فلک پیکر کا
تا بلند اپنی زباں سے نہ سخن ہو آغاز۵۳
یوں مہاوت کی ہے اس مستکِ رنگیں پہ کھک
ماہِ نو جوں شفقِ شام میں ہو جلوہ طراز۵۴
حسن میں سیاہ قلم کی ہے وہ تصویر اُس سے
خامۂ صنعتِ حق کی نظر آئے پردار۵۵
اس طرح دانتوں میں خرطوم ہے اُس کے، جیسے
موسمِ جاڑے کے ہوں کوتاہ دن اور رات دراز۵۶
پایل ایسا کہ عجب کیا ہے نہ وقتِ رفتار
سائے اپنے کو رکھے ہم رہی اپنی سے باز۵۷
بے تکاں تیرے ہے دریا میں وہ اس صورت سے
رشک کھاتے ہیں جسے دیکھ سوارانِ حجاز۵۸
اس قدر ہے وہ دلاور کہ نہ زورِ تیجا
استقامت کرے اُس کی جگرِ کوہ گداز۵۹
لاکھ گر توپ دغے اُس کے مُحاذی تو وہ
سمجھے پشّے کی طرح اُن کی وغا میں آواز۶۰
غرض اس نظم سے تُو یہ نہ سمجھیو ممدوح
کہ طمع پر ترے مدّاح کی ہو عرض نیاز۶۱

۵۳- فیلِ فلک پیکر کا (ن)۔
۵۴- مستکِ رنگیں پہ کچک (ن)۔
۵۵- وہ تصویر ایسی (بر)۔
۵۷- ہم رہی اپنے سے باز (ن)۔
۵۸- رشک کھاتے ہیں جہاں دیکھ (آ)۔
۶۰- لاکھ گر توپ دغیں (آ، بر)۔

خلعت و اسپ و گُہر تیرے نہ آگے کچھ چیز
نہ وہ مَیں اس لیے تجھ پاس کروں دست دراز[62]

ہے تصدّق جو مُقرر مری خاطر، اُس میں
نمکیں شیریں کو ہے دانقے سے میرے ساز[63]

ہر ہوس مجھے ملتا ہے وہ جامہ حس کا
دامن آلودگیِ حرص سے رہتا ہے باز[64]

مجھ کو کچھ کام نہیں تُو مجھے جوں چاہے رکھ
مَیں ہوں بندہ ترا اور تُو ہے مرا بندہ نواز[65]

مطلب اس سے، یہ جو سودا ہے ترا پیر غلام
اور کیا ہو سکے جز یہ، کہ دُعا بعدِ نماز[66]

تیرے اعدا رہیں نظروں میں زمانے کے ذلیل
حق دو عالم میں رکھے تجھ کو سدا با اعزاز[67]

(۲۶)

در مدحِ نواب شجاع الدولہ بہادر

مُرغِ معنی کے اگر صید پر اپنا ہو خیال
عرش پرواز ہو تو کھل نہ سکیں اُس کے بال[1]

۶۲- خلعت و اسپ گہر (ن) -
۶۴- دامن آلودہ کی گو حرص سے (ن) - حرص سے رکھتا ہے باز (ایج، ل، ی) -
۶۵- تو مجھے چاہے جُوں رکھ (ایج) - تو مجھے جو چاہے رکھ (ن) -
(۲۶) تمام نسخوں میں شامل - ۱۱۸۵ھ اور ۱۱۸۸ھ کے مابین کی تصنیف -
۱- صید پہ اپنا ہو خیال (آ، ایج) - کھل نہ سکے اس کے بال (ر) -

نہ مجھے طائرِ مضمون نظر انداز مرا
فکرِ عالی کی ہے شاہین مری راہ نوال[۲]

آوے ہے شعر و سخن پر جو طبیعت میری
معنی پردے سے علم کے کریں ہیں استقبال[۳]

کچھ مجھے تازہ مضامین کی نہیں سعی و تلاش
پھرتے ہیں ناطقے مرے کے سدا وہ دنبال[۴]

شست وشو دوں ہوں میں الفاظ کو حسن نای سے
درد ہے آبِ گہر سامنے اس کے ، وہ زلال[۵]

جس زمیں پر میں کروں نظم کے مصرع موزوں
واں بحر سرو ہے روئیدگیِ نخل محال[۶]

نورِ خورشید ہو شب گھر سے فلک کے زائل
نورِ معنی سے مری بیت کے ، ہے دور زوال[۷]

جو زباں داں متتبع ہو زباں کا میری
چہرہ ہونے کی فصیحی کو نہیں اس سے مجال[۸]

۲- شاہین ہوئی راہ نوال (آ) - فکرِ عالی کے ہیں شاہین مرے راہ نوال (ار) -
۳- آوے جو شعر و سخن پر یہ طبیعت میری (ایج) - معنی پردے سے حرم کے (ایج) - کرے ہیں استقبال (ل ، ن) - کرے ہے استقبال (بر) -
۴- مضامین کی نہیں فکر و تلاش (بر) -
۷- نور معنی کے مری بیت سے ہے وہ نزوال (بر) -
۸- جس زباں داں کو تتبع ہو سخن سے میرے (بر) - سبز ہونے کی فصیحی کو (ایج) -

خامہ کہتا ہے مرا، ہے جو فصاحت اک چیز
سو زباں کی ہے مرے خادمہ بے زر و مال[۹]

یہ زباں مجھ سے کے خامے کو عطا کرنے سے
میں سمجھتا ہوں جو منشیِ ازل کا ہے مآل[۱۰]

کہ رہے مدح میں ایسے کے حسبے تا بہ ابد
پرورش کرنے میں گزرے کیہ و میہ کے مہ وسال[۱۱]

یعنی نوابِ ملک رتبہ شجاع الدولہ
قائم اس کا رہے تاحشر یونہی جاہ و جلال[۱۲]

مطلعِ تازہ کر اے خامہ رقم اب ایسا
کہ نہ ہو مطلعِ انوار کیا جائے خیال[۱۳]

مطلعِ ثانی

نہ تمنائے جبیں قدر تھی ہوتا ہے ہلال
بس کہ یاں سجدے کے مشتاق ہیں اربابِ کمال[۱۴]

یہ وہ در ہے کہ جہاں آ کے بہم پہنچاوے
رتبۂ دالِ ہما ہر مگسِ بے پر و بال[۱۵]

۹- مری حادمہ بے زر و مال (ن) -

۱۰- مجھ سے کی خامے کو (ن) - مجھ سے کے خامے کی جو نر رہتی ہے (بر) - میں یہ سمجھوں ہوں جو منشیِ ازل کا ہے مآل (ایع) -

۱۱- کہ رہے مدح میں ایسے کی (ن) - پرورش کرتے ہی گزرے (نو) - گزرے عربلہ کے مہ و سال (بر) - کہ و مہ کی ہر سال (ن) -

آستاں ہے یہ وہ عالم میں کہ جس کے در پر
جتنے ہیں خاک نشیں باغِ کرم کے ہیں نہال[۱۶]

کرم انساں پہ جوہر ہے طبیعی تیرا
خواہ ہو نیک کوئی ، خواہ کوئی بداعمال[۱۷]

کام کرنے کا اگر تو نہ تغافل فرمائے
سایہ تیرا کر اٹھے عرض یہ تجھ سے کہ سنبھال[۱۸]

جس جگہ تیری مروت کا زباں پر ہو ذکر
شعلہ واں جس کی ادیت کو سمجھتا ہے وبال[۱۹]

پدری کی ہے انھوں کی ، جو ترے دامن تک
مادرِ گیتی کی بے مہری سے پہنچے اطفال[۲۰]

مفلسی سے نہ مکدر کوئی خاطر پائی
آبِ زر سے جو دھوئی تو نے زبس گردِ ملال[۲۱]

قول پر اُن کے نہ ہوتی تری ہمت جو دلیل
پوچھتا میں حکما سے "ہے خلا کیونکہ محال؟"[۲۲]

ہاتھ کا تیرے اگر عکس پڑے دریا پر
درِ مکنون سے ہو مشتِ صدف مالا مال[۲۳]

۱۶- باغِ ارم کے ہیں نہال (ایج) ۔
۱۸- کام کرنے کا اگر (آ ، ایج ، ار ، ل ، مو ، ہر ، ن) ۔ اگر یہ نہ تغافل فرمائے (ن) ۔
۲۰- پدری کی ہے انھوں نے جو (ار) ۔
۲۲- حکما سے کہ خلا کیونکہ محال (ایج) ۔ حکما سے کہ خلا کیوں ہے محال (مو ، ہر) ۔
۲۳- ہاتھ تیرے کا اگر عکس (ب ، ہر ، ن) ۔

چاہیے ابرِ گہربار پسارے دامن
پونچھ کر چہرے کو حھٹکے حو تو اپنا رومال[۲۴]

قطعہ

حس گھڑی دہر میں تیرا ہو کفِ جود بلند
اور اُس وقت کرے تجھ سے کوئی آ کے سوال[۲۵]

ہو یہ ابارِ طلا دست تلے سائل کے
کہ حسے پحۂ خورسید کا پہنچے نہ خیال[۲۶]

نطق نے بیس حروفوں سے ترے عہد کے بیچ
سین و واو و الف و لام کو ڈالا ہے نکال[۲۷]

تو وہ عادل ہے جہاں میں کہ ملم رو میں ترے
چیونٹی بھی دست تعدّی سے نہ ہووے پامال[۲۸]

اس قدر سنگ نہ بوجھل ہو زمانے میں اگر
ارمغانِ حلمِ ترا بار نہ پھیجے بہ حسال[۲۹]

۲۴- پونچھ چہرے سے عرق حھٹکے حو تو اپنا رومال (ب ، ن) ۔ پونچھ کر چہرے سے حھٹکے حو تو اپنا رومال (مو) ۔ پونچھ کر چہرے کے جھٹکے (ر) ۔

۲۵- اور اُس وقت کرے آ کے کوئی تجھ سے سوال (مو) ۔ اور اس وقت کوئی تجھ سے کرے آ کے سوال (ن) ۔

۲۶- حو یہ ابار طلا دست تلے (ن) ۔

۲۷- لام کو ہے ڈالا نکال (ن) ۔

۲۸- چیونٹی دستِ تعدّی سے (ب ، ن) ۔

۲۹- اس قدر سنگ یہ بوجھل ہے (ایج) ۔ بار نہ پہنچے بہ حسال (ار ، ی ، ن) ۔

صولتِ قہر کے آگے ترے یوں دیو سپلہ
آنچ سے آگ کے ، جوں تاب میں آ جاوے بال[۳۰]

روزِ میداں قدم اپنا تو جہاں گاڑے واں
کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال[۳۱]

سرو سے عرب تلک رعب ترے تیرے کا
دھاک ہے تیغِ جنوبی کی تری تا بہ شمال[۳۲]

اُس کی خوں ریزی سے یوں فوجِ عدو گھونگٹ کھائے
جوں مہِ نو سے محرّم کے پلٹتا ہے سال[۳۳]

کافرِ حربی و مودی و مناوی ، ملحد
ایک چورنگ ہے چاروں کا آسے استیصال[۳۴]

کیا بیاں تجھ سے کروں وصف سپر کا تیری
سایۂ مہرِ نبوّت ہے تری پشت پہ ڈھال[۳۵]

شست اندازی سے تیری ہو عدو کب جاں بر
دائم انگشتِ عصا تیر کی تیرے ہے ہلال[۳۶]

۳۰- آنچ سے آگ کی جوں (ن) - آگے سے آگ کے جوں تاب میں آ جاوے بال (ار) - صولت و قہر کے آگے (ن) -
۳۱- تو جہاں گاڑے ہے (ب ، ن) -
۳۲- رعب ترے تیروں کا (ہر) -
۳۳- محرم کا پلٹتا ہے سال (آ) -
۳۵- وصف سپر کا تیرے (ن) - ہے تری پیٹھ پہ ڈھال (ب ، ن) -
۳۶- شست اندازی سے تیرے ہو (ن) - تیر کے تیرے ہے ہلال (ن) -

تیرے شب رنگ کے جلوے کے تئیں جو دیکھے
کبھی وہ اس کو کھنیا زرہ حسن و جمال۳۷
پہنچیں کب اس کے چلاوے کے تئیں وہم و قیاس
سالہا گر وہ کریں دوڑے کا استعمال۳۸
دیکھے اس پر جو تجھے وقت کہاں داری کے
رہے حیراں نشانے کی طرح چشمِ غزال۳۹
اس کے پیکر میں جو دیکھا ہے تمیں اس کا بیہا
برق کی ، ابر و ہوا میں ، نظر آئی تمثال۴۰
روزِ میداں وہ کبھو فوجِ عدو پر کڑکے
بدتر از صاعقہ لاوے سرِ اعدا پہ زوال۴۱
تیرے ہاتھی کا بیاں تجھ سے کروں میں لیکن
چھوٹا منہ اور بڑی بات نہیں اپنا قال۴۲
رفعت و شان و بزرگی میں کہوں کیا اس کی
مُرتفع حس کے مہ و مہر سے بھی ہوں گھٹال۴۳

۳۷- تیرے شب رنگ کے جلوے کی میں دیکھی جو مثال (ایح) -
۳۸- تئیں وہم و گماں (آ ، ایح ، ب ، ل ، ف ، ی) - تئیں وہم و خیال (بر) - پہنچے کب اس کے چلاوے کے (آ ، ایح ، ب ، ن) - تئیں وہم و کماں (ن) -
۴۰- جو دیکھا ہے میں رہ پیائی (آ) - تیرے پیکر میں جو دیکھا ہے (ن) - برق کے ابر و ہوا میں (ن) -
۴۱- وہ اگر فوجِ عدو پر کڑکے (ب ، ن) - بدتر از صاعقہ (ن) - لاوے صفِ اعدا پہ زوال (ب) - سرِ اعدا پہ وبال (آ) -
۴۲- تیرے ہاتھی کی ثنا تجھ سے کروں (ایح) - تجھ سے کروں کیا لیکن (ل) - عظمت و شان کہوں کیا میں ترے ہاتھی کی (بر) -
۴۳- شان بزرگی میں کہوں (ن) - مہ و مہر سے ہوویں گھٹال (ن) -

اس طرح مستکِ رنگیں پہ ہے اس کے ، کجباگ
جوں فلک پر شفقِ شام میں نکلے ہے ہلال۴۴
حلوہ‌گر ہیں شبِ دیجور میں گویا دو شمع
حسن کو دانتوں کے اُس کے جو کیا میں نے خیال۴۵
پایل اتنا وہ چلے ہے کہ اسے ناور کر
بخشے دشمن کے تئیں عمرِ ابد حس کی چال۴۶
باندھ دیں پاؤں سے اُس کے جو عدو کو تیرے
پھر اجل چاہے کہ پہنچے اُسے ، ہے امرِ محال۴۷
اُس کی خوبی کا تو کیا ذکر ہے ، سبحان اللہ !
وصف میں اُس کے برائل کے زباں میری ہے لال۴۸
کوئی کہتا ہے ''سمیٹے کھڑی ہے آپ کو رات''
کوئی بولے ہے ''نہیں، چہرے پہ دن کے ہے حال''۴۹
فی الحقیقت وہ جو ہے ایک پوں نامِ نسا
اکھٹے کر اُن نے گرہ دے رکھیں ہیں اپنے بال۵۰

۴۴- اس کی کجھاگ (ن) - نکلا ہے ہلال (بر) -
۴۸- وصف میں اس کے برائل کے (ار) - وصف میں اس کے فضائل کے (بر) - وصف میں اس کے رزائل کی (ن) - زباں میری لال (فو) -
۴۹- سمیٹے ہے کھڑی آپ کو رات (آ ، ایج ، ل ، ی) - کہ سمٹے کھڑی ہے آپ کو رات (ار) - کوئی کہتا ہے نہیں چہرے پہ (دو) کوئی بولے یہ نہیں چہرے پہ (بر) -
۵۰- اکٹھے کر اُس نے گرہ (بر) - ایکھٹی کر اُس نے گرہ (ن) - دے رکھے ہیں اپنے بال (آ ، ف ، ل ، ی ، ن) - دے رکھی ہے اپنے بال (بر) -

قالکی حق نے عطا کی تجھے ایسی ، حس سے
ہند کے تخت کو تا حشر رہے استقلال۵۱

تو ہے خورشید جہاں تاب کی صورت اور وہ
بے تصنّع بہ نظر برجِ حمل کی ہے مثال۵۲

خلق کو شادیِ نوروز سدا ہوتی ہے
دیکھ مسند پہ تجھے اُس میں بہ دوشِ اقبال۵۳

عرض انساں نہ کبھو پہنچے ہم تجھ جیسا
آسماں گر کرے خلقت کو جہاں کے غربال۵۴

کون ایسا ہے میں تشبیہ تجھے دوں جس سے
تو ہی آئینہ ہستی میں ہے اپنی تمثال۵۵

تو ہے جوں مہرِ جہاں تاب بہ ذرّاتِ جہاں
مہر کو ذرّے سے تشبیہ ہے تحمیق بہ دال۵۶

ختم کرتا ہے دعائیّے پہ **سودا** یہ کلام
دوست ہوں شاد ترے اور ہوں دشمن پامال۵۷

۵۱- ہند کے تخت کا تا حشر رہے استقلال (ایع) ۔
۵۴- عرض انساں نہ ہم پہنچے کبھو تجھ جیسا (ار) ۔ نہ ہم پہنچے کوئی تجھ جیسا (فو) ۔
۵۵- تو ہی آئینہ گیتی میں ہے (ابح) ۔

(۲۷)

در مدحِ نواب شجاع الدولہ بہادر

اشجار کا بستانِ جہاں کے ہے عجب ڈھنگ
حلتا ہے چنار اُس سے رُخِ گل پہ حو ہو رنگ[۱]
بے مہریِ سیّارِ گلستاں میں کہوں کیا
پھل دے اُنھیں حو نخل، اُسے مارے ہیں یہ سنگ[۲]
حتنا ہے انھیں غل، حسد اُس سے ہے افزود
چشم اُن کی ہے حوں عنحہ، دل اُن کے سے بھی کچھ تنگ[۳]
ہے حام طمع کو قدحِ چشم سے اُن کے
بادے کی مروّت کے طلب، وسوسہٗ ننگ[۴]

---

(۲۷) سب نسخوں میں شامل - ۱۱۸۵ھ اور ۱۱۸۸ھ کے مابین کی تصنیف - قاضی عبدالودود کے مطابق (سویرا، لاہور، نمبر ۲۹) یہ قصیدہ معتمد الدولہ ظفر جنگ یعقوب علی خان سے منسوب ہے -

۱- رخِ گل پہ حو ہے رنگ (آ، ایچ، ار، ل، ف، ی) - رخِ گل پہ ہے حو رنگ (لو، ر) -

۲- بے مہری میں سیار گلستاں کے کہوں کیا (ب ، ن) - پھل دے انھیں وہ نخل اُسے مارے حو ہیں سنگ (آ) - اسے ماریں ہیں یہ سنگ (ن) -

۳- حتنا ہے انھیں بعض، حسد (آ) - حتنا ہے انھیں بخل و حسد (ن) حسد اس سے ہے افزوں (لو) - چشم اُن کی ہے حوں عنچہٗ دل ان سے بھی کچھ تنگ (ن) - چشم ان کی تو ہے غنچہٗ دل اُن کے سے بھی تنگ (لو) -

۴- اے حام طمع کو (آ) - قدحِ چشم سے اُس کے (ی) - مروّت سے طلب (آ) - مروّت کو طلب (ایچ) -

اظہار کریں ، کور سے ، دے چشم میں سرمہ
وان اٹھ کے لگیں دوڑنے بیٹھا ہو جہاں لنگ[5]
آ پھرتے ہوئے اُن کے دل و دیدہ کے اطراف
ب مہر و وفا عار کریں ، شرم و حیا لنگ[6]
مہاں سے گرفت اتنے ہوں یہ ماحصر آوہر
دل مرغ کے سینے پہ گویا ناز کا ہے چنگ[7]
ہے اُن سے ، غلط ، چاہی صہبائے ترحّم
شیشے کا آنکھوں کے ہے ٹھکانا جگرِ سنگ[8]
انیا میں توقّع نہیں انساں کو کسو سے
چُھٹ اُس کے وزیر اب ہے حسنے ہند کا اورنگ[9]
کیا منہ مرا اور کیا لب و لہجہ ہے کہ اُس کا
لوں نام مُفصّل ، نہیں آداب کا یہ ڈھنگ[10]
اِس بحر میں وہ نامِ بزرگ آوے سو کیونکر
چُلّو میں سمندر نہیں آتا ہے کسی رنگ[11]

۵- دیں چسم میں سرمہ (ن) - واں اٹھ کے لگے دوڑنے (بر) -
٦- عار رکھیں شرم و حیا (فو ، بر) -
۷- گرفت اتی ہو یہ ماحصر اوپر (ن) - دل مرغ کے سینے کو گویا (ایع) -
۸- غلط چاہیے صہبائے ترحم (ن) - ہے اس سے غلط چاہی صہبائے ترحم (آ) -
۹- دنیا میں توقع نہیں (ن) - انساں کو کسی سے (آ ، ار) - توقع نہیں انساں میں کسو کی (ایع) -
۱۱- نام بزرگ آوے تو کیونکر (آ) - سمندر نہیں آتا ہے کسو ڈھنگ (آ) -

اِن بیتوں کے حرفِ سرِ مصرع پہ نظر کر
ہو اِسم شریف اُس کے سمجھنے کا ہے آہنگ۱۲

شمّہ جو بیاں کیجیے اوصاف کا اُس کے
جو ہوئی ہے دنیا میں لگے اُس کے نہ پاسنگ۱۳

الطاف و کرم کا ہو شمار اُس کے کروں میں
عاری رہوں امواج کو گِن کر نہ لبِ گنگ۱۴

انصاف یہ اب عہد میں اُس کے ہے کہ فریاد
لایا نہ لبوں تک کوئی غیر از جرس و رنگ۱۵

دیکھا نہ یہ ہمیں حوصلہ بحر اُس کے ، بشر کا
وسعت بھی زمانے کی حضور اُس کے ہے کچھ تنگ۱٦

لعل اُس کے تئیں جیسے کنکر سے ہیں کم تر
ہمّت کا جہاں بیچ بھلا کس کے ہے یہ ڈھنگ۱۷

بازو کا اُسے زور شہِ ہند کا کہیے
ہیبت نہ جہاں اُس کی ، نہ ہر صاحبِ اورنگ۱۸

۱۲- ان بیتوں کے تو ہر سر مصرع پہ نظر کر (فو ، بر) ۔ گر اسم شریف اس کے (بر) ۔ ان بیتوں کے ہر حرف سرِ مصرع نظر کر (ن) ۔

۱۳- کیجیے انصاف کا اس کے (آ ، ن) ۔

۱۴- الطاف و کرم کو ہو شمار (آ) ۔ عاری ہوؤں امواج کو (ار) ۔ عاری رہیں امواج کو کنکر نلبِ سنگ (ن) ۔

۱۵- لائے نہ لبوں تک کوئی (ن) ۔

۱٦- دیکھا نہ میں یہ حوصلہ (آ ، ایچ) ۔ وسعت ہی زمانے کی (آ) ۔ وسعت میں زمانے کی (ایچ) ۔

۱۷- کنکر سے ہے کم تر (آ ، ایچ ، ار ، ب ، ل ، ی) ۔ لنگر سے میں کمتر (ن) ۔ کس کی ہے یہ ڈھنگ (ن) ۔

۱۸- زور سہ ہند کے کہیے (فو ، بر) ۔ ہیبت جہاں اُس کے (ن) ۔

آمد کی خبر اُس کے جو ہووے طرفِ رُوم
دہشت سے لرزتی ہی رہے مملکتِ رنگ[19]
رُو جب کرے میداں میں سُوئے معرکہ اپنا
کیا تاب کہ دکھلائے نہ پشت اپنی صفِ جنگ[20]
لکھے وصفِ شجاعت میں قلم مطلعِ ثانی
دل مدح سے عائب کے مرا اب ہے بہت تنگ[21]

مطلعِ ثانی

رستم کو خبر ہو کہ مرا اُس پہ ہے آہنگ
چھوٹے بھی جو یہ سن کے تو کھایا نہ لگے انگ[22]
بِل چیونٹی کا باوے تو کرے چھپنے کا واں قصد
بھیں نہ، تجھے دیکھ کے، عرصہ ہو ولیں تنگ[23]
طائر کے جو تُو صید پہ لے تیر و کماں ہاتھ
ارجن کے وہیں چہرے سے پرواز کرے رنگ[24]

۱۹- آمد کی خبر اس کی (ن) -
۲۰- رو جب کرے میداں میں تو کیا تاب کہ اعدا (ایچ متبادل ، ر ، مو ، ب ، ن) - دکھلائیں نہ پست اپنی وہ در معرکۂ جنگ (ب ، مو ، ر ، ن) - صفِ رنگ (آ) -
۲۲- تو کھایا نہ لگے انگ (ار) -
۲۳- عرصہ ہو بہٹ تنگ (ن) -
۲۴- طائر کے جو تو صید کو لے (ار) -

قطعہ

حربے سے یہ دہشت پڑے ساوس کے دل میں
بچ جائے اگر جان سے کھا کر تری سرچنگ۲۵

ہاتھ اُس کے میں دے کر کبھو شمشیرِ برہنہ
اک آئنہ دکھلاؤ تو بھاگے وہ دو فرسنگ۲۶

چار آئنہ گردوں ہو اگر تن پہ عدو کے
آگے تری شمشیر کے ہے بھیڑ کا چورنگ۲۷

عرصہ ترے گھوڑے کے جو سرپٹ کا ہے اُس میں
پائے ورسِ بادِ سحر کرے، لگے لنگ۲۸

کچھ برق سی تڑپے ہے پڑی ابرِ سیہ میں
پیدا جو کبھوں سو نہیں رکھتا ہے وہ شب رنگ۲۹

جس وقت بسر زیں کو رکھ پٹکے میں اپنے
اُس رحشِ ولک سیر کا تو آن کے لے تنگ۳۰

آہن کا کہیں گڑھ ہو تو درواروں پر اُس کے
قائل تہی سنتے ہی کریں جتنے ہوں سرہنگ۳۱

۲۵- دہشت بری ساوت کے دل میں (آ، ل، ی) - کھا کر برا سرحنگ (ن) -

۲۶- ہاتھ اُس کے میں دیوے کبھو (ایح) - تک آئنہ دکھلاؤ (ل) - اک آئنہ دکھلائے تو (ار) -

۲۸- یہ شعر نسخہ جات ایح، ی میں نہیں ہے -

۲۹- کچھ برق سا تڑپے ہے (ایح) - تڑپے ہے سدا ابرسہ میں (ب، ن) -

۳۱- دروارے پہ اس کے (تو) جسے ہیں سرہنگ (ل) - دروازوں پہ اس کے (ن، ایح، آ، ل، ی، ف، بر) - جتنی ہو سرہنگ (تی) -

ہم وزن ترے حِلم کا ہے وقر ہی تیرا
کہسار تو دونوں میں نہیں ایک کے ہم سنگ۳۲

خاطر یہ خلائق کی ہے تجھ کو کہ سوئے باغ
بے رخصتِ بلبل نہ کرے سیر کا آہنگ۳۳

دل تجھ سے ہو میلا کسی طوطی کا یہ کیا دخل
آئینے تلک عہد میں تیرے نہ لگے زنگ۳۴

کھینچا ہے ز بس سر بہ فلک عدل نے تیرے
میزاں کی طرف دیکھ کہ ذرّہ نہیں پاسنگ۳۵

آتش رہے یوں آب میں انصاف سے تیرے
آئینے میں جس شکل ہو عکسِ رخِ گل رنگ۳٦

تجھ چشم کی ہے نرگسِ شہلا چمستاں
پاتا ہوں مروّت کے تئیں اُن میں بہ صد رنگ۳۷

دل بھر نہ گیا شیوۂ احسان سے تیرا
خالی ہوگئے دُرِّ عدن سے جمن و گنگ۳۸

پس جو کوئی تجھ سا ہو، ثنا اُس کی ہو مجھ سے
ہرگز نہ اِسے مانیو، کب مجھ میں ہیں یہ ڈھنگ۳۹

۳۲- ہم وزن ترے علم کا ہے (ن) - ہم وزن ترے حلم کے ہے (فو) -
۳۴- دل تجھ سے ہے میلا (ار) -
۳٦- آتش یوں رہے آب میں (ار) - یہ شعر نسخۂ آ میں نہیں ہے -
۳۷- تجھ چشم کا ہے (ن) -
۳۸- دل بھر نہ گیا شکوۂ احسان سے تیرا (ایج) - شیوۂ احسان سے تیرے (ب، ن) - خالی ہو کوئی درِ عدن سے (ن) -
۳۹- مجھ میں ہے یہ ڈھنگ (بر) -

جس مرتبے میں تجھ کو سمجھتا ہوں میں ممدوح
یہ مدح تو واں عار ہے ، مدّاح سو ہے ننگ۳۰
کتنے سخنِ واقعی میں عرض کیے ہیں
حواہ ان کو گھر سمجھیے اب حواہ انھیں سنگ۳۱
سودا نہ چل اب آگے کہ یہ جائے ادب ہے
کر قطعِ سخن کا تو دعائیے پہ آہنگ۳۲
قبضے میں ترے قوتِ شمشیر سے بیری
لے شام سے تا روم رہے ، روم ہے تا رنگ۳۳
پروازِ ہما جب ہو سوئے اوجِ سعادت
شہباز کا طالع کے ترے اُس پہ رہے چنگ۳۴

(۲۸)

در مدحِ نواب شجاع الدولہ بہادر

میں گوہرِ سخن کو دیا سنگ ، رنگ ، ڈھنگ
تھا ورنہ اِس رقم میں کب اِس رنگ، رنگ ڈھنگ۱

۳۰- یہ مدح وہاں عار ہے (ار) -
۳۱- کتنے ہی سخن واقعی (آ ، ایج) - کتنے سخن واقعہ میں (ایج) - گھر سمجھیے کوئی حواہ (ایج) - حواہ انکو گھر سمجھے تو اب حواہ (ب ، ن) گھر سمجھیے کا حواہ (بر) -
۳۳- قوتِ شمشیر سے بیرے (ن) -
۳۴- طالع کی برے (ن) - طالع کے ترے عرش نہ ہو چنگ (ایچ) -
(۲۸) سب نسخوں میں شامل ھر 'ح' اور 'ار' - ۱۱۸۵ھ اور ۱۱۸۸ھ کے مابین کی تصنیف -

۱- میں نے 'در سخن کو دیا سنگ رنگ ڈھنگ (ایچ ، ب ، ن) -

میراں جہاں ہو مبہم کی ، واں کس کے شعر کا
پہنچے مرے سخن کے بہ پاسنگ رنگ ڈھنگ[۲]

ٹک دیکھ میرے مصرعِ موزوں کو تو بہ غور
تیغِ سحر بھی رکھتی ہے کیا انگ رنگ ڈھنگ[۳]

کس کو ہے فنِ شعر میں مجھ ساتھ ہم سری
قطرہ نہ پاوے بس لبِ گنگ رنگ ڈھنگ[۴]

بلبل کے زمزمے کا ، چمن بیچ کیا مجال
صدا کرے کلاغِ بدآہنگ رنگ ڈھنگ[۵]

سمجھے ہے مرغِ معنیِ عرش آشیاں اسے
رکھتا ہے نار کا جو مرے جنگ رنگ ڈھنگ[۶]

نقاش میں تو وہ ہوں سحر کا کہ سیکھتا
شاعر ہو مجھ سے مانیِ ارژنگ رنگ ڈھنگ[۷]

میرا وہ مرتبہ ہے کہ حلقت کے سعر سے
رکھتا ہے شاعری کا مری سنگ رنگ ڈھنگ[۸]

۲۔ مبہم کی واں کس کے حرف کا (ب ، ن) ۔
۳۔ مصرع موروں کو بیں بغور (ا ، ف ، ی) ۔ ٹک دیکھو میرے مصرع موروں کے تئیں بغور (ایچ) ۔ ٹک دیکھوں اپنے مصرع موروں کو میں بغور (ب ، ن) ۔ مصرع موروں کے تئیں شعور (بر) ۔ تیغِ سحر بھی رکھے ہے کیا انگ رنگ ڈھنگ (ایچ) ۔
۵۔ بلبل کا زمزمے کا (آ ، ایچ) ۔
۷۔ سحر کا کہ سیکھتا (ف ، ی) ۔ نقاش میں تو وہ ہوں نہ سخن کا اس کے تئیں (آ) ۔ مانی اررنگ رنگ ڈھنگ (ن) ۔
۸۔ مرتبہ ہے کہ حلقت سے شعر کے (بر) ۔ حلقت کے شعر کا (ایچ ، ب ، ل) ۔ شاعری کا مرے سنگ رنگ ڈھنگ (ن) ۔

حسنِ گل زمیں پہ ہوں میں تو اشعار کا مرے

پہنچے ہے واں سے لاکھوں ہی فرسنگ رنگ ڈھنگ۹

اصلاح ہو نہ میری تو اوروں کے شعر کا

جزدان سے نہ نکلے کسی ڈھنگ رنگ ڈھنگ۱۰

پیدا کیا ہے معنیِ بے رنگِ حلق نے

کھا کھا مرے ہی خامے سے سرچنگ رنگ ڈھنگ۱۱

کر دوں میں اس زباں کو رواں حسن زباں کا

مارا ہوا ازل سے ہو ادھرنگ رنگ ڈھنگ۱۲

لقمان شاعروں میں اگر ہو تو شعر کا

یاں سیکھے کا اس کو ہو آہنگ رنگ ڈھنگ۱۳

فیضانِ نفسِ ناطقہ سے میرے، دہر میں

پایا سخن نے جونِ گلِ اورنگ رنگ ڈھنگ۱۴

جس جا کہ میں لعاب فراہم کروں تو واں

ذرّہ رکھے نہ صاحبِ فرہنگ رنگ ڈھنگ۱۵

۹- حسن گل زمیں پہ میں ہوں تو (ایچ) -
۱۱- معنی بیرنگ حلق نے (آ، ب، ل نو، ن) - کھا کھا مری ہی خامے سے (ن) - خامے کی سرچنگ (آ) - کھا کھا کے میرے خامے سے سرچنگ رنگ ڈھنگ (ایچ، نو، بر) -
۱۲- ازل سے ہو وہ رنگ رنگ ڈھنگ (بر) -
۱۳- یہ شعر نسخۂ بر میں نہیں ہے -
۱۴- فیضان نفس ناطقہ میرے سے دہر میں (آ، ایچ، ب، ن) - پایا سخن نے جون گل ارژنگ رنگ ڈھنگ (ن) -

آئینۂ سخن پہ معانی کی شکل کا
رکھتے ہیں حن کے لفط سِ زنگ رنگ ڈھنگ[16]

زنہار اس سے یہ نہ پھریں آن سے ، حس طرح
کہہ دے سحن کا وسوسۂ بنگ ، رنگ ڈھنگ[17]

صعت میں شعر کے غزلِ پنج بیت کا
کرتا ہے آن ہہ قافیے کو تنگ رنگ ڈھنگ[18]

مجھ کو ہنگ نحرِ معانی سے کام ہے
سمجھے سحن کا کیا کوئی حرچنگ رنگ ڈھنگ[19]

یعنی سحاعِ دولہ بہادر کہ فیض کا
پہنچا ہے حس کے لاکھوں ہی فرسنگ رنگ ڈھنگ[20]

کر اس غزل کو غور کہ تیری حساب سے
داد اس کی چاہتا ہے نہ ہر رنگ رنگ ڈھنگ[21]

۱۶- معانی کے شکل کا (ن) - رکھے ہیں حس کے لفظ (ایچ) - تہ رنگ رنگ ڈھنگ (ایچ ، ب ، ن) - یہ سعر نسخۂ آ میں نہیں ہے -

۱۷- رہار اس سے یہ پھریں ایسے کہ حس طرح (آ) - زنہار اس سے پھر نہ پھریں (فو) - کہتے سحن کا وسوسۂ تنگ (ب ، ن) -

۱۸- صعت میں شعر کی (ن) - کرتا ہے ان سے قافیے کو (آ) - یہ شعر نسخۂ ایچ میں نہیں ہے -

۱۹- سمجھے سحن کو کیا کوئی حرچنگ (ب ، ن) -

۲۰- یعنی شجاع الدولہ بہادر کے فیص کا (ن) -

۲۱- داد اس کا چاہتا ہے (ب ، ل ، ر ، ن) - کر اس غزل کو غور کہ تیری جناب میں (ن) -

غزل

دیکھا جو دیر و کعبہ میں ہم سنگ رنگ ڈھنگ
کچھ ایک سا رکھیں ہیں بہم سنگ رنگ ڈھنگ[۲۲]

کرتا پرستش اُن کی جو پاتا اُنھوں کے بیچ
بارِ وقار دل کے میں ہم سنگ رنگ ڈھنگ[۲۳]

کیا تجھ لبوں سے لعل کو نسبت کہ اُن کی طرح
پہنچا سکے ہے کوئی ہم سنگ رنگ ڈھنگ[۲۴]

ساقی نے بھر کے جام زمرد کو یہ کہا
ہم بادہ اس میں خوب ہے ہم سنگ رنگ ڈھنگ[۲۵]

سودا میں کیا کہوں در و دیوارِ باغ کا
رکھتا ہے یارِ بن غم و ہم ، سنگ رنگ ڈھنگ[۲۶]

بس مجھ کو معتنم ہے کہ میرے سخن کے بیچ
ابنا بھی دہر کا جو رکھے ڈھنگ رنگ ڈھنگ[۲۷]

۲۲- دیر و کعبہ ہم سنگ رنگ ڈھنگ (ن) ۔ کچھ ایک سا رکھے ہیں (آ) ۔

۲۳- بارو وقار دل کے (ایچ ، ب ی) ۔ یارو وقار دل کے میں (ف ، ن) ۔ ہیں ہم سنگ رنگ ڈھنگ (ب) ۔

۲۴- پہنچا سکے نہ کوئی (بر) ۔

۲۵- خوب ہیں ہم سنگ رنگ ڈھنگ (آ) ۔

۲۶- تجھ سے میں کیا کہوں درو دیوار باغ کا (ایچ) ۔

۲۷- بس مجھ کو مغتنم (ب ، ن) ۔ ابنائے دہر کا جو رکھے ڈھنگ (ایچ) ۔

تیری تو وہ زباں ہے کہ جس پر ہر آن نطق
جوں گلستاں رکھے ہے نہ ہر رنگ رنگ ڈھنگ[۲۸]

مرّیخ تک ہے لے کے عطارد سے چرخ پر
سیف و قلم کا دیکھ ترے دلگ رنگ ڈھنگ[۲۹]

لے کر قلم جو ہاتھ کرے کوہ پر نگاہ
یاقوت کا تو بخشے نہ ہر سنگ رنگ ڈھنگ[۳۰]

جیتا کبھو عدو کے تئیں تیری سیف کا
جانے نہ دے ز دائرۂ جنگ رنگ ڈھنگ[۳۱]

اک پیل و اک نہنگ ہو اور ہوں دو کرگدن
دیکھ اس کی پھر برس کا نہ چورنگ رنگ ڈھنگ[۳۲]

چنچل یہ بادپا ہے کہ جس کا طویلے بیچ
سیماب سا ہو، کھینچتے میں تنگ، رنگ ڈھنگ[۳۳]

جوں حلقہ مہ وشاں کے ہو عارض پہ گر نگاہ
کاوے میں یہ رکھے ہے وہ شب رنگ رنگ ڈھنگ[۳۴]

۲۸- میری تو وہ زباں ہے (قو) -
۲۹- عطارد سے چرخ تک (آ) - عطارد بہ چرخ پیر (ر) - دیکھ ترا دنگ (ر) - دیکھ ترے ڈھنگ رنگ ڈھنگ (آ) -
۳۰- یاقوت کو تو بخشے (ن) -
۳۱- چلتا کبھو عدو کے تئیں (ر) - عدو کے تئیں اس کی سیف کا (ایچ) - تیرے سیف کا (ن) - زدائرۂ جنگ رنگ ڈھنگ (آ ، ب ، ل) -
۳۲- اک پیل اک نہنگ (ایچ) - اور دو ہوں کرگدن (ن) - برش کی بہ چورنگ (ن) -
۳۳- کھینچنے میں تنگ (آ ، ایچ ، ب ، ف ، قو ، ر ، ن) -
۳۴- ہو عارض پہ زلف کا (ایچ ، ب ، ف ، قو ، ر ، ن) -

عاشق کا رنگ بولوں کہ معشوق کی مزاج -
دلبدی کا اُس کے دیکھ کے ہوں دنگ رنگ ڈھنگ۳۵

اُس کی کہاں کا وصف کروں کیا میں اب کہ ہے
مشہور جس کا روم سے تا زنگ رنگ ڈھنگ۳۶

تیر اُس سے یوں چلے ہے کہ ارحن سے کتنوں کو
کردے ہے جس کے توڑ کا چت بھگ رنگ ڈھنگ۳۷

مطلع یہ حا حصور پڑھوں گر وقار کا
پیدا کروں میں کوہ کے ہم سنگ رنگ ڈھنگ۳۸

مطلعِ دیگر

دریا کے فیض کا ہے ، ترا سنگ ، رنگ ڈھنگ
پاویں کہاں ترا چمن و گنگ رنگ ڈھنگ۳۹

دامن کشادہ ابرِ گہربار جب کرے
بخشش کا تیری کردے آسے تنگ رنگ ڈھنگ۴۰

۳۵- معشوق کا مراح (ایج ، بر) -
۳۶- وصف کہوں کیا میں (ایج) -
۳۷- توڑ کا جب بھگ (آ) - توڑ کا جب سنگ (ایج) - توڑ کا چت نگ (ن) -
۳۹- دریائے فیض کا ہے (فو ، بر ، ن) - ترے نگ رنگ ڈھنگ (ایج ، فو ، ن) -
۴۰- دامن کشادہ ابر گہربار (بر) - بخشش کا تیرے (ن) - یہ شعر نسخۂ فو میں نہیں ہے -

یہ عدل ہے ترا کہ زمانے میں اب نہیں
فریاد کا بجز جرس و زنگ رنگ ڈھنگ[۱۳]

(۲۹)

در مدحِ نواب شجاع الدولہ بہادر، در تہنیتِ فتحِ روہیلہ

آیا عمل میں، تیغ سے تیری، وہ کارزار
دیکھا جسے نہ تُرکِ فلک نے بہ روزگار[۱]
بےسر ہوئے ہیں آج یہ سرکش کہ گر نہال
خاک اُن کی پر ہو تو نہ ثمر لائے شاخسار[۲]
سرچنگ اس طرح کی نہ کھائی کہ تا بہ حشر
مدفون ہوں جس زمیں پہ تو واں اُٹھ سکے غبار[۳]
آتش غضب کی تُو نے یہ اُن کے فسردہ کی
تن میں نہیں ہے قطرۂ خوں صورتِ شرار[۴]
نام اُن کا تیری تیغ نے معدوم یہ کیا
نے عف کرے ہے سگ ہی، نہ عاں زاغِ کوہسار[۵]

۱۳- یہ شعر نسخۂ فو میں نہیں ہے۔

(۲۹) سب نسخوں میں شامل - ۱۱۸۸ھ (۱۷۷۴ع) کی تصنیف، جب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خاں روہیلہ پر فتح حاصل کی۔

۱- آئے عمل میں (آ) - تیغ سے تیرے (ن) -
۲- خاک اُن کی سے ہو تو (ایع) -
۳- نہ کھائے کہ تا بہ‌حشر (ن) - مدفون ہیں جس زمیں میں تو (فو) -
۴- اُن کی فسردہ کی (ن) -
۵- نام اس کا تیری تیغ (ن) - نہ عف کرے ہے سگ ہی نہ قاں زاغِ کوہسار (ن) -

اِک غم تھا دل اُنھوں کا پُر اِز بادۂ غرور
تپی اُس میں کر دیا نمکِ تیغ آب دار[6]

تھا عزم یہ ہر ایک کا جاویں گے پیٹھ ہم
تیغوں کو کھینچ کھینچ کے ، قلقاری مار مار[7]

آئے ہی وہ چنانچہ اسی طرح روزِ جنگ
پایا تھا جوں دلوں میں خیال اُن کے نے قرار[8]

گاتے ، بجاتے ، ناچتے اور کُودتے ہوئے
سائے میں جھنڈیوں کے صفیں باندھ بےشمار[9]

وہ جھنڈیاں نظر پڑیں اِک دم میں اس طرح
گاذر بچھاویں پارچے جوں نہر کے کنار[10]

پر حق بہ جانب اُن کے ہی تھا کچھ اس امر میں
تیرے دلاوروں کا سہ دیکھا تھا کار زار[11]

جو غول اُن کے سامنے آیا تو سمجھے یہ
اِک کھیت رُو سہ رُو ہے ہمارے پُر از جوار[12]

۶۔ یک خم تھے دل انھوں کا (ح ، ل ، ی) ۔ اک حم بھے دل انھوں کے پر ار بادۂ غرور (ب ، ایج ، ف ، فو) ۔
۷۔ جاویں گے بیٹھ ہم (ب ، بر) ۔ ہر ایک کا گاویںگے بیٹھ ہم (ن) ۔ بالوں کو کھینچ کھینچ کے (ن) ۔
۸۔ آئے ہیں وہ چنانچہ (ایج) ۔ آئے تھے وہ چنانچہ (ب ، فو ، ف ، بر ، ل) ۔ پایا تھا جو دلوں میں (فو) ۔
۱۱۔ برحق بجانب ان کے (ن) ۔ تیری دلاوری کا سہ دیکھا (بر) ۔
۱۲۔ جو غول تیرے سامنے آیا (ن) ۔ سامنے آیا تو سمجھیں پھر (بر) ۔

جیسی ہی اُس گروہ نے پی تھی شرابِ کبر
کھینچا ہے اُس کے نشّے سے ویسا ہی کچھ خُمار[۱۳]

اسباب پر حریف کے آپس میں لگتے داؤ
لشکر میں اپنے بیٹھ کے جب کھیلتے قمار[۱۴]

حق ناشناس قوم یہ غرّہ تھی اس قدر
غارت پہ ہر نبرد کے لیتے تھے سب اُدھار[۱۵]

لیکن خدا کے فضل سے یاں ناگرفتہ قرض
جو لائے تھے سو دے گئے، رکّھا نہ ایک تار[۱۶]

شمشیر و دست و بازو کے ہیں یہ بہت تلی
ایسا تو حرفِ حق سے گزرنا نہیں شعار[۱۷]

پر وہ جو ہیں غلامِ علام اس جناب کے
آگے قدم اُنھوں کے نہیں اُن کا اُستوار[۱۸]

جرأت میں اُن کے حرف نہیں پر یہ کیا کریں
صحبت نہ دل سے اُن کے تہوّر نے کی برآر[۱۹]

اُن میں سے اس غلام کے تھے اکثر آشنا
میں نے کہا اُنھوں سے کہ تم جیسے جاں گزار[۲۰]

۱۳- اُس کے نشے سے ویسا (ن) ۔
۱۴- لگتے داؤں (ن) ۔
۱۵- قوم یہ تھی غرہ اس قدر (ن) ۔ ناحق شناس قوم یہ غرہ تھی (ی) ۔
لیتے تھے وہ ادھار (ایچ) ۔
۱۶- جو لائے تھے وہ دے گئے چھوڑا نہ ایک تار (ایچ) ۔
۱۹- ان کی تہور نے کی برآر (ن) ۔
۲۰- تم جیسے جاں گسار (ن) ۔

یک قوم و یک برادری و یک گروہ کے
ہوں سامنے حریف کے بے حد و بے شمار[۲۱]
حافظ کی لاش ڈال گئے معرکے میں تم
فتح و شکست مردوں کو ہے ، پر یہ اِضطرار[۲۲]
اُن میں سے ایک نے بہ دمِ سرد یہ کہا
خواہش خدا کی یوں تھی ، نہ تھا اپنا اختیار[۲۳]
لیکن جو کچھ کہ واقعی دیکھا سو ہم کہیں
آوے تجھے سخن کا ہمارے گر اعتبار[۲۴]
تھی سامنے ہمارے جو فوجِ ہراولی
ہوں گے وہ دس ہزار تلک پیادہ و سوار[۲۵]
سنتے ہیں اب ہر ایک سے ، اُس فوج کے بیچ
سرکردہ تھے سمیت فرنگی کے پانچ چار[۲۶]
محبوب اور سنت و لطافت تھے اک طرف
اک سُو تھا میر سیّد علی مستعدِ کار[۲۷]
لیکن اُنھوں کو آدمی کہیے کہ دیو دد
اُن کا قدم وغا میں یہ پایا ہم اُستوار[۲۸]

۲۴- سخن کا ہمارے جو اعتبار (ایج) -
۲۶- اس فوج کی بیچ (ن) -
۲۷- محبوب اور سنت لطافت (آ) -
۲۸- آدمی کہیے یا دیو راد (ایچ) - آدمی کہیے کہ دیو دو (ن) -
آدمی کہیے کہ دیو و دد (آ ، ب ، ل ، گو ، بر ، ف ، ی) -

ایدھر سے بان و رہکلہ و توپ مُتّصل
بڑتی تھی ، پر وہ بڑھتے ہی آتے تھے سر گزار[۲۹]

بڑھ بڑھ کے آخرش وہ لگے توپیں داغنے
اُس پلٹنے پر جہاں سے جزائر کی ہووے مار[۳۰]

لیکن میں تجھ سے کیا کہوں اے یار اُس گھڑی
دکھلائی تھی احل نے عجب طرح کی بہار[۳۱]

مطلعِ ثانی

تھیں کُرتیاں ملنگوں کی مانندِ لالہ زار
تھا دودِ توپ ابرِ سیاہِ تگرگ بار[۳۲]

توپیں جو داغتے تھے فلیتوں سے آن آن
رنجک مثالِ برق چمکتی تھی بار بار[۳۳]

گچنال مثلِ رعد کڑکتی تھی دم بہ دم
آوازِ شُترنال تھی طاؤس کی جھنکار[۳۴]

بارود و گولہ توپ میں تھا یا وہ باؤ تھی
جس نے کہ قومِ عاد اُڑا دی تھی جوں غبار[۳۵]

۲۹- بڑھتے ہی آتے تھے جان گزار (ایچ) ۔
۳۰- جزائر کے ہووے مار (ن) ۔
۳۱- احل نے اُسی طرح کی بہار (آ) ۔
۳۲- تھیں کرتیاں فرنگی کی (بر) ۔
۳۳- فتیلوں سے آن آن (ن) ۔
۳۴- مثل رعد کے کڑکے تھی دم بہ دم (ن) ۔
۳۵- توپ میں تھے (بر) ۔ یا وہ باد تھی (ن) ۔ جس نے کہ قومِ عاد اوڑائی تھی (ن) ۔

فرصت کسو نے اتنی نہ پائی کہ وہ کرے
بندوق و تیر و تیغ سے جا آن میں کارزار[36]

ہر ایک جا نظر یہی آیا ہر ایک کو
گھوڑا اِدھر جو لڑتے ہے اودھر پڑا سوار[37]

اڑتے تھے یوں پیادے کہ تودے کو روئی کے
ندّاف کا کمانچہ جوں دے ہے انتشار[38]

تھے ہاتھیوں پہ بیٹھے جو حافظ کے ہم نشیں
ساتھ اُس کے ہم پیالہ و باہم نوالہ خوار[39]

وہ بھاگے اس طرح کہ یہ کہتی تھی اُن کو خلق
بھاگا وہ دیکھو جائے ہے میداں سے کوہسار[40]

نے لڑنے کے حواس تھے ، نے بھاگنے کا ہوش
نے سوچ مرنے کا ہی ، نہ جینے کا کچھ بچار[41]

باور ہی کیجو اس کو تو اے یار اُس گھڑی
آیا جو کچھ عمل میں نہ تھا اُس میں اختیار[42]

جیدھر کو جس کا مُنہ اُٹھا اودھر کو وہ چلا
سوچے بغیر یہ کہ فُلاں جا کروں قرار[43]

ہو یہ غضب تو لاش کا حافظ کے ذکر کیا
بیٹا سسکتے چھوڑ ، کیا باپ نے فرار[44]

۳۷- ہر ایک جا یہی نظر آیا (ن) ۔
۴۱- نے سوچ مرنے کا ہے (ن) ۔
۴۳- جیدھر کو اس کا منہ اٹھا (ن) ۔ سوچے بغیر یہ کہ (ن) ۔
۴۴- لاش کی حافظ کے ذکر کیا (ن) ۔

حافظ کی لاش ہم سے نہ آشنی تو نزدِ فہم
جاگہ نہیں ہے طعن و تعرّض کی ہم پہ یار[۴۵]

لازم نہ تھا آسے کہ ہو ایسے کے سامنے
ہمت میں اور کرم میں ہے جو طاقِ روزگار[۴۶]

لے زر سے تا جواہر و ار اسپ تا بہ فیل
حس کے ہمم کے آگے نہ رکھے کچھ اعتبار[۴۷]

نے رتبہ زر کو ہے، نہ جواہر کو منزلت
نے قدر اسپ کی ہے، نہ کچھ فیل کا وقار[۴۸]

خلعت کسی کو، اسپ کسی کو، کسی کو فیل
بخشے کسی کو لاکھ، کسی کو دے ہزار[۴۹]

حافظ یہ چاہے عہدے سے آس کے دراَوں میں
پیادے کو دے کے تیں روپے، نو روپے سوار[۵۰]

کہتے تھے آس کو حافظ زر دوست حلق میں
رکھتا تھا بادشہی میں ایسا وہ اشتہار[۵۱]

۴۶- آسے کہ ہوں ایسے کے سامنے (ایچ) ـ کرم میں جو ہے طاق روزگار (ایچ، ف، ہو، بر، ن) ـ نسخۂ ل میں اس شعر کا دوسرا مصرع نہیں ہے، بلکہ شعر نمبر ۴۷ کے دوسرے مصرع سے اس شعر کا پہلا مصرع مربوط ہے ـ

۴۷- جواہر اور اسپ تا بہ فیل (ایچ) ـ نسخۂ ل میں اس شعر کا پہلا مصرع نہیں ہے، بلکہ شعر نمبر ۴۶ کے پہلے مصرعے کے ساتھ اس شعر کا دوسرا مصرع مربوط ہے ـ

۴۸- نہ کچھ فیل کو وقار (ایچ) ـ نہ رتبہ زر کو ہے (ن) ـ

۵۱- یہ شعر نسخۂ ب، نیز نسخۂ ن میں نہیں ہے ـ

کیا کیا میں اُس کی تنگ دلی کا کروں بیان
خسّت کا اُس کے کیا کروں اظہار بار بار[۵۲]

حافظ نے سر دیا نہ دیا زر ، ہوئی ہے یہ
تاریخ اُس کے فوت کی ، کر لے عدد شمار[۵۳]

تاریخِ فتح عرض کی سودا نے یوں کہ "ہو
یہ فتحِ نو مبارکِ نوابِ نام دار"[۵۴]

(۳۰)

در مدحِ حکیم میر محمد کاظم

علم ظنّی ہے طبابت تو یہ سن رکھ ہم دم
مُتفق اس پہ اطبّا ہیں جہاں میں باہم[۱]

۵۲- کیا کیا کروں میں اس کی وصف شجاعت کا اب بیاں (ب) ۔ کیا کیا کروں میں اس کی شجاعت کا اب بیاں (ن) ۔ ہمت کا اس کے کیا کروں اظہار بار بار (ب ، ن) ۔

۵۳- کر کے عدد شمار (ن) ۔ (حافظ کا سر یعنی 'ح' نکال کر اُس میں "زر" کے اعداد جمع کرنے سے ۱۱۸۸ھ تاریخ برآمد ہوتی ہے ۔

۵۴- مبارک اے نوابِ نام دار (ایج) ۔ ("ہو یہ فتحِ نو مبارک نواب نامدار" کے اعداد جمع کرنے سے بھی ۱۱۸۸ھ تاریخ برآمد ہوتی ہے) ۔

(۳۰) سب نسخوں میں شامل عر 'ار' ۔ سودا نے چونکہ اس میں نواب شجاع الدولہ کا ذکر بھی کیا ہے لہذا ۱۱۸۵ھ اور ۱۱۸۸ھ کے مابین تصنیف ہوا ہوگا ۔

۱- اطبا ہیں جہاں کے باہم (ایچ) ۔

قاعدہ فنِ طبابت کا بیاں تجھ سے کروں
فہم کے گوش تو اپنے حوالہ رکھتا ہو اصم[۲]
کام اس فن میں بڑا سب سے ہے تشخیصِ مرض
یہ نہ ہو جس میں تو پھر سیف سمجھ اس کی قلم[۳]
فی الحقیقت ہے اطبا میں وہی شخص طبیب
جو کما یبنغی ان چیزوں کا ہووے اعلم[۴]
حسّ بض سے اور لون سے قارورے کے
ہووے فی الفور جسے اصلِ مرض مستفہم[۵]
ادویہ میں کرے تنقیحِ خواصِ مفرد
ہو وہ ترکیبِ مرکب کے وزن سے محرم[۶]
سنِ بیمار پہ کر غور مداوا وہ کرے
اور ملحوظ رکھے آب و ہوا و موسم[۷]
چار چیزوں سے مرکب بدنِ انساں ہے
دم و سودا ہے ہر اک جسم میں صفرا، بلغم[۸]

۲- فہم کی گوش حوا اپنی تو نہ رکھتا ہو اصم (ب ، ن) ۔ فہم کے گوش کو اپنے (بر) ۔
۳- کام اس فن میں رکھے سب سے (ب ، ن) ۔
۴- فی الحقیقت ہے جہاں میں وہی اب شخص طبیب (فو) ۔
۵- ہوئی فی الفور جسے (ن) ۔ جسے اصل دوا مستفہم (فو) ۔
۶- ہووے ترکیب مرکب کے (آ ، ب ، ل ، ی ، ن) ۔
۷- مداوا وہ کریں (فو) ۔ اور ملحوظ رکھیں (فو) ۔ آب و ہوائے موسم (ایح) ۔ آب و ہوا اور موسم (ب ، ن) ۔
۸- مرکب بدن انساں کا ہے (ن) ۔ دم و سودائے ہر اک جسم (ن) ۔

حد سے ان چاروں میں ہووے مُتجاوز جو چیز

مُحکما کرتے ہیں انساں کی مزاج اُس کے ضم[۹]

ہے یہ لازم کہ کسل کا سبب ان میں ڈھونڈیں

ٹھہرے جو خلط ، کریں اُس کا تدارک پیہم[۱۰]

بعدِ تشخیص ، دوا کیجے مرض کی بالضد

حفظِ صحت کے لیے نُسخہ ہو بالمثل رقم[۱۱]

غور اخلاط کی کیفیت و کمیت پر

ہو نہ منظور جسے ، اُس کی دوا ہوتی ہے سم[۱۲]

زیادتی چاروں میں جس کی ہو مرض کا موجب

عقل کی رو سے یہ تدبیر ہے اُس کی اُس دم[۱۳]

رکھ کے منظور طبیعت کی مرض پر قوت

تنقیہ کر کے مناسب ، کریں اُس خلط کو کم[۱۴]

قاعدہ یوں ہے ، پھر آگے ہے شفا اُس کے ہاتھ

جس کے ہے قبضۂ قدرت میں علاجِ عالم[۱۵]

سو تو ان باتوں پہ ہے حوص طبیبوں میں کسے

اس زمانے میں بجز میر محمد کاظم[۱۶]

۹- حد میں ان چاروں (ن) ۔ انساں کا مزاج اس سے ضم (ایچ ، ب ، فو ، ن) ۔

۱۲ غور اخلاط و کیفیت و کمیت پر (ن) ۔

۱۳- زیادتی چاروں میں جن کی ہو (آ) ۔

۱۶- سو تو ان باتوں میں ہے خوض (ب ، ن) ۔

خالق اُس کے تئیں دُنیا میں سلامت رکھیے
اپسے انسان خلائق میں بہت ہوتے ہیں کم[۱۷]
شرف اُس کو ہے سیادت سے ، نہ اِس فن کا فخر
اس کا اک گوشہ نشیی میں ہے یہ فیضِ قلم[۱۸]
حق تعالیٰ نے دیا اپنے کرم سے ، اُس کے
دستِ تدبیر میں دامانِ شفا مُستحکم[۱۹]
دفترِ عمرِ طبیعی میں بحالی کی سند
ہے وہ نسخہ قلم اُس کی جسے کرتی ہے رقم[۲۰]
وصف میں اُس کی طبابت کے کسی شاعر کے
فکرِ عالی سے ہوا مطلعِ تازہ یہ رقم[۲۱]

مطلعِ ثانی

نسخۂ میر نہیں نقش سے عامل کے کم
گر مرض جن ہو تو اس کا نہ کہیں ٹھہرے قدم[۲۲]
یہ عجب کیا ہے جو احیا وہ کرے موتیٰ کو
نامے میں اُس کی قلم کے ہے مسیحا کا دم[۲۳]

۱۷- خالق ان کے تئیں (ب ، ن) ۔
۱۸- نہ اس فن سے فخر (ابج ، ر) ۔ گوشہ نشیی میں یہ ہے فیض قلم (ابج) ۔
۱۹- دست تدبیر بہ داماں شفا مستحکم (آ) ۔ دست تدبیر و دامان شفا مستحکم (ی) ۔
۲۱- طبابت کی کسی شاعر کی (ن) ۔
۲۲- نقش سے عالم کے کم (ن) ۔ کہ مرض جن ہو تو (ل) ۔
۲۳- نامے میں اس کے قلم کے (ن) ۔

چلتی ہے عہد میں اُس کے رہِ ہر شہر و دیار

ہے بجو مسدود جہاں میں تو رہِ شہرِ عدم[۲۴]

گھر تک آتے کرے پیدا وہ خواصِ تریاق

اُس کے کوچے سے پُڑی باندھ جو لے آئے سم[۲۵]

بولیں ہیں جس کو کہ تشخیص و کہیں ہیں تدبیر

دو کسریں ہیں گھر اُس کے میں یہ بے دام و درم[۲۶]

ہوش اس ون میں تو ہے یہ پہ حواسِ خمسہ

ہے نصیبوں کے علاج اپنے میں دوہم برہم[۲۷]

عہد میں اُس کے ہے وہ حوانِ کرم پر جس کے

ریزہ چیں ہند میں ہے لاکھ طرح کا عالم[۲۸]

اسمِ پاک اُس کا ہے نواب شجاع الدولہ

منبعِ جود و سخا یعنی وزیرِ اعظم[۲۹]

۲۵- اس کے کوچے سے مڑے باندھ جو لے آئے سم (ب) - اس کے کوچے سے مرے باند جو لے آئے سم (ن) -

۲۶- بولے ہیں جس کو کہ (مو، بر) - گھر اُس کے میں یہ بیدام و درم (ن) -

۲۷- تو یہ ہے یہ حواس حمسہ (ن) - من میں تو یہ ہے پہ (ب) - ہیں نصیبوں کی علاج (ن) -

۲۹- منبعِ جود و سخا اور وزیرِ اعظم (فو)- یہ شعر نسخۂ ح میں نہیں ہے -

(۳۱)

در صفتِ تیر اندازیِ نواب وزیر الممالک

احکام پر ترے نہ کرے کیونکہ کامِ تیر
ہے یاں کماں تو حلقہ بہ گوش و غلامِ تیر[۱]

اتنا ہی چست بیٹھے ہے جتنی کماں ہو سست
خوبی کا حق کرے ہے ادا یاں تمامِ تیر[۲]

قربان چاہیے لبِ معشوق اس پہ ہو
اس دھج سے تجھ کماں کا پڑے ہے دوامِ تیر[۳]

تودے پہ تیرے ہاتھ سے تولے تبھی کہ جب
پہنچے ترے عدو کو اجل کا پیامِ تیر[۴]

پہنچاوے کس کے ہاتھ سے حر ہاتھ کے ترے
کارِ صفائے سست نہ اس انصرامِ تیر[۵]

جوں میل کھینچتا چلے سرمہ بہ چشم مور
ہے تیر کے سوا ترے، ایسا کدامِ تیر؟[۶]

---

(۳۱) سب نسخوں میں شامل بجز 'ار' ۔ نسخہٴ ب ، ف اور ن کے مطابق یہ مختصر قصیدہ شجاع الدولہ کی مدح میں ہے۔ نسخہٴ ج خاموش ہے اور اس میں فقط تیر اندازی کی صفت بطور عنوان دی گئی ہے ۔

۱۔ احکام میں ترے (ی) ۔ حلقہ نگوش اور غلام تیر (آ ، ایچ) ۔ ہے یاں کماں حلقہ بگوس و غلام تیر (ب ، ن) ۔

۳۔ لب معشوق اس پہ ہوں (آ) ۔

۴۔ تودے پہ تیرے ہاتھ سے بیٹھے تو تولے جب (ایچ) ۔ پہنچے ترے عدو کو اجل (ف ، ی) ۔ عدو کی اجل کا پیام تیر (ایچ ، فو) ۔

۵۔ کار صفائی شست تاہی انصرام تیر (ن) ۔ کار شفائے شصت (ج) ۔

پلّہ کرے کماں کا تری تیر جس جگہ
پہنچے نہ واں قیاس کا با صد مقام تیر[۷]

چشمِ قضا کا حلقہ ہے لاشک تری کماں
اس چشم کی نگہ کو کہے ہے عوام تیر[۸]

قطعہ

چھوٹے ہے تجھ سے یہ کہ نکل کر کماں سے
جس جا زمیں کے تودے میں پاوے قیام تیر[۹]

کھودا کرے جو واہمۂ خلق وہ جگہ
نکلے تو نکلے صبح سے لے تا بہ شام تیر[۱۰]

ہم سر ہے کس کا تیر ترے تیر سے کہ یہ
انگشت ہے قضا کی کہیں ہیں بہ نام تیر[۱۱]

حا یرے تیرخوردہ کی ہے اس لیے سقر
حربے ہیں تیرے جتنے ، ہے اُن میں امام تیر[۱۲]

۷- پلہ کرے کماں تری تیر جس جگہ (ن) -
۸- اس شعر کا دوسرا مصرع نسخہٗ ایچ میں نہیں ہے بلکہ شعر نمبر ۹ کے دوسرے مصرع کے ساتھ اِس شعر کا پہلا مصرع مربوط ہے -
۹- اس شعر کا پہلا مصرع نسخہٗ ایچ میں نہیں ہے بلکہ شعر نمبر ۸ کے پہلے مصرع کے ساتھ اِس شعر کا دوسرا مصرع مربوط ہے -
۱۰- جو واہمۂ خلق جس جگہ (ن) -
۱۱- انگشت ہے قضا کی کہ جس کا ہے نام تیر (ایچ) -
۱۲- حا یری تیرخوردہ کی (ن) - تیرخوردہ کی ہے کرۂ سقر (ایچ) - جتنے ہیں ان میں امام تیر (ن) -

تجھ سے چھڑ کے صید چھپے گر پہاڑ میں
تو چھان کر پہاڑ کو کر دیوے دام تیر[13]
لے کر کہاں کرے جو تو عزم شکار مرغ
ہرگز رکھے ہوا میں نہ طائر کا نام تیر[14]
اڑتے کبھیں نہ دیکھ سکے ملک ہند سے
جر اپنے، اک پرند کو، تا روم و شام تیر[15]
سودا کی یہ دعا ہے کہ تیری مراد کا
بیٹھا کرے نشانے پہ یارب مدام تیر[16]

(۳۲)

در مدح نواب آصف الدولہ بہادر

کیا تجھ کو سحی مسند دیوان وزارت
میں شوکت شاہی کہوں یا سان وزارت[1]
اس مرتبے کی چار قب آن کو ہی پھبے ہے
پشتین سے حو ہوتے ہیں شایان وزارت[2]

۱۳- تجھ سے بچھڑ کے صید (ن) - پوچھا نکر پہاڑ کو کردے تو دام تیر (ن) -
۱۶- تیرے مراد کا (ن) -
(۳۲) سب نسخوں میں شامل بجز آ، ار، ل لور ی - غالباً ۱۱۸۸ھ کی تصنیف ہے جب آصف الدولہ نواب وزیر ہوئے -
۱- میں شوکت شاہی کہوں (ب) -
۲- اس مرتبے کا چار قب (مو) - اس مرتبے کے چار قب اُن کو ہی پھبی ہے (ن) - پشتیں سے ہوتے ہیں حو شایاں ورارت (ایح) -

دادے سے ترے تھے لئیں، تقدیر نے زنہار
توڑا نہیں مابین رہے پیمانِ وزارت[3]
شاہی پہ مدلّل ہے جو منشیِ ازل نے
لکّھا ہے ترے واسطے فرمانِ وزارت[4]
یہ جاہ ہے تیری کہ سدا خسروِ خاور
ہے رنگ ترا دیکھ کے سامانِ وزارت[5]
ہم چشم عطارد کو نہ سمجھے کبھو اپنا
تیرا جو اٹھاتا ہو قلم دانِ وزارت[6]
آصف ہے ترا نام، سلیماں سے بڑی جاہ
بخشیں ہیں کروڑوں، ترے ارکانِ وزارت[7]
دیکھیں جو ترا حرج سلاطین جہاں کے
لکھیں وزرا میں تجھے سلطانِ وزارت[8]
سودا کی ترے حق میں دعا ہے یہ شب و روز
اے باعثِ سرسبزیِ بستانِ وزارت[9]
سر سے نہ خلائق کے جدا ہووے الٰہی
تا حشر ترا سایۂ دامانِ وزارت[10]

۳- دادا سے ترے (مو) - توڑا نہیں پائیں میں پیمانِ وزارت (فو) -
۴- مدلل ہے یہ منشیِ ازل نے (ابح) -
۵- ہے رنگ ترے دیکھ کے (ابح) - یہ شعر نسخۂ ف میں نہیں ہے -
۶- اٹھاتا ہے قلم دانِ وزارت (ابح) - تیرا جو اٹھایا ہے قلم دانِ وزارت (بر) -
۷- سلیماں سے تری جاہ (بر) - سلیماں سے تری قدر (ابچ) - بخشے ہیں کروڑوں (ابح) -

(۳۳)

در مدحِ نواب آصف الدولہ بہادر

تیرے سائے تلے، ہے تو وہ مہنت
بشتہ کر جائے دیو دد سے لڑنت[۱]

نام سن پیلِ کوہ پیکر کے
بہہ چلیں جوئے شیر ہو کر دنت[۲]

سحرِ صولت کے سامنے تیرے
سامری بھول جائے اپنی پڑھنت[۳]

تیری ہیبت سے اس فلک کے تلے
کانپتے ہیں زمیں کے بیچ گڑنت[۴]

نکلے کی طرح بل نکل جاوے
تیرے آگے جو دد کرے اکڑنت[۵]

دیکھ میداں میں تجھ کو روزِ نبرد
سب یہ راون کے بھول جائے سنت[۶]

---

(۳۳) سب نسخوں میں شامل ہے۔ غالباً ۱۱۸۸ھ اور ۱۱۹۵ھ کے مابین کی تصنیف ہے۔

۱- تیرے سائے تلے ہو تو وہ مہنت (آ، ایچ، ل، ی)۔ ہے تو وہ نہنت (ن)۔ دیو و دد سے لڑنت (آ، ف)۔
۲- بہہ چلے جوئے شیر (بر)۔
۳- سحر صولت کا سامنے (آ)۔ بحرِ صولت کے سامنے (فو)۔ سامری بھول جائیں (فو، بر)۔
۴- کانپتی ہے زمیں کے بیچ (آ، ایچ، ی، ن)۔
۵- بل نکل جاویں (آ)۔ تیرے آگے جو وہ کرے اکڑنت (فو)۔

نکتکِ پا اگر سنے تیری
داب کر دُم کھسک چلے ہنونت[۷]

قطعہ

آوے بالفرض سامنے تیرے
روز ہیجا کے سُور یا ساونت[۸]
نی کا اُن کے زرہ میں ہو یوں حال
مرغ کی ، دام میں ہو جوں پھڑکت[۹]
شعلہ پیرا اگر ہو تیری تیغ
کاہ سے کوہ تک ہو سب بھسمنت[۱۰]
فرق پر جب عدو کے وہ بیٹھے
''زہ'' فلک بولے اور ملک ''احسنت''[۱۱]

قطعہ

گرے تجھ تیر کا جہاں پیکاں
قوتِ بازو سے ترے سرکنت[۱۲]
ہاتھ سوفار تک نہ پہنچے کبھو
کرے بھر عمر واں کوئی جو کُھدنت[۱۳]
زہرۂ برق آب ہو جاوے
تیرے کوس کی گرج سے کڑکنت[۱۴]

۷- نکتکِ پا سنے اگر تیری (آ) -
۹- زرہ میں ہو یہ حال (نو ، بر) -

وہم آسا ہے کین پری وش کی
شرق سے تا بہ غرب اک ڈہشنت[15]
پیشۂ عدل میں ترے ہر موش
سامنے ببر کے رہے چودنت[16]
کوئی کیسا ہی ہو قوی ، اُس سے
نہیں دل کو ضعیف کے دبکنت[17]
وہ بھی روباہ جس کو ہو خارشت
سمجھے ہے شیر کو ہے کیا پشمنت[18]
حلم کا بار گر نہ ہو بیرا
ارض شکلِ سہا رہے نہ بھنت[19]
دستِ زربخش کا ترے خورشید
ڈھونڈے بھر عمر تو نہ پاوے انت[20]

قطعہ

آگے سائل کے تُو کرے بہ رمیں
اشرف اور روپے کی یوں بکھرس[21]
جلوہ نظروں میں اس طرح وہ دے
جوں فلک پر ہو تاروں کی چھٹکس[22]

۱۹- بار گر نہ ہو بیرے (مو ، ر) -
۲۰- دستِ زربخش کا ترے حاتم (ایج ، ل ، ی) - یہ شعر نسخۂ آ میں نہیں ہے -
۲۲- جلوہ نظروں میں اس طرح دیوے (ایچ) -

ختم ہوتا دعا پہ کرتا ہے
وصف کا تیرے کون پاوے انت۲۳

رہے نوّاب آصف الدولہ
دل سے تیرے خوشی کو نت لپٹنت۲۴

حال یوں روسیہ عدو کا ہو
جاہ و دولت کی تیرے دیکھ بڑھنت۲۵

مہر کے جوں حمل میں آنے سے
شب کو آفاق میں لگے ہے گھٹنت۲۶

(۳۴)

در مدحِ نوابِ آصف الدولہ بہادر

کیا قلم کو رقم سے ہے مسطور
کہ صریر اُس کی سے ہے دل کو سرور۱

نورِ صبحِ بہار کاغذ پر
خطِ خطِ گل عدار کے دستور۲

زلفِ خوباں چیں سے خوبی میں
کھینچے ہر سطر جس کی آپ کو دور۳

۲۵- جاہ و دولت کا تیری دیکھ بڑھنت (کو) -
(۳۴) سب نسخوں میں شامل بجز "ا ر" - ۱۱۸۸ھ اور ۱۱۹۵ھ کے مابین کی تصنیف ہے -
۱- کہ صریر اُس کے سے (ن) -
۲- حطِ خطِ گل عذار کا دستور (ن) -

ہے تبسم قلم کے منہ پر شق
قلم اتنی رقم سے ہے مسرور[۴]
خامہ پیش از گیاہ کیا ہے جیسے
ہو رقم سے یہ خوش دلی کافور[۵]
مگر اس امر پیچ کرتا ہے
اس طرف انتقال ذہن و شعور[۶]
کہ لکھا چاہتا ہے اُس کی مدح
خلق میں جس کا خُلق ہے مشہور[۷]
یعنی نوّاب آصف الدولہ
ہو سلیمان پہنچ کے جس تک مور[۸]
ہے تواں بخش ناتواں کا وہ
شاہد اس کا ہے متفق جمہور[۹]
پیل لے جائے پیل کو پشہ
اُس کے آگے کریں جو باہم زور[۱۰]
شعلہ پیرا ہو جس دم اُس کی تیغ
ہووے خاکِ سیہ عدم میں فتور[۱۱]

۴- قلم اپنا رقم سے (آ ، مو) ۔ قلم اپنے رقم سے (ایچ ، ی) ۔ قلم اتنا رقم سے (بر) ۔
۵- ہے رقم سے یہ خوش دلی (مو) ۔
۶- اس طرف انتقال ذہن شعور (ایچ) ۔ اس طرح انتقالِ ذہن و شعور (مو) ۔ یہ شعر نسخہ جات آ ، ی میں نہیں ہے ۔
۷- خلق میں جس کے خُلق ہے مشہور (ن) ۔
۱۰- لے گیا پیل پیل کو پشہ (آ ، ایچ ، ب ، ل ، ی ، ن) ۔ اُس کے آگے کیا جو باہم زور (آ ، ایچ ، ب ، ل ، ی ، ن) ۔
۱۱- ہووے خاکِ سرِ عدم میں وفور (ایچ) ۔

اس کی بشرش کا وصف کیا میں کروں

سختہ اور نرم ہو بہ ایں دستور[۱۲]

سخت پر جیسے تار صابن میں

نرم پر جوں ہوا میں بالِ طیور[۱۳]

یاد میں اس کے باندھیے جو کمر

رن سے پھریے مظفّر و منصور[۱۴]

مدحِ غائب سے دل ہے اپنا تنگ

ہو تک اے خامہ ، باریابِ حضور[۱۵]

وہ جو تیری کماں کی سیسر ہے

کس کو اس کے اٹھانے کا مقدور[۱۶]

یاد میں حس کے تیر کے آوے

کوہ نظروں میں خانۂ زنبور[۱۷]

وصفِ شوخی میں باد پا کے ترے

کرتی ہے اب زبانِ نری قصور[۱۸]

ہے فرس کس کے زیرِ راں ایسا

جس کی حلدی کا ہووے یوں مذکور[۱۹]

۱۳- تار سابن میں (ح) -
۱۶- وہ جو تیڑی کماں ہے پرزور (آ) -
۱۷- حس کے تیر لے آوے (ایح) - یہ شعر نسخۂ ب ، نیز نسخۂ ن میں
نہیں ہے -
۱۸- بادپا کی ترے (ن) -
۱۹- جس کے حلوے کا ہووے یہ مذکور (ن) - ہووے یہ مذکور
(ایح) -

کردے تہل میں کام رونۂ زمیں

سینہ باز نقشِ نعلِ ستور[۲۰]

آکڑ ایسی ہے تیرے ہاتھی میں

حس کا پروردہ نمک ہے غرور[۲۱]

دیکھ اُس پر تجھے یہ بولے خلق

ہے تجلّیِ حق بہ کوہِ طور[۲۲]

فتنے کا دہر میں نسق ہے نرے

کون ہووے ممد کیا مقدور[۲۳]

حس و آتش ہو جس جگہ واں سے

راہ چپ کردہ جائے بادِ سحور[۲۴]

ٹالک دے عدل دیدۂ شاہیں

بھر نظر دیکھے گر سوئے عصفور[۲۵]

۲۰- نقش لعل ستور (ن) - نسخۂ ل میں اس شعر کا دوسرا مصرع نہیں ہے بلکہ شعر نمبر ۲۱ کے دوسرے مصرع سے اس شعر کا پہلا مصرع مربوط ہے -

۲۱- اکڑ ایسی ہی تیرے ہاتھی کی (ن) - تیرے ہاتھی کی (ایچ ، ب) - نسخۂ ل میں اس شعر کا پہلا مصرع نہیں ہے بلکہ شعر نمبر ۲۰ کے پہلے مصرعے سے اس شعر کا دوسرا مصرع مربوط ہے -

۲۲- تجھے یہ بولی خلق (ن) -

۲۳- فتنہ دہر میں نسق سے نرے (ن) - کوئی ہووے ممد کیا مذکور (ل ، ی) - ممد سو کیا مقدور (آ) - ممد ہے کیا مقدور (پر) -

۲۴- راہ چپ کر کے جائے (مو) -

قطعہ

گر ہو آتش پہ تجھ غضب کی نگاہ
ہو حرارت کا اُس میں تو یہ وفور[۲۶]
زندگی کے لیے سمندر بھی
چاہے مسکن نہ معدنِ کافور[۲۷]
تیرے فیضِ نگاہ کو پر کاہ
پہنچ کر ، چاہیے نہ ہو مغرور[۲۸]
کوہ ہو جائے شکل شیشے کے
گر کے نظروں سے تیری چکنا چُور[۲۹]
تو وہ دریائے فیض ہے جس سے
واہمہ کر سکے کبھو نہ عُبور[۳۰]
تیری بخشش ہے یہ کہ گوہر سے
جوں صدف مشتِ خلق ہے معمور[۳۱]
مطلب اس نظم سے نرے آگے
کچھ خوشامد نہیں مجھے منظور[۳۲]

۲۶- ہو گر آتش پہ تجھ (ر) - غضب کی نگاہ (ن) - اس میں جاتی تہ وفور (ن) -
۲۷- مستور ہی (آ) -
۲۸- تیری فیضِ نگاہ (ن) -
۲۹- گر کے نظروں تیری (ج) -
۳۰- دریائے فیض ہے حس کے (آ) -
۳۱- تیری بخشش یہ ہے کہ گوہر سے (نو) -
۳۲- کچھ حوشامد مجھے نہیں منظور (ن) -

بس کہ ہے لائقِ ثنا یہ جناب
مدح کرنی ہوئی مجھے بھی ضرور۳۳

قطعہ

میری ہی اعتقاد ہے یہ مدح
ورنہ رُتبہ ترا ہے اتنا دور۳۴
کہ جو چاہے خیال واں تک جائے
پہنچے کا آسے کہاں مقدور۳۵
کہکشاں خامہ ، آسماں کاغذ
ہو مرکّب اگر شبِ دیجور۳۶
اتنے ساماں پہ تیرے سب اوصاف
آویں تحریر میں ، یہ کیا مذکور۳۷
ختم **سودا** کرے سخن یہ دعا
آمیں سب بولیں بندگانِ حضور۳۸
فضل سے حق کے تو بہ حشمت و جاہ
رہے تا حشر خُرّم و مسرور۳۹

۳۳- لیک ہے لائقِ ثنا یہ حساب (فو) -
۳۴- اپنی ہی اعتقاد میں یہ مدح (ل) - میرا ہی اعتقاد ہے ممدوح (ر) -
۳۵- خیال واں پہنچے (ایج) - خیال واں جائے (ب ؛ ل) - یہ شعر نسخۂ ی میں نہیں ہے -
۳۷- ایسے ساماں پہ تیرے کیا انصاف (ب) - تیرے سب انصاف (ل) - آویں تحریر میں یہ کیا مقدور (ایچ ، ب ؛ ل) -
۳۸- ختم سودا سخن کرے یہ دعا (فو) -

(۳۵)

در مدح نواب آصف الدولہ بہادر

گر فلک اب یہ مہرباں ہووے
جوں تگرگ ابر دُر فشاں ہووے[1]

دخل کیا ہے کہ اُس کے چُننے کا
کسی انساں پر گماں ہووے[2]

خلق کو اس قدر ہے استغنا
نہیں ممکن کہ وہ بیاں ہووے[3]

رہرو آگے اگر پڑا ہو گُہر
دور ٹھوکر سے کر رواں ہووے[4]

کبھو دیکھا نہ یوں کہ زر بے قدر
اِس قدر زیرِ آسماں ہووے[5]

رہ نوردوں کی نظروں میں اکسیر
بدتر از گردِ کارواں ہووے[6]

---

(۳۵) سب نسخوں میں شامل عر ار - ۱۱۸۸ھ اور ۱۱۹۵ھ کے مابین کی تصنیف -

۲- کیا ہے کہ اس کے جینے کا (ن) - دخل کیا ہے کہ اس کے جتنے کار (ایح متبادل) -

۳- اس قدر ہو استغنا (ایح) -

۶- نظروں میں اکثر (آ ، ایح) - یہ شعر نسخہ ی میں نہیں ہے - نظروں میں اکثیر (ح) -

در گنجینہ پر نہیں اب رسم
کنجی اور قفل و پاسباں ہووے[۷]

متمول یہ خلق ہے جس کے
قاصر اب کہنے میں زباں ہووے[۸]

جو گدا روز و شب کہ سائل تھا
چاہیے رشکِ خسرواں ہووے[۹]

در و دروازہ یوں ہے اب کس کا
کہ نہ واں پیل و پیل باں ہووے[۱۰]

کون ہے جس کے تاری و کچھی
نہ پھڑکتا بہ زیرِ راں ہووے[۱۱]

نہیں بر میں کسی کے اب وہ لباس
کہ نہ قیمت میں جو گراں ہووے[۱۲]

نہ کوئی باندھے جب تلک ہتھیار
نہ طلایہ نہ تہ نشاں ہووے[۱۳]

خوانِ نعمت نہیں ہے ایک کا یوں
جس پہ تا سو نہ میہماں ہووے[۱۴]

۷- کنجی و قفل و پاسباں ہووے (آ ، ایچ ، ل ، فو ، ی) ۔ کنجی اور قفل کا نشاں ہووے (ایچ متبادل) ۔ کنجی اور قفل پاسباں ہووے (ن) ۔

۸- یہ خلق ہے جس کی (ن) ۔

۱۰- در دروازہ یوں ہے (ل) ۔ یوں ہے اب اُس کا (آ) ۔ کہ نہ واں پیل و پیلباں ہووے (ن) ۔

۱۱- تاری و ترکی (بر) ۔

عیش و عشرت سے ہے سدا دم ساز
پیر ہو یا کوئی جواں ہووے[15]

ہے جو کچھ حسن کہے، ہے اُس کی عطا
آصف الدولہ اور جہاں ہووے[16]

دیکھ کر حسن کو خلق بولے ہے
تو ہو اور عمرِ جاوداں ہووے[17]

پرورش کس کو یوں ضعیفوں کی
تجھ سوا زیرِ آسماں ہووے[18]

درِ دولت سرا ملک تیرے
پہنچے پشتہ سو پہلواں ہووے[19]

کم بغل، جو نظر پڑے، تیری
وہ سہ دیلِ تونگراں ہووے[20]

ہے خلا تو محال ہی، یہ سخن
حکما کا غلط کہاں ہووے[21]

سب حکم ہے ملا مگر خالی
تیری بخشش سے بحر و کاں ہووے[22]

۱۵- ہے سدا معمور (ایج) - عیش و عشرت سے ہے پڑا دم ساز (ایج متبادل) - پیر ہو کوئی یا جواں ہووے (ف، ل، ی، ن) - عیش و عشرت ہے سدا دمساز (ج) -
۱۹- آوے پشتہ تو پہلواں ہووے (نو، بر) -
۲۰- جو نظر پڑی تیری (ن) -
۲۱- ہے خلا ہر محال ہی یہ سخن (آ) - ہے خلا جو محال ہے یہ سخن (ن)۔ حکما کو غلط گماں ہووے (ایج) - حکما کا غلط گماں ہووے (آ، ف، ل نو، بر، ن) -

کیں سے گردوں کے عمر بھر رہے دور
جس پہ اک دم تو مہرباں ہووے[۲۳]

چیز بے قدر کو جو دے تو قدر
قدردانوں میں ارمغاں ہووے[۲۴]

کیا عجب ہے تری مروّت کا
جس جگہ ذکر اور بیاں ہووے[۲۵]

لعل و یاقوت کی طرح اُس جا
آب ، آتش کے تن میں جاں ہووے[۲۶]

قطعہ

دہر میں حسنِ خلق سے تیرے
خلق رطب اللّساں جہاں ہووے[۲۷]

بو سے مذکورِ خلق کے فی الفور
دہنِ خلق عطرداں ہووے[۲۸]

جا سے بے جا ترے قلم رو میں
کب توانا سے ناتواں ہووے[۲۹]

ذرّۂ خاک کی حفاظت کو
بادِ تند آ کے پاسباں ہووے[۳۰]

۲۳- کیں گردوں سے عمر بھر رہے دور (فو ، بر) ۔
۲۴- چیز بے قدر کو تو دیوے قدر (ایچ متبادل) ۔ قدردانوں میں ارغواں ہووے (ایچ ، متبادل) ۔
۲۶- آب و آتش کے تن میں جاں ہووے (فو ، بر ، ن) ۔
۲۸- بو سے مذکور خلق کے تیرے (فو ، بر) ۔
۳۰- حفاظت کوں (ن) ۔

سنگ اِس عہد میں ہو واں پانی
شیشہ گر کی جہاں دکاں ہووے[۳۱]

قطعہ

آگے تجھ تیغ کے عدو کا اگر
دل پہاڑ ، آہن استخواں ہووے[۳۲]
کاٹ اُس کا ہے سپہ گری اُس کی
روزِ میداں سب اِمتحاں ہووے[۳۳]
کوئی اُس کا نہ ہو جو رونے کو
دیدۂ زخم خوں چکاں ہووے[۳۴]
ہر پیرا نگاہِ چشم قضا
اُس کو دیدارِ دشمناں ہووے[۳۵]

قطعہ

یا بادشاہ ترا تعالیٰ اللہ
جلوہ گر آ کے وہ جہاں ہووے[۳۶]

۳۱- سنگ اس عہد میں ہوا پانی (ایج) ۔
۳۳- کاٹ اس کی سپہ گری اس کی (ہر) ۔ روز میداں جس امتحاں ہووے (ایج) ۔ روز میداں کے امتحاں ہووے (نو) ۔
۳۴- کوئی اس کا نہیں جو رونے کو (ن) ۔
۳۶- ترا تعالیٰ اللہ (ن ، ج) ۔

زیرِ راں دیکھ کر تڑپ اُس کی

خلق کا اُس پہ یوں گماں ہووے۳۷

کیا عجب ہے کہ برق کا شعلہ

اُس کے تیہے کے درمیاں ہووے۳۸

صرصر اُس کے قدم کو پھر نہ لگے

ٹک کشاد اُس کی گر عناں ہووے۳۹

جہد کرنے کا دل میں ہو جو خیال

مجھ سے آگے تو کیا بیاں ہووے۴۰

اُس جگہ تک جہاں میں جس کا بُعد

دور از وہمِ انس و جاں ہووے۴۱

لاکھ بار ایک پل کے عرصے میں

پہنچے جس جا سے پھر یہ واں ہووے۴۲

قطعہ

فوج کا بیری، کر سکے نہ شمار

گو عُطارد حساب داں ہووے۴۳

کثرت اُس کی ہے، جب تو ہووے سوار

بس کہ پُر گرد آسماں ہووے۴۴

۳۷- خلق کا اس پہ یہ گماں ہووے (فو ، بر) ۔

۴۰- جہد کرنے کی دل میں ہو جو اُمنگ (ایج متبادل) ۔

۴۱- جہاں میں جس کے بعد (ایج) ۔

۴۳- فوج کا تیرے (ن) ۔

۴۴- کثرت اس کی ہے جب تو (ن) ۔

آنکھیں مَل مَل یہ مہر ہو بے نور
جیسے شیشہ یہ کاندان ہووے۳۵

قطعہ

دود ہو یہ بلند توپوں کا
آتش انگیز جب دہان ہووے۳۶
سقفِ حمّام جس طرح ٹپکے
قطرہ زن چشمِ اختران ہووے۳۷
اُن کی آواز سے یہ دشت و کوہ
زلزلہ یہ جہان تہان ہووے۳۸
یہ کفِ دست جس طرح سیاب
حالتِ کوہ یوں عیاں ہووے۳۹
دی ہے جو حق نے تجھ کو حشمت و جاہ
فہم واں تک رسا کہاں ہووے۵۰
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب
نصف اُس کے نہ کہکشاں ہووے۵۱
بچھے اُس بارگہ میں جب مسند
رشکِ صد تختِ خسرواں ہووے۵۲

۳۶- دود یہ ہو بلند (آ) -
۵۰- دی جو حق نے تجھے یہ حشمت و جاہ (ایچ متبادل) -
۵۱- نصف اس کی نہ کہکشاں ہووے (ن) -
۵۲- بچھی اس بارگہ میں (ن) - یہ شعر نسخۂ آ میں نہیں ہے -

قالیں اُس کی ہر ایک بانداز
بہتر از باغ و بوستاں ہووے ۵۳
دیکھیے تب تجھے کہ تو جس دم
بیٹھ کر اُس پہ حکم راں ہووے ۵۴
اَور سرکردہ جتنے ہیں آں میں
کوئی نوّاب، کوئی خاں ہووے ۵۵
دست بستہ مطیعِ فرماں کا
رو برو زیر سائباں ہووے ۵۶
تجھ سا آفاق میں ہو جب ممدوح
اور سودا سا مدح خواں ہووے ۵۷
ہیں شایاں کہ عرض مطلب کی
اس کے ہر بار بر زباں ہووے ۵۸
اب دعا وہ کروں ہوں سن کے جسے
"آمیں آمیں" بہ حاضراں ہووے ۵۹
شادی و عیش و خرّمی ہر روز
آکے تجھ دل سے تواماں ہووے ۶۰

۵۳- قالیں اس کے ہر ایک (ں) -
۵۴- دیکھیے حب تجھے کہ تو اس دم (آ) - دیکھیے تجھ کو اس پہ تو جس دم (ایج) - دیکھیے حب تجھے کہ تو جس دم (ر) -
۵۵- کوئی نوّاب و کوئی خاں ہووے (آ، ل، لو) -
۵۸- اس کی ہر بار بر زباں ہووے (ں) -
۶۰- شادی و عیش خرّمی ہر روز (ن) - آپ کے تجھ در سے تواماں ہووے (مو) -

جاہ و دولت کا تیری تا ابد ناہد
حق تعالیٰ نگاہ باں ہووے[61]

(۳۳۶)

در مدح نواب آصف الدولہ بہادر

سودا یہ جب جنوں نے کیا خواب و خور حرام
لائے گھر اس طبیب کے، ہے عقل جس کا نام[1]
احوال اس کا دیکھ کے کہنے لگا طبیب
اب فصد و مسہل اس کے لیے ہے مفید تام[2]
کہنے لگا سن اس کو وہ دیوانہ در جواب
مجھ میں لہو کہاں، یہ برا ہے خیال خام[3]
جو کچھ کہ میرے تن میں لہو تھا سو اس کے سال
عامل نے حیرآباد کے پی کر کیا تمام[4]
مسہل طلب کرے ہے غذا کی زیادتی
مجھ کو سو ماہِ عید بھی گزرا ہے صیام[5]

۶۱- یہ شعر نسخہ ن میں نہیں ہے۔
۳۳۶) سب نسخوں میں شامل - ۱۱۸۸ھ اور ۱۱۹۵ھ کے مابین کی تصنیف۔
۱- طبیب کے جس کا ہے عقل نام (ایج)۔
۲- ہے فصد و مسہل اس کے لیے اب معید نام (ایج، ار)۔ اب فسد و مسہل اس کے لیے (ج)۔
۴- اب کی سال (ن)۔
۵- مجھکو سو ماہ عید ہی گزرا (آ)۔ مجھ کو تو ماہ عید بھی گزرا (ایج، ار)۔ سو مجھکو ماہ عید بھی گزرا (فو)۔

کیا سود اس علاج سے کچھ اس کے ماسوا
تا اپنی میں دوا کروں اب کر کے قرض و وام[٦]

تب اُن نے یوں کہا کہ بتاؤں میں وہ علاج
اس درد سے تو پا کے شفا تا ہو شاد کام[٧]

اُس کے حضور عرض یہ کر جس کے سائے میں
مورِ ضعیف فیل سے لے اپنا انتقام[٨]

سُنتے ہی یہ نوید ، قصیدہ برائے نذر
لے کر اب اس جناب میں حاضر ہوا غلام[٩]

مطلعِ ثانی

اے وہ کہ تیرے عدل کی نسبت ، بہ خاص و عام
نوشیرواں پہ عدل کا گویا ہے اتّہام[١٠]

دیتا ہے تیرے عصر میں ، اے عادلِ زماں
زخمِ جگر کو سودۂ الماس التیام[١١]

کیا کیا ہی خوبیوں سے کیا حق نے تجھ کو خلق
ابنائے روزگار کے اے فخر و احترام[١٢]

٦- اب لے کے قرص وام (ایچ) ۔ اب کرکے قرض وام (ار ، ب ، ن) ۔
٧- پا کے شفا ہو حو شاد کام (ن) ۔
٨- ان کے حضور عرض (ایچ) ۔ مورِ ضعیف پیل سے لے (ن) ۔
٩- لے کر کے اب جناب میں (ار) ۔
١١- یہ شعر نسخہ ار میں نہیں ہے ۔
١٢- کیا کیا کیا ہے خوبیوں سے حق نے تجھ کو خلق (لو ۲۰ بر) ۔
ابنائے روزگار کا ہے فخر و اہتمام (ایچ) ۔

مذکور حلم کا تمہیں کروں ، یا بیانِ خُلق
یا میں تری شجاعت و ہمت سے اب کلام۱۳

تیرا ہی بارِ حلم ہے اے صاحبِ وقار
کشتیِ خاک داں کا جو پانی پہ ہے قیام۱۴

آوے نسیم اگر چمنِ خُلق سے ترے
خوش بُو جہانیوں کا ابد تک رہے مشام۱۵

تجھ نعرۂ غضب کی یہ صولت ہے گو سنیں
فیصل ہوں بر و بحر کے باشندگاں تمام۱۶

زہرہ ہو آب سینے میں ہیبت سے شیر کا
تڑپے نہنگ پیاس سے ماہی ہو جوں بہ نام۱۷

اشجع تو اس قدر ہے کہ میداں میں روزِ جنگ
کیا تاب روبرو ہوں ترے رستم اور سام۱۸

قالب تہی کریں وہ قلم اس کی دیکھ کر
تصویر تیری تیغ کی کھینچے جو بے نیام۱۹

تیغِ سخا بھی ایسی ہے جس سے نہ مُلکِ دل
پاتے ہیں گڑھ غموں کے نہ یک ساعت انہدام۲۰

۱۴- پانی پر ہے قیام (ایچ) ۔
۱۵- آوے نسیم گر چمنِ حلق سے ترے (آ ، ایچ) ۔
۱۶- یہ صولت اگر سنیں (آ) - یہ صولت ہے گر سنے (ایچ ، ار) ۔
فیصل ہوں بحروبر کے جو باشندگاں تمام (ایچ) ۔
۱۹- قالب تہی کرے وہ (ایچ) - کھینچیں جو بے نیام (مو) ۔
۲۰- پاتے ہیں گڑھ دلوں کے (آ) - پاتے ہیں گڑھ غموں کی (ن) ۔

سائل کے گھر میں کب تری بخشش سما سکے
تا اُس کے گھر کا تا بہ فلک ہو نہ پشتِ بام[۲۱]

باغِ جہاں میں آج تو وہ نخلِ سبز ہے
پہنچے ہے چار فصل ثمر تجھ سے روم و شام[۲۲]

تیرا ہی اب بہ روئے زمیں اے فلک خباب
بے قفل و بے کلید درِ فیض ہے مدام[۲۳]

پیدا ہواس سائے میں اُس کے ہُما کا ہو
تجھ مزرعِ کرم سے چُگے دانہ گر حمام[۲۴]

میں رخشِ بادپا کی ترے شکل کیا کہوں
بچہ تو حور کا ہے ولیکن ورس نہ نام[۲۵]

اُٹھتے غبار سُم سے نہ دیکھا کہ جب عناں
اُچکی جو قاشِ زیں سے زمیں پر لگا نہ گام[۲۶]

پہنچا نہ اُس کا سایہ بھی اُس کے قدم تک
تا اُس کی تو نے رو میں عناں کو لیا نہ تھام[۲۷]

۲۱- گھر میں گر تری عشش سما سکے (آ) - جب اس کے گھر کا تا بہ نہ فلک (ایچ ، مو ، بر) -
۲۲- پہنچی ہے چار فصل ثمر (ن) -
۲۴- سائے کا اُس کے ہما کا ہو (آ) -
۲۵- ولیکن ہے ورس نام (ایچ) -
۲۶- اُچکے جو قاش زیں سے (ن) - زمیں پر لگے نہ گام (آر) -
۲۷- تو نے ودیں عناں کو لیا نہ تھام (آ) - تو نے سہ میں عناں کو لیا نہ تھام (آر) -

اعدائے بدخصال کی تنبیہ کے لیے

اس برق وش کی پشت پہ تیرا ہو جب قیام[۲۸]
ہو طرقوا کناں ترے اقبال پیش پیش
نصرت کرے جلو تری اور فتح اہتمام[۲۹]
کچھ کم نہیں جہاں میں سلیماں سے تیری جاہ
گو السنہ پہ آصف دولہ ہے تیرا نام[۳۰]
تو وہ وزیر ہند کہ حیران ہو رہیں
شاہان عصر دیکھ کے تیرا یہ احتشام[۳۱]
مطبخ کا ایک خرچ ترے گر بیاں کروں
اس ذکر کو کفاف نہ ہو صد زباں یہ کام[۳۲]
فیض اس کا اس قدر ہے جو اس کے ہیں ریزہ چیں
خوان کرم پہ اپنے وہ دیں ہیں صلائے عام[۳۳]
رتبہ ترا ہے وہ، جو کرے قصد ادھر کو وہم
پہنچے نہ ماندگی سے نہ یک کوچ و دو مقام[۳۴]

۲۹- ہو طرقو کناں ترا اقبال (آ ، ن) -
۳۰- سلیماں سے تیرا جاہ (ن) -
۳۱- حیراں ہی رہے (ابح) -
۳۲- خرچ ترے کیا بیاں کروں (آ ، ر) - خرچ ترا گر بیاں کروں (ابح) -
۳۳- وہ دے ہیں صلائے عام (فو ، ر ، ن) -
۳۴- وہ کہ کرے قصد ادھر کو وہم (ابح) - یک کوچ دو مقام (فو ، ن) -

ذرہ کرے ہے خاک کا اس کے فلک پہ ناز

جس گل زمیں پہ سیر میں کرتا ہے تو خرام۳۵

تجھ سے کی کوئی مدح و ثنا مجھ سے ہو سکے ؟

میں کیا ہوں ، کیا زباں مری اور کیا مرا کلام۳۶

اس نظم سے غرض ہے مجھے عرضِ مُدّعا

مقصد مرا قلیل ہے پہنچے بہ انصرام۳۷

اپنی ، تری جناب میں اتنی ہی عرض ہے

کس کس کا ملتجی ہوں کہا کر ترا غلام ؟۳۸

مت رکھ روا یہ مجھ پہ کہ عمّال کے تئیں

تیری سلامتی میں کروں مجرا و سلام۳۹

انصاف ہے کہ ہو وہ عطا اس جناب کی

اور اُن کی میں سماجت و منّت کروں مدام ؟۴۰

دیہات جو ہیں مصرفِ مطبخ کے ، اُن میں سے

اس نقدی کے عوض ہو مجھے صحنکِ طعام۴۱

۳۵- خاک کا اس کی فلک پہ ناز (ن) - سیر کو کرتا ہے تو خرام (ایج ، نو) -

۳۷- غرض ہے فقط عرضِ مدعا (نو) -

۳۸- اپنی تری جناب سے اتنی (بر) -

۳۹- مت رکھ یہ مجھ پہ جبر کہ عمال کے تئیں (ایچ) - کروں مجرا اور سلام (ایچ) - یہ شعر نسخۂ ب ، نیز ن میں نہیں ہے -

۴۰- عطا اس جناب سے (بر) - اوروں کی میں سماجت و منت (بر) -

۴۱- مصرفِ مطبخ کے اُس میں سے (ن) - مجھے صحنکِ طعام (ج) -

اے گنج بخشِ خلق مُرا ہے جو مدّعا
کرنا روا، حضور ترے کس قدر ہے کام ۳۲
سودا بس اب خموش کہ جائے ادب ہے یہ
اس نظم کا تو کر بہ دعائیہ اختتام ۳۳
تابندہ جب تلک بہ فلک ہوویں مہر و ماہ
تا جلوہ گر رہیں بجہاں صبح اور شام ۳۴
دنیا ہو اور تو ہو، الٰہی! بہ خرمی
تیرے نصیب جامِ مے عیش ہو مدام ۳۵

(۷۳)

در مدحِ سرافراز الدولہ مرزا حسن رضا خان بہادر

صباحِ عید ہے اور یہ سخن ہے شہرۂ عام
حلال دخترِ رز بے نکاح و روزہ حرام[1]
بھرے ہے آج بہ مقصود بادہ حواران چرخ
ہے اب بہ روئے زمیں دور دور ساقی و جام[2]

۳۲- مرا ہے یہ مدعا (آ، ایج)۔
۳۳- اس نظم کو تو کر (ایج، ار)۔
۳۵- الٰہی بخرمی (ن)۔
(۷۳) سب نسخوں میں شامل بجز ج، ار۔ لازمی طور پر ۱۱۹۰ھ اور ۱۱۹۵ھ کے مابین کی تصنیف۔
۲- بھرا ہے آج (ایج، ف، ب، ی، فو، بر، ن)۔

یہ عیش گاہِ جہاں جوشِ خرمی ہے آج
کیے بدل بہ اباحت مناہی کے احکام[۳]
معانقہ یہ جہاں آج ، مے پرستوں سے
کرے ہے محتسب آ کر بہ انبساطِ تمام[۴]
نشے نے مے کے یہ سرخوش کیا کہ قاعدِ یاد
خیالِ بادہ کشاں میں ہے قاضی کا اعلام[۵]
سرور ہے یہ جہاں میں کہ شیخ و زاہد و رند
بہ تربات و طراوت بہم کریں ہیں کلام[۶]
وہ اس کو غنچۂ گل سمجھے ہے جو زاہد کے
دھرا ہو سامنے مینائے بادۂ گل فام[۷]

قطعہ

یوں آج ہیں بہم اطفال و مکتبی ملا[۸]
کہ جوں رعایا پہ عامل تغیر کا احکام[۸]

۳- یہ عیش گاہ جہاں جوش ہو خرمی نے آج (ب ، ن) - مناہی احکام (آ) - کیے بدل بہ مباحت (ب ، ن) -
۴- کرے محتسب آ کر (ل) -
۶- بہم کرے ہیں کلام (ل) -
۷- وہ اس کو دستۂ گل سمجھے (ایح) - دھرا ہے سامنے (فو) -
۸- بہم اطفال و دیکھے ہے ملا (ب) - بہم اطفال دیکھے تھے ملا (ن) - بہم اطفال دیکھتے ملا (ل م) - بہم اطفال مکتبی ملا (بز) - کہ جیوں رعایا (ن) -

دل میں یاد سبق ہے ، لہٰ خطرۂ آشولد
ہم ہر ایک ہے مشغولِ لعبتِ اقسلم[9]
ہر ایک گھر میں صدائے مغنّی و مطرب
ز شام تا بہ سحر اور سحر سے لے تا شام[10]
دلوں میں سب کے خوشی نے جگہ کی اتنی آج
عدم سوا کہیں اندوہ کو رہا نہ مقام[11]
ہیں عطر مال ، پہن کر لباسِ رنگا رنگ
ز بس کہ خاص سے لے کر جہاں میں تا بہ عوام[12]
نظر میں گل کی طرح یک دگر ہیں اہلِ زمیں
زمیں تمام چمن زیرِ چرخِ نیلی فام[13]
ہر ایک دستِ نگاریں میں یوں ہے رنگِ حنا
شفق میں پنجۂ خورشید جوں قریب بہ شام[14]
کچھ آج اور ہی بو ہے دماغِ خلقت میں
ز عطرِ خرمی از بس کہ پر ہوئے ہیں مشام[15]

۱۱- جگہ کی اتنی کہ آج (ب ، ف ، ل ، مو ، ن) : جگہ کی اپنی آج (ایج) ۔ اندوہ کا رہا نہ مقام (ایج) ۔
۱۲- ہیں عطرمال ، بہا کر لباس رنگا رنگ (ب ، ن) : زبس خواص سے لے کر (ن) ۔
۱۳- زمیں تمام چمن اور چرخ نیلی فام (ایج) ۔
۱۴ تا ۲۳ - یہ سارے شعر نسخۂ آ میں نہیں ہیں -
۱۴- ہر ایک دستِ نگاریں میں یوں حنا کا رنگ (ایج) - یوں ہے دست حنا (ن) ۔

فقط نہ شہ کے ہی سر ہے کلاہِ دیہیم
رکھی گدا نے کُلہ تاج رکھ کے اُس کا نام[۱۶]
ہر ایک چلنے کا ہے عیدگاہ کے مصروف
پہن لباسِ نو آقا ، لباسِ شستہ غلام[۱۷]
جدھر کو سنیے ، ہے آوازِ شادیانۂ عید
جدھر کو دیکھیے طبل و دہل بہ ہر در و بام[۱۸]
خوشی نے جوش یہ مارا ہر ایک دل میں کہ اب
نہیں قبا میں سماتا ہے خلق کا اندام[۱۹]
عجب نہیں ہے کہ بالیدہ وہ بھی ہو جاوے
کریں جو کندہ نگیں پر کسو بشر کا نام[۲۰]
نہ دیکھی ہوگی خوشی ایسی خلق نے جب سے
ہلالِ عید کو دیکھے ہے بعدِ ماہِ صیام[۲۱]
اُسی کے عہدِ مبارک کا ہے مگر یہ سبب
حسِ افتخارِ جہاں کا حسن رضا خاں نام[۲۲]

۱۶- فقط نہ شہ کی ہے سر ہی ملا سوئے دیہیم (ن) - سر ہے ملا سوئے دیہیم (ب) -
۱۷- لباس کہنہ غلام (ایج متبادل ، بر) -
۱۸- آواز شادیانہ بلند (فو) - طبل و علم بہ ہر در و بام (ف) - طبل دہل بہ ہر در و بام (ب) - طبل و علم ہے ہر در و بام (بر) -
۱۹- سماتا ہر ایک کا اندام (فو) -
۲۰- نگیں پر کسی بشر کا نام (بر) - عجب نہیں کہ بالیدہ (ل) -
۲۱- دیکھا ہے بعد ماہ صیام (فو) -
۲۲- اسی کی عید مبارک کا ہے مگر یہ سبب (ن) - جس افتخار زمان کا (ب ، ن) -

زہے وہ خانِ رفیع المکاں ، عالی قدر

زہے وہ خانِ فلک مرتبت ذوی الاکرام[۲۳]

کہ جس کی ذات فیوضات سے کہاتی ہے

جہاں میں صاحبِ فرزندِ مادرِ ایام[۲۴]

پہنچ کے ہو درِ دولت سرا تلک اُس کے

وہ کام یاب جو ہو سرنوشت کا ناکام[۲۵]

جو وہ کیا نہ کرے دست گیریِ عجبا

قدم کا ایک کے اس سرزمیں میں ہو نہ قیام[۲۶]

ہے چشم کانِ مروت ، دل اُس کا معدنِ مہر

ذخائرِ کرم و جودِ دستِ فیض مدام[۲۷]

ہے خلق واسطے خلقت کے اُس سے گویا خلق

حیا و شرم ہوئی ختم اُس پہ ، حلم تمام[۲۸]

وہ اُس کا خوانِ نعم ہے کہ جس کے مطبخ میں

صدا کھڑکنے کی ہے دیگ کے صلائے عام[۲۹]

یہ قصدِ خامہ ہے اب اُس کی مدحِ عالی سے

کرے یہ مطلعِ انور حضور میں ارقام[۳۰]

۲۶- قدم کو ایک کے (فو) - اس سرزمیں پہ ہو نہ قیام (آ ، ایچ ، ب ، فو ، پر ، ن) -

۲۸- اُس پہ علم تمام (آ) -

۲۹- دیگ کی صدائے عام (ب ، ن) - صدا کھڑکتی ہے نت دیگ کی صلائے عام (ل) -

مطلعِ ثانی

ترا وہ عدل ہے اے ملجاءِ تمام انام
کہ باز بچہ نکالے ہے سے کے تخمِ حمام[۳۱]

کرے نظر جو سوئے صید عہد میں تیرے
ہو کور دیدۂ صیاد ، شکلِ دیدۂ دام[۳۲]

قطعہ

بروزِ جمعہ سدا ہاتھ لے کے ناخن گیر
پھرے ہے شیر کو بیشے میں ڈھونڈتا حجام[۳۳]

اسی امید پہ تا قصر کرکے ناخنِ شیر
برائے ہیکلِ اطفال دے کے لے انعام[۳۴]

قطعہ

بداں ہو کب بملک انصاف و عدل کا تیرے
یہ معدلت کا ترے حرز سے ہے پہنچا کام[۳۵]

۳۱- ملجاء حواص و عوام (بر) - نکالے ہے سیک تخم حمام (بر) - نکالے ہے سب کے تخمِ حمام (ن) -

۳۲- ہوں کور دیدۂ صیاد (ایچ) - جو کور دیدۂ صیاد (ن) -

۳۳- پھرے ہے شیر کو صحرا میں (بر) -

۳۴- یہ شعر نسخۂ مو میں نہیں ہے -

۳۵- یہ معدلت کا تری حر رسی سے پہنچا کام (ایچ ، ب ، بر ، مو ، ن) - یہ معدلت سے تری حرر کا ہے پہنچا کام (آ) - یہ معدلت کا ترے حرر سے ہوا ہنگام (ی) - یہ معدلت سے تری حر رسی سے پہنچا کام (ل) -

کہ تار و پود سے اُس کے ہی دیوے ہے لٹکا
بجرمِ خونِ مگس عنکبوت کو ایتام[۳۶]

سخا میں حاتمِ طائی کو تجھ سے نسبت کیا
مرے سخن کو یقیں کر وہ ہے زبان زدِ عام[۳۷]

یہ زیرِ سقفِ فلک شہرۂ سخا اُس کا
طنین پشّہ صدا فیل کی ہے در حمّام[۳۸]

تری وہ تیغ کہ جس کا رُو ہو سوئے عدم
سے ہو چونکتے اُس کو بہ خوابگاہِ نیام[۳۹]

اگر وہ ہووے علم ، اُس کے سامنے کے آگے
عجب نہیں سپر افگن ہوں آ کے رستم و سام[۴۰]

جو تیرے تیر کے ہوتا وہ توڑ سے آگہ
کماں کے گوشے سے آتا ترے کھنچا بہرام[۴۱]

کروں میں وصفِ سپر کیا کہ تیری پشت پناہ
علیؑ نہ ہر صفِ مرداں ہے جس کا تو ہے غلام[۴۲]

ترا سمند سبک رُو ہے اس قدر کہ نہیں
بغیر خانۂ زیں اُس کے ، خانۂ آرام[۴۳]

نہ پہنچے موجِ ہوا اُس کے لطف و خوبی کو
سوار ہو کے جو ہانکے تو ایسا یا گام[۴۴]

۳۶- اُس کے ہے دیو بھی لٹکا (ن) ۔
۳۷- تجھ سے کیا نسبت (فو) ۔ مرے سخن کو یقیں کر یہ ہے زبان زدِ عام (ف ، فو ، بر) ۔
۴۱- ہوتا وہ تیرے آگاہ (آ) ۔
۴۲- ہے جن کا ہے تو غلام (ب ، ن) ۔
۴۳- اس کا خانۂ آرام (ایج ، فو) ۔ اس کو خانۂ آرام (بر) ۔

حضور اُس کے ، کڑک برق کی بھرے پانی
عماں آچنگ کے آسے جب کرے تو گرم ِ حرام۴۵
ثنا میں ہاتھی کے تیرے کہا تو ہے یہ سخن
کہ مارتا ہے وہ پہلو بہ چرخ ِ نیلی فام۴۶
پر اپنی بات کی کرتا ہوں آپ ہی تکذیب
خدا نہ کردہ جو یوں ہو ، ہٹ ہے کہنہ یہ بام۴۷
ہے عکس اُس کے کلاوے کا کہکشاں بہ فلک
نظر جو آئے ہے اہل ِ جہاں کو بعد از شام۴۸
رگڑ یہ رکھتی ہے زنجیر ِ پا کہ چلتے وقت
درا پہاڑ میں ہو ، مور ہو نہ بے آرام۴۹
کُرہ زمیں کا طرح آسماں کے پھرتا
پر اُس کے عظمت ِ بھوناس نے رکھا ہے تھام۵۰
زمانے کو ہے رس دوستی تری مسطور
یہ فکر قتل میں دشمن کے تیرے ہے وہ مدام۵۱

۴۷- ابھی میں تکذیب (ایچ) - یوں ہو ہٹ ہے کہنہ یہ بام (ن) -
۴۹- زنجیر پا کی چلتے وقت (آ ، ایچ) -
۵۰- طرح آسماں کے پھرتا تھا (م) - طرح آسماں کے پھرتا ہے (ن) -
پر اس کی عظمت بھوناس نے (ن) -
۵۱- زمانے کی ہے رس دوستی (ن) - دشمن کے تیری ہے وہ مدام (ن) -
نسخہ ب ، نیز ن میں اس کے بعد ذیل کے تین شعر زائد ہیں
جو اغلاط سے پُر ہیں :

نہ عدل و عمل کا تیرے صفت ہو کچھ مجھ سے
کہ رفعت و شاں تری پر دے ہے ہوش فہم
سوائے وصف کا تیرے مجھے نہ بھائے کچھ
خدا ہمیشہ رکھے اس کو با عز و اکرام
مرا ہمیشہ یہ مقصد بدل ہے نہفتہ
رہیں بہ حلقۂ طاعت یہ بندگان و غلام

کہ لیوے جنبشِ مطلب سے کارِ کشودہ ساز
اگر تو خلق سے شربت کا دے عدو کو جام[۵۲]

ترے مخالفِ مذہب ہوں کیسے ہی عابد
نہ سمجھیو کہ انھوں کا بخیر ہو انجام[۵۳]

خدا کو اُن کی عبادت سے ہے یہی منظور
ثوابِ روزِ جزا اُس کا آوے تیرے کام[۵۴]

ہے اُس قدر ترا آلودگی سے دامن پاک
کریں طوافِ حرم اُس کو باندھ کر احرام[۵۵]

یقیں ہے یہ کِہ و مِہ کے تئیں کہ نزدِ خدا
نہیں جو دوست ترا، ہے وہ دشمنِ اسلام[۵۶]

پس اب جہاں میں کوئی ہو جو تجھ سے کا بدخواہ
ہے زہرِ مرگ حلال اُس کو، شہدِ زیست حرام[۵۷]

ہمیشہ حق کی طرف سے وہ موردِ لعنت
زبانِ خلق سے دائم ہے موردِ دشنام[۵۸]

عروسِ دولتِ دنیا نے کارِ خیر اپنا
کیا ہے تجھ پہ ہو عاشق بہ اشتیاقِ تمام[۵۹]

اگر ہزار طلاق اُس کو دیوے تو لیکن
نہ جاوے گی ترے در سے یہ تا بہ روزِ قیام[۶۰]

غرض کہ اس لیے تیری یہ میں نہیں کی مدح
کہ چاہوں تجھ سے میں اس کے صلے میں درہم و دام[۶۱]

۵۴- ثواب روز جزا اُن کا (مو، بر، ن) ۔
۵۷- اُس پہ شہد زیست حرام (ایج، ب، ف، بر، ن) ۔
۶۱- یہ شعر نسخۂ ایج میں نہیں ہے۔

عوض میں اس کے صلے کے کروں میں تجھ سے عرض
قبول ہو جو مرا حرف اے ذوی الاکرام[۶۲]

مجھے تو گوشۂ خاطر میں اپنے دے جاگہ
کہ تا بسر کروں لیل و نہار با آرام[۶۳]

کرے ہے ختم دعائیہ پر سخن سودا
ادب سے دور ہے حدمت میں تیری طولِ کلام[۶۴]

الٰہی باغِ جہاں میں ہو جب تلک مانا
شبیہ غنچہ صراحی سے ، شکل گل کی سہ جام[۶۵]

مئے سرور تجھے دے ہر ایک عہد کے دن
طرف سے ساقیِ کوثر کے ساقیِ گل فام[۶۶]

(۳۸)

در مدحِ سرافراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں بہادر

عزیزِ عقل کو سودا کی تھی جدائی شاق
سو اُس کنے وہ پھر آیا ہے بس کہ تھا مشتاق[۱]

۶۲- کروں ہوں تجھ سے عرض (آ) ۔
۶۴- حدمت میں تیرے طول کلام (ن) ۔
۶۵- شبیہ غنچہ صراحی کی (فو) ۔ شکل گل سے حام (ن) ۔
۶۶- طرف سے ساقیِ کوثر کے ساغر گل فام (ن) ۔
(۳۸) سب نسخوں میں شامل مرح ، ار- ۱۱۹۰ھ اور ۱۱۹۵ھ کے مابین کی تصنیف ۔
۱- عزیز و عقل کو (آ ، ایچ ، فو) ۔ سو اس کنے وہ پھر آئی ہے بسکہ تھی مشتاق (فو) ۔ سوا دس کنے وہ پھر (ن) ۔

وہ پوچھتا ہے "کیا تو نے کچھ تو کیا حاصل

یہ اتفاق جنوں کر کے ، یار ، جھ سے نفاق[۲]

یہی نہ تجھ کو ملا نفع اُس کی صحبت سے

کہیں ہیں سب تجھے دیوانہ زیرِ کہنہ رواق[۳]

مگر ثنا میں وجیہوں کے شعر لکھ لکھ کر

بہ رنگ مایے کے اپنے سیہ کیے اوراق[۴]

ملی نہ دولتِ دیں اس سے تجھ کو ، نے دنیا

ہوا بہ روئے زمیں گو تو شہرۂ آفاق[۵]

اسی ہی وضع سے پیدا جو تو نے کی شاید

کیا ہے مادرِ گیتی نے سب میں تجھ کو عاق"[۶]

جواب دے ہے یہ **سودا** کہ وضع پر میری

سخن ترے کا نہیں ہے کسو طرح مصداق[۷]

جو کچھ کہ دولتِ دنیا تھی میرے حصّے کی

ازل سے منشیِ دہر اُس پہ لکھ گیا ہے طلاق[۸]

۲- کر کے یار تو نے نفاق (آ) ۔

۳- کہے ہیں سب تجھے (آ) ۔

۴- مگر ثنا میں جھوں کی وہ شعر لکھ لکھ کر (ب ، ن) ۔

۵- ملی نہ دولت و دیں (آ) ۔ دولت دیں ان سے تجھ کو (ایچ) ۔ ملی نہ دولتِ دنیا تجھے نہ دیں اس سے (بر) ۔ ہو آبروئے زمیں کو تو شہرۂ آفاق (ن) ۔

۶- سب میں تجھ کو طاق (ن) ۔

۷- سودا کہ وضع پر تیری (ایچ) ۔

۸- جو کچھ کہ دولت و دنیا (آ ، ی) ۔ اُس پہ کر گیا ہے طلاق (آ) ۔

میں از قبیلِ جواہر ہوں ، بلور ، زیرِ فلک
ولیک سختیِ طالع سے ہے میری سنگِ سماق[9]

کروں ہوں کِشت میں جس گل زمیں پہ تخمِ اُمید
تو چرخِ نیلوفری کو ہے سبز کرنا شاق[10]

کہا یہ سن کے آسے پیرِ عقل نے ”اے یار
اگر زمانے کو اس طرح سے ہے تجھ سے نفاق[11]

میں ایک بات کہوں تجھ سے ، کر عمل اُس پر
سبب حجاب کے دل پر نہ ہو جو تیرے شاق[12]

دلوں کے درد کا ملجع حسن رضا خاں ہے
جہاں میں اہلِ جہاں حس کے موردِ اشفاق[13]

چنانچہ تجھ سے یہ تعلیمِ پیرِ عقل یہ عرض
زباں پہ ہے مرے ، سن اے یگانۂ آفاق[14]

”دیا ہے قوتِ اعضا نے دل کو میرے جواب
سبب ضعیفی کے طاقت ہوئی ہے میری طاق[15]

۹- ہوں بار زیر ملک (ب ، ل) - بار زیر ملک (ں) - ولیک سختی طالع مری ہے سنگ سماق (ں) -

۱۰- کو بھی سبز کرنا شاق (د) -

۱۱- کہا یہ سن کے آسی پیر عقل (ن) -

۱۲- میں ایک بات بتاتا ہوں کر عمل اس پر (ایج) - یہ شعر نسخۂ ں میں نہیں ہے -

۱۳- درد کا درماں حسن رضا خاں ہے (آ) -

۱۴- چنانچہ کرتا ہے تعلیم پیر عقل (ں) - زباں پر ہے مرے سن یگانۂ آفاق (ن) -

۱۵- طاقت مری ہوئی ہے طاق (آ) -

سپہ گری میں ، تو گزرا شباب کا عالم

نہیں دم عمر کہ اب آؤں میں بہ کارِ یساق۱۶

جو باندھوں اس پہ کمر اب تو بندھتی چھاں طرح

کہ جوں کماں کا قبضہ بندھے مقابلِ فاق۱۷

جو دست و پا ہیں نہ اس کام کی رہی طاقت

لیا ہوں قبرِ سُخن ، کھول کر کمر سے یراق۱۸

سو اب میں تیرِ زباں سے لڑوں ہوں بخت کے ساتھ

ہوں فتح یاب ، مدد کی جو ہووے تیرے وِماق۱۹

سلامتی میں تو اپنی روا نہ رکھ مجھ پر

ذلیل و خوار رہوں میں بہ چشمِ اہلِ نفاق۲۰

پھرا کروں میں لیے مشتِ استخواں اپنی

میانے میں بے عیال ، ریز کھہ رواں۲۱

سو اب تو اس سے بھی نوبت گزر گئی ہے مگر

گلے میں کُرتہ ، نہ پا کفش ، ہاتھ میں ہو چاق۲۲

سپرد مجھ کو ہی سر رشتہ سب کی حُرمت کا

کیا ہے آن نے وہ مخلوق کا ہے جو خلاق۲۳

۱۷- کمر اب تو بندھے اس طرح (ن) - کہ جوں کماں کا چلتہ بندھے (ایضاً) -

۱۸- جو دست و پا میں نہ اس کے رہی ذرا طاقت (ب ، ن) - جو دست و پا میں نہ اس طرح کی رہی قوت (مو) -

۱۹- جو ہووے تیری وفاق (ن) -

۲۰- سلامتی میں تو اپنے (ن) - ذلیل و خوار ہوں میں اب بہ چشمِ اہلِ نفاق (آ) -

۲۳- سپرد مجھ کو ہے (ن) - گیا ہے اتنی وہ مخلوں کا (ن) -

سو طالب اتنی میں حرمت کا اب نہیں جس سے
کروں معاش بسر اپنا میں بہ مُطّعم و طراق۲۴
عوض میں دے مجھے اس نقدی کے تو ایسا گاؤں
بسر ہو عمر مری جس سے زیرِ کہنہ رواق۲۵
نہ ایسا گاؤں کہ جس سے بہ رُوئے دسترخوان
ہزار طرح کی نعمت ہو نا نمشک و رقاق۲۶
نہ شکلِ نور علی خاں ، ہوں کھاکے میں فربہ
نہ سوکھ کر ہوں طرح میراز رفیع کے قاق۲۷
نہ نان و دال میں سارش کر ، ایک گوشے میں
مدام مدح میں تیری لکھا کروں اوراق۲۸
دعا پہ ختم کرے ہے یہ عرضیِ مسطوم
ہے اس زمانے میں سودا جو فنِ شعر میں طاق۲۹
ترا قیامِ حکومت رہے قیامت تک
مطیع ، خلق کو تیرا سدا رکھے خلّاق۳۰
کروڑ عید کی شادی نصیب ہو تیرے
ہمیشہ نذر تجھے دیویں ساکنِ آفاق۳۱

۲۴- سو طالب اتنے میں حرمت کا (ن) ۔ بسر اپنا میں بہ طوم و طراق (فو) ۔ بہ تم و طراق (ل) ۔
۲۶- نعمت ہوتا نہ مشک و رقاق (آ) ۔ نعمت ہوتا نمشک و رقاق (فو) ۔ نعمت ہوں نان مشک و رقاق (ہر) ۔ نعمت ہو نان و حشک رقاق (ن) ۔
۳۰- مطیع حلق کو تیرے سدا (ایچ) ۔
۳۱- ہمیشہ نذر تری دیویں (ن) ۔

بسر کرے ، جو ترا دوست ہو ، بہ عشرت و عیش

عدو ترا ہو زمانے کا موردِ شلاق[۳۲]

(۳۹)

در مدحِ ممتاز الدولہ رچرڈ جانسن

دیکھا نہ جائے اُس سے روئے گل رخاں پہ رنگ

غنچے کے بھی دہن ہے سے چشمِ زمانہ تنگ[۱]

شیشہ نہ توڑے شہ کے مئے عیش کا فقط

کاسے پہ بھی گدا کے یہ وارد کرے ہے سنگ[۲]

گر خاک سے اُٹھا کے یہ دیوے کسی کو اوج

سو یوں کہ جیسے چیونٹی کو پر دے ہے یہ کُڈھنگ[۳]

اُس کے حسد کی تلخی کا اب کیا کروں بیاں

پہنچے جو شہد لب تئیں ، کر دے اُسے شرنگ[۴]

۳۲- زمانے میں مورد شلاق (آ ، ایچ ، فو) -

(۳۹) سب نسخوں میں شامل بجر ، ایچ ، ب ، ار - ن میں بھی موجود نہیں - یہ لازمی طور پر ۱۱۹۴ھ یا ۱۱۹۵ھ کی تصنیف ہے ، جبکہ سودا ۱۱۹۵ھ میں وفات پاتا ہے - رچرڈ جانسن لکھنو میں حکومت برطانیہ کی طرف سے ریزیڈنٹ کے معاونِ اعلیٰ کے عہدے پر ۱۷۸۰ع سے ۱۷۸۲ع تک متعین رہا ، یعنی ۱۱۹۴ھ سے ۱۱۹۶ھ تک -

۲- مئے عیش کا غلط (ا) -

۳- چیونٹی کو پر دیوے یہ کُڈھنگ (ف ، فو) -

۴- تلخی کا اب کیا بیاں کروں (ل) -

مشتِ صدف میں قطرے کو کرتا ہے یہ گُہر
جویا کو بھیجے اس کے سوئے کاسۂ نہنگ۵

جو ولولہ ہے اس کا سو فتنہ ہے اس کے ساتھ
خالی نہیں فساد سے ، اس کی جو ہے ترنگ۶

پہنچانے یہ کینے لو فلک یک کسی کو دور
اور اس کو کچھ پٹکتے زمیں پر نہیں درنگ۷

ہے یہ زمانہ اور جو اہلِ زمانہ ہیں
ان کا جہاں میں چشمِ مُروّت کا ہے یہ رنگ۸

مفلس پدر ہو اور پسر جس کا ہو غنی
بیٹے کو باپ کی ولدیّت سے آئے ننگ۹

پس اب کوئی کسو سے رکھے کس طرح امید
بیٹے کا باپ سے ہو زمانے میں جب یہ ڈھنگ۱۰

ہے اب مگر وہ ایک کہ جس کا یہ ہے خطاب
ممتازِ دولہ ، فخرِ جہان و حسام جنگ۱۱

پا جائے شکلِ مہر نگہ اس کی سے جلا
سینے نہ آئنے کے اگر چھا رہا ہو رنگ۱۲

۵- جویا کے بھیجے اس کے سوئے کلہ بہنگ (آ) - چوہاں کو بھیجے اس کے سوہنے کلہ نہنگ (ب) -
۸- اُن کی جہاں میں (مو) - چشم مروت کا ہے یہ ننگ (آ) -
۱۰- بیٹے کا باپ سے ہے زمانے میں (آ ، ل ، ی) -
۱۱- اب ہے مگر وہ ایک کہ (بر) -
۱۲- سینے میں آئنے کے (ب) -

جوہر سے گو کہ چاروں عنصر کے سب ہیں خلق

جلوے کو اس کے دیکھ ، ہیں جوہر شناس دنگ۱۳

دل ، مدحِ خانباله سے حاصل نہیں سرور

مت کر حضور حا کے ثنا کرنے میں درنگ۱۴

مطلعِ ثانی

تیری وہ ذات ، گو تو نہیں ہے شہِ فرنگ

کرسی میں تیری ، پایہ اورنگ کا ہے ڈھنگ۱۵

باعث یہ تیرے دستِ کرم کا ہے دہر میں

حالی ہو ُدر سے ، لے کے حسن سے ہیں تا بہ گنگ۱۶

خوں میں عدو کے ، سع کی تیرے شناوری

ہے اس طرح کہ بحر میں پیرے ہے جوں نہنگ۱۷

سائے تلے سپر کے تری ، جس کو ہو پناہ

اودھر سے رو کمانِ فلک کا کرے خدنگ۱۸

سرعت یہ بادپا کی ترے ، جس کے سامنے

موجِ ہوا ہے اسپِ ہوا کے قدم میں لنگ۱۹

۱۴- جلوے کو دیکھو اس کے ہیں (آ) - جلوے کو اس کے دیکھ کے جوہر شناس دنگ (نو) -

۱۵- کرسی میں تیرے پائے کے اورنگ کا ہے ڈھنگ (ل) -

۱۶- لے کے حسن سے ہے تا بہ گنگ (آ ، ہو ، ی) -

۱۸- جس کو ہے پناہ (ی) -

قصّاب پوچھتا ہے "مجھے کب کرو گے یاد؟"

"اُستخواں ہم بھی ہیں" کہتے ہیں یوں چار[۱۱]

جس دن سے اس قصاب کے کھونٹے بندھا ہے وہ

گزرے ہے اس نمط آسے ہر لیل و ہر نہار[۱۲]

ہر رات اختروں کے نئیں دانہ بوجھ کر

دیکھے ہے آسماں کی طرف ہو کے بے قرار[۱۳]

خطِ شعاع کو وہ سمجھ دستۂ گیاہ

ہر دن زمیں پہ آپ کو پٹکے ہے بار بار[۱۴]

تنکا اگر پڑا کہیں دیکھے ہے گھاس کا

چوکے کو آنکھیں موند کے دیتا ہے وہ پسار[۱۵]

دیکھے ہے جب وہ توبڑہ اور تھان کی طرف

کھودے ہے اپنے سُم سے کنوئیں ٹاپیں مار مار[۱۶]

ہاتوں سے ہنہنانے کی طاقت نہیں رہی

گھوڑی کو دیکھتا ہے تو پادے ہے بار بار[۱۷]

ہے اِس قدر ضعیف کہ اڑ جائے باؤ سے

میخیں گر اس کے تھان کی ہوویں نہ استوار[۱۸]

۱۴- خط شعاعی کو وہ سمجھ (ایچ) - ہر دم زمیں پہ (عب ، فو ، ن) -

۱۵- تنکا اگر کہیں پڑا (آ ، ایچ ، فو) - چوکے کو آنکھ موند کے (ب ، لہ ، فو ، ی ، ن) -

۱۶- توبڑہ و تھان کی طرف (مو ، بر ، ن) - کھاتا ہے دانہ گھاس کی جاگہ سدا پچھاڑ (ایچ) - کھودے ہے اپنے سم کنوئیں (ج) -

۱۸- میخیں جو اس کے (ایچ) - میخیں گر اس کی تھان کی (ن) - اوڑ جائے باد سے (ن) -

نے استخواں نہ گوشت نہ کچھ اس کے پیٹ میں
دھولکیے ہے دم کو اپنے کہ حوں گھال کو لہار۱۹

قطعہ

پیدا ہوئی ہے سبب اگن باؤ اِس قدر
ہرگز دروغ اس کو تو مت جان زینہار۲۰
گزرے وہ جس طرف سے کبھو اُس طرف نسیم
بادِ سموم ہووے وہیں ، گو کرے گزار۲۱
سمجھا نہ جاوے یہ کہ وہ ابلق ہے یا سرنگ
خارشت سے زبس کہ ہے مجروح بے شمار۲۲
ہر زخم پر زبس کہ بھنکتی ہیں مکھیاں
کہتے ہیں اُس کے رنگ کو مکسی اِس اعتبار۲۳
یہ حال اُس کا دیکھ غرض یوں کہے ہے خلق
"چنگل سے موذی کے تو چھڑا اِس کو کردگار۲۴
لے جاویں چور یا مرے یا ہو کہیں یہ گم
اِس نین بات سے کوئی بھی ہووے آشکار۲۵

۱۹- نہ استخواں نہ گوشت (ن) ۔
۲۰- اگن باد اس قدر (ن) ۔
۲۱- گزرے وہ جس طرف تو کبھو (مو ، بر) ۔ بادِ سموم ہووے صبا گو کرے گزار (ایچ) ۔
۲۲- سمجھا نہ جائے یہ کہ یہ ابلق ہے یا سرنگ (ایچ) ۔ نسخۂ ن میں شعر نمبر ۱۳ کے بعد سے نمبر ۲۲ تک اشعار کی ترتیب مختلف ہے ۔
۲۳- یہ حال اس کے دیکھ (ن) ۔
۲۵- لے جاوے چور یا مرے (مو ، بر) ۔ یا گم ہو یا مرے و یا لے جائیں اس کو چور (ایچ) ۔ اس تیں بات سے کوئی جلدی ہو آشکار (ن) ۔

تنہا نہ اُس کے غم سے ہے دل تنگ تنگ زیں
خوگیر کا بھی سینہ جو دیکھا تو ہے فگار[۲۶]

القصہ ایک دن مجھے کچھ کام تھا ضرور
آیا یہ دل میں جائیے گھوڑے پہ ہو سوار[۲۷]

رہتے تھے گھر کے پاس قضا را وہ آشنا
مشہور تھا جنھوں کے وہ اسپ نابکار[۲۸]

خدمت میں اُن کے میں نے کیا جا کے التماس
"گھوڑا مجھے سواری کو اپنا دو مستعار"[۲۹]

فرمایا تب اُنھوں نے کہ اے مہربانِ من
ایسے ہزار گھوڑے کروں تم پہ میں نثار[۳۰]

لیکن کسو کے چڑھنے کے لائق نہیں یہ اسپ
یہ واقعی ہے، اِس کو نہ جانو گے اِنکسار[۳۱]

۲۶- دل تنگ تنگ و زیں (ایج) - غم سے ہے دل تنگ زیں کا (ب، ں) - تنہا نہ اس کے غم ستی دل تنگ زین ہے (ار) - سینہ جو دیکھو تو ہے فگار (آ، ایج، فو، ر) -

۲۷- مجھے اک کام تھا ضرور (آ) -'ایک دن تو مجھے کام تھا ضرور (فو) -

۲۹- خدمت میں ان کی (ں) - میں نے کیا جا یہ التماس (آ، ب، ل، ی، ں) -

۳۰- فرمایا جب انھوں نے کہ اے میرے مہربان (ب، ں) - کروں تم پر میں نثار (ں) -

۳۱- لیکن کسی کے چڑھنے کے (آ، ایج، ی) - لیکن کسی کے چڑھنیکے لائق (ں) -

صورت کا جس کے دیکھنا ہے گورخر کو ننگ
سیرت ہے جس کے ننگ ہے سگ ِ خشمگیں کو عار۳۲

بد رنگ جیسے لید ہے ، بدبو ہے جوں پشاب
بدہیئت یہ کہ اصطبل اوجڑ کرے ہزار۳۳

مانند میخ چوبے کے لکد زن ہے تھان پر
لاجنب وہ زمیں سے ہے جوں میخ استوار۳۴

حشری ہے اس قدر کہ نہ حشر اس کی پشت پر
دجّال اپنے منہ کو سیہ کر کے ہو سوار۳۵

اتنا وہ سر نگوں ہے کہ سب اڑ گئے ہیں دانت
جبڑے پہ بس کہ ٹھوکروں کی بیت پڑے ہے مار۳۶

ہے پیر اس قدر کہ جو بتلاوے اس کا سِن
پہلے وہ لے کے ریگ ِ بیاباں کرے شمار۳۷

لیکن مجھے ز روئے تواریخ یاد ہے
شیطاں اسی پہ نکلا تھا جنّت سے ہو سوار۳۸

۳۲- صورت کا حس کا (ں) - حس کے دیکھے کا ہے گدھے کو ننگ (ایچ) - دیکھنا ہیگا گدھے کو ننگ (آ ، ب ، ل ، نو ، ی ، ن) - سیرت سے حس کے ہیگی سگ ِ حشمگیں کو عار (ایچ) -
۳۳- بدرنگ جیسے لید و بدبو (آ ، ایچ ، ب ، ل ، ی ، ن) - بدیمن اس قدر کہ کرے اصطبل اجاڑ (ایچ) -
۳۴- چوں میخ استوار (ں) -
۳۵- حشری ہے اس قدر کہ قیامت کو اوس پر (ایچ) - اس قدر کہ نہ حشر اس کی پیٹھ پر (آ) -

قطعہ

کم رو ہے اِس قدر کہ اگر اُس کے نعل کا
لوہا منگا کے تیغ بناوے کوئی لُہار۲۹
ہے دل کو یہ یقین کہ وہ تیغ روزِ جنگ
رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقتِ کارزار۳۰
مانندِ اسپِ خانۂ شطرنج اپنے پاؤں
جز دستِ غیر کے، نہیں چلتا ہے زینہار۳۱
اِک دن گیا تھا مانگے یہ گھوڑا برات میں
دولھا جو بیاہے کو چلا اُس پہ ہو سوار۳۲
سبزے سے خط سیاہ و سیہ سے ہوا سفید
تھا سرو سا جو قد سو ہوا ساحِ باردار۳۳
پہنچا عرض عروس کے گھر تک وہ نوجواں
شیخوخیت کے درجے سے کر اُس طرف گزار۳۴
مثّھا تو اس قدر ہے وہ جو کچھ کہ تم سنا
لیکن اِک اور دن کی حقیقت کہوں میں یار۳۵

۳۹- لوہا گلا کے تیغ بناوے (ن) - کبھو لُہار (ب، ن) -
۴۰- ہے مجھ کو یہ یقیں کہ وہ تیغ (فو، ر) -
۴۱- نہیں چلتا وہ ریہار (ایح) -
۴۲- دولھا بیاہے کو چلا (آ) -
۴۵- ہے یہ جو کچھ کہ تم سنا (آ، ل، ی) - اس قدر ہے کہ جو کچھ کہ تم سنا (ایح، ار، بر) - لیکن اب ایک دن کی حقیقت کہوں میں یار (آ، ایح، ار، ی، ل، ب، ن) -

دہلی تک آن پہنچا تھا جس دن کہ مرہٹہ
مجھ سے کہا نقیب نے آ کر ہے وقت کار۴۶
"شدت سے کوڑیوں کو اڑایا ہے گھر میں بیٹھ
ہو کر سوار اب کرو میداں میں کارزار"۴۷
ناچار ہو کے تب تو بندھایا میں اس پہ زین
ہتھیار باندھ کر میں ہوا چا کے پھر سوار۴۸
جس شکل سے سوار تھا اس دن میں کیا کہوں
دشمن کو بھی خدا نہ کرے یوں ذلیل و خوار۴۹
چابک تھے دونوں ہاتھمیں، پکڑی تھی منہ میں باگ
نکتک سے پاشنے کے سرے پاؤں تھے فگار۵۰
آگے سے توبڑہ اسے دکھلاوے تھا سئس
پیچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے مار مار۵۱
ہرگز وہ اس طرح بھی نہ لاتا تھا رو براہ
ہلتا نہ تھا زمیں سے مانندِ کوہسار۵۲

۴۶- آ کر یہ وقت کار (آ ، ل) - آ کر کے وقت کار (ایچ) -
۴۸- لاچار ہو کے تب (آ ، ب ، ل ، ی) - ہتھیار باندھ کر کے ہوا اوس پر سوار (ایچ) - ہتھیار باندھ کر میں ہوا اس گھڑی سوار (ف) - ہتھیار باندھ کر کے ہوا اس پہ پھر سوار (فو ، ہر) -
۴۹- سوار تھا اس دن میں اس اوپر (ایچ) - جس شکل سے سوار تھا اس روز اس پہ میں (فو ، ہر) -
۵۰- پکڑے تھا منہ میں باگ (آ ، ایچ ، ب ، ل ، فو ، ہر ، ی ، ن) -
۵۱- آگے تو توبڑہ اسے (فو ، ہر) -
۵۲- ہرگز وہ اس طرح سے نہ لایا تھا روبراہ (ایچ) - ہلتا نہ تھا جگہ سے مانندِ کوہسار (ایچ) - ہلتا نہ تھا جگہ سے وہ مانند کوہسار (ف) -

اس مضحکے کو دیکھ ہوئے جمع خاص و عام
اکثر معتبروں میں سے کہتے تھے یوں پکار۵۴
بہتیرے اسے لگاؤ کہ تا ہووے یہ رواں
یا بادبان باندھ ہوں کے دو اختیار۵۴
میں کیا کہوں غرض کہ ہر اِک اُس کی شکل دیکھ
تیغِ زباں سے کاٹ کے کرتا تھا گُل نثار۵۵
کہتا تھا کوئی ''ہے بُزِ کوہی، نہیں یہ اسپ''
کہتا تھا کوئی ''ہوگا ولایت کا یہ حمار''۵۶
پوچھے تھا کوئی مجھ سے ''ہوا تجھ سے کیا گناہ؟
کُتوال نے گدھے پہ تجھے کیوں کیا سوار؟''۵۷
کہنے لگا پھر آ کے اُس اجماع میں کوئی
''مت کہہ نہ یہ گدھا، نہ یہ واکہہ گناہ گار''۵۸

۵۵- میں آہ کیا کہوں کہ ہر اک اس کی شکل دیکھ (فو) - میں آگے کیا کہوں کہ ہر اک اُس کی شکل دیکھ (بر) -
۵۶- کہتا تھا کوئی یوں ہے ولایت کا یہ حمار (ل) - کہتا تھا کوئی ہیگا ولایت کا یہ حمار (ب ، ن) -
۵۷- کہتا تھا کوئی مجھ سے ہوا تجھ سے کیا گناہ (ب ، فو ، بر ، ن) -
۵۸- کہنے لگا پھر آ کے اسی انبوہ سے کوئی (آ) - کہنے لگا پھر اس کو اس اجماع میں کوئی (ایج) - کہنے لگا پھر آ کے اسی اجماع سے ایک شخص (فو) - کہنے لگا پھر آ کے اس اجماع میں کوئی شخص (ب ، ن) - کہنے لگا پھر آ اُسی مجمع میں ایک شخص (بر) -

سجھوں جونہ جھد تو یہ کہ سپاہی کے بھیس میں
گائن چلی سے میر کو ہو چرغ پر سوار۵۹
اس غصے میں تھا ہی کہ ناگہ ایک اور
فتنے کو آسمان نے کیا مجھ سے پھر دوچار۶۰
دھوبی کمھار کے گدھے اس دن ہوئے تھے گم
اس ماجرے کو سن کیا دونوں نے واں گزار۶۱
ہر اک نے اُس کو اپنے گدھے کا خیال کر
پکڑے تھا دھوبی کان تو کھینچے تھا دُم کمھار۶۲
دریائے کشمکس ہوا اُس آن موج زن
تھا عنقریب ڈوبیے حسّت بہ یک کنار۶۳
بدپشمی اُس کی دیکھ کے کر خرس کا خیال
لڑکے بھی واں تھے جمع تماشے کو بے شمار۶۴
رکھتا تھا کوئی لا کے سپاری کو منہ کے بیچ
مُو اُس کے تن سے کوئی اُکھاڑے تھا بار بار۶۵

۶۰- ناگہ ایک روز (ں) - کیا مجھ پہ آ دوچار (مو) - کیا مجھ ستی دوچار (بر) -
۶۱- اس ماجرے کو سن کے کیا دونوں نے گرار (ایج) - اس ماجرا کو سن (ح ، ار ، ب) - اُس دن گئے تھے گم (ی) -
۶۳- ڈوبیے خفت سے یک کنار (آ) - ڈوبیے خفت سے ایک بار (ب ، ں) -
۶۵- کوئی آ کے سپاری کو (مو ، بر) - لیتا تھا کوئی دوڑ کے مونن ستی اکھاڑ (ایج) -

کہتا تھا کوئی مجھ سے کہ تو مجھ کو بھی چڑھا
دوں گا لگا تجھے "میں، ہے نوچندہ ایتوار"۶۶

کتنے بھی بھونکتے تھے کھڑے اُس کے گرد پیش
ساتھ اُس سمندِ عرص نما کے ہو چشم چار۶۷

اُس وقت میں نے اپنی مصیبت پہ کر نظر
کہنے لگا خدا سے یہ رو رو کے زار زار۶۸

"جھگڑوں میں دھوبیوں سے کہ لڑکوں کو دوں جواب
کتوں سے یا لڑوں کہ مروں اپنا پیٹ مار"۶۹

بارے دعا مری ہوئی اُس وقت مستجاب
واں سے بہ ہر نمط کیا حنگاہ تک گرار۷۰

دستِ دعا اُٹھا کے میں پھر وقت جنگ کے
کہنے لگا جنابِ الٰہی میں یوں پکار۷۱

۶۶- مجھ سے کہ مجھ کو بھی لے چڑھا (فو - بر) - تجھے کہ ہے نوچندہ ایتوار (آ) -
۶۷- کھڑے اس کے گرد و پیش (آ، ب، ل، بر، ی، ن) - کھڑے ہو کے گرد و پیش (ابح) -
۶۸- اُس وقت میں بھی اپنے نصیبوں پہ کر نظر (فو، بر) - کہنے لگا یہ حق ستی رو رو کے زار زار (ابح) -
۷۰- واں سے بہ ہر نمط ہوا حنگاہ تک گرار (آ، ل) -
۷۱- اٹھا کے یہ میں وقت جنگ کے (ابح) - اٹھا کے میں پھر وقت رورِ جنگ (بر) -

"پہلے ہی گولہ چھوٹتے اس گھوڑے کے لگے

ایسا لگے نہ تیر کہ ہووے نہ تن سے پار"[۷۲]

یہ کہہ کے میں خدا سے ، ہوا مستعد بہ جنگ

اتنے میں مرہٹا بھی ہوا مجھ سے آ دوچار[۷۳]

گھوڑا تھا بس کہ لاغر و پست و ضعیف و خشک

کرتا تھا یوں ضعیف مجھے وقتِ کارزار[۷۴]

جاتا تھا جب ڈپٹ کے میں اُس کو حریف پر

دوڑوں تھا اپنے پاؤں سے جوں طفلِ نے سوار[۷۵]

جب دیکھا میں کہ جنگ کی یاں یہ بندھی ہے شکل

لے حوتوں کو ہاتھ میں ، گھوڑا بغل میں مار[۷۶]

دھر دھمکا واں سے اُڑتا ہوا شہر کی طرف

القصہ گھر میں آن کے میں نے کیا قرار[۷۷]

گھوڑے مرے کی شکل یہ ہے تم نے جو سنی

اس پر بھی دل میں آوے تو اب ہوجیے سوار"[۷۸]

۷۲- پہلے ہی گولا چھوٹتے (ب ، ن) - اس گھوڑے کو لگے (ل ، نو ، بر) - ایسا لگے نہ تیر کہ ہو تن سے وار پار (ل) - ایسا لگے یہ تیر کہ ہووے جگر سے پار (ب ، ن) -

۷۳- یہ کہہ کے حق ستی میں ہوا مستعدِ جنگ (ایچ) -

۷۵- جاتا تھا میں ڈپٹ کے جب اس کو حریف پر (ایچ ، ف) -

۷۶- جنگ کی یاں یوں بندھی ہے شکل (آ ، ف ، ل ، نو ، ی) - جنگ کی یاں اب بندھی ہے شکل (ب ، ن) -

۷۷- آن کے میں نے لیا قرار (آ ، ف ، نو ، بر) -

۷۸- گھوڑے مرے کی شکل یہ کچھ ہے جو تم سنی (آ ، ل ، ی) - گھوڑے مرے کی شکل ہے یہ کچھ جو تم سنی (ایچ) - اس پر بھی آوے دل میں تو اب ہوجیے سوار (آ) - اس پر بھی دل میں آئے تو اب ہوجیے سوار (ن) -

سن کر تب اُن سے میں نے یہ قصہ دیا جواب

"اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا ہے ضرور یار[۹]

گفتن همیں بس است کہ اسپِ من ابلق است

سمجھوں گا دل میں اپنے اگر ہوں میں ہوشیار"[۸۰]

سودا نے تب قصیدہ کہا من یہ ماجرا

ہے نام اس قصیدے کا "تضحیکِ روزگار"[۸۱]

(۲۱)

قصیدۂ شہر آشوب

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جواں ہے

دعویٰ نہ کرے یہ کہ مرے منہ میں زباں ہے[۱]

میں حضرتِ سودا کو سنا بولتے یارو

اللہ ہی اللہ ہے کیا نظم بیاں ہے[۲]

ابنا میں کیا عرض کہ فرمائیے حضرت

آرام سے کٹنے کی طرح کوئی بھی یاں ہے[۳]

---

(۴۰) سب نسخوں میں شامل - اپنی ابتدائی شکل میں یہ قصیدہ ۱۱۷۴ھ سے قبل کی تصنیف ہے - نسخۂ حبیب میں بھی موجود ہے -

۲- اللہ ہے اللہ کہ کیا نظم بیاں ہے (آ ، ار) - اللہ رے اللہ ہے کیا نظم بیاں ہے (ن) - کیا نظم و بیاں ہے (ار ، ف ، بر) -

۳- کٹنے کی کوئی طرح بھی یاں ہے (ایج ، مو) - کٹنے کی طرح کوئی بہاں ہے (بر) -

سن کر یہ لگے کہنے کہ خوش ہی رہا

اس امر میں قاصر تو فرشتے کی زباں ہے[۴]

کیا کیا میں بتاؤں کہ زمانے میں کئی شکل

ہے وجہِ معاش اپنی سو جس کا یہ بیاں ہے[۵]

گھوڑا لے اگر نوکری کرتے ہیں کسو کی

تنخواہ کا پھر عالمِ بالا پہ نشاں ہے[۶]

گزرے ہے سدا یوں علف و دانے کی خاطر

شمشیر جو گھر میں تو سپر بنیے کے یاں ہے[۷]

ثابت ہے جو دگلا تو نہیں موزوں میں کچھ حال

تیروں میں بہے پرگیری تو بے چلہ کماں ہے[۸]

کہتا ہے ہر عمرے کو صراف سے جا کر

منشی نے تو کچھ کھایا ہے، فاقے سے میاں ہے[۹]

یہ سن کے دیا کچھ تو ہوئی عید وگرنہ

شوّال بھی پھر ماہِ مبارک رمضاں ہے[۱۰]

۴- سن کر یہ لگا کہنے (ایچ) - فرشتوں کی زباں ہے (فو) - اس امر قاصر تو فرشتے کی زباں ہے (ح) -

۵- زمانے نے کئی شکل (ایچ) - زمانے کی کئی شکل (ن) - ہے وجہ معاش اپنی کہ جس کا یہ بیاں ہے (ایچ ، ار) -

۶- نوکری کرتے ہیں کسی کی (آ ، لر) - پھر عالمِ بالا پہ نشاں ہے (آ متداول ، ب ، ن) -

۸- ثابت ہو جو دگلا (ن) -

۱۰- شوال سے پھر ماہ مبارک رمضاں ہے (چ) -

اس رنج سے جب چڑھ چکے چھتیس مہینے
تنخواہ کا پھر بیٹھنا اس شکل سے یاں ہے[11]

لیتے ہیں بہایں روپیہی وہ تو دوماھہ
ٹک دھونس دھڑلّے کی جنھیں تاب و تواں ہے[12]

قاضی کی جو مسجد ہے گدھا باندھ کے آس میں
بیٹھا ہوا اس شکل سے ہر پیر و جواں ہے[13]

مُلاّ جو اذاں دیوے تو منہ مُوند کے اُس کا
کہتے ہیں کہ خاموش ، مسلمانی کہاں ہے[14]

بولا جو خطیب اس میں تو ماری اُسے اِک دھول
ہاتھ آ گیا واعظ تو تھپیڑ اور دہاں ہے[15]

رینکے ہے گدھا آٹھ پہر گھر میں خدا کے
نے ذکر ، نہ صلوات ، نہ سجدہ ، نہ اذاں ہے[16]

اور وہ جو ہیں کم زور سو واں آن کے بیٹھے
ریتی کے جو آگے کی یہ ہر ایک دکاں ہے[17]

۱۱- چڑھ گئے چھتیس مہینے (ب ، ف ، ن) - تنخواہ کا پھر بیٹھنا (فو ، بر) - تنخواہ کا پھر پیٹنا (ن) - تنخواہ کا اس شکل سے پھر بیٹھنا یاں ہے (ار) -

۱۲- ٹک دھونس دھڑکے کی (ب ، ن) -

۱۳- اس شکل سے واں پیرو جواں ہے (ار) -

۱۴- مُلاّ جو اذاں دے ہے تو (فو ، بر) - خاموش مسلماں کہاں ہے (آ) -

۱۵- تو ماریں اُسے اک دھول (ار) - تو مارے اُسے اک دھول (ن) - تھپیڑا ہے دہاں ہے (بر ، ن) -

۱۷- کمزور وہاں آن کے بیٹھیں (ب ، ن) - رستے کے جو آگے کی (ایج ، ار) - ریتی کے جو پیچھے کی (بر) -

آٹھ آٹھ کے دکھاتے ہیں انھیں حال وہ اپنا
دربار رو، اس عہد میں جو خورد و کلاں ہے[18]
یوں بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک پالکی آگے
اس سج سے رسالے کا رسالہ ہی دواں ہے[19]
کوئی سر پہ کیے خاک، گریباں کسو کا چاک
کوئی رووے ہے سر پیٹ، کوئی نالہ کناں ہے[20]
ہندو و مسلماں کا پھر اس پالکی اوپر
ارتھی کا توہّم ہے، جنازے کا گماں ہے[21]
یہ مسخرگی دیکھ کے جا صاحبِ ارتھی
کرتا ہے جو واں عرض تو نے نانھہ نہ ہاں ہے[22]
گو ہوجیے جا کر کسی عمدے کے مصاحب
اس کی تو اذیّت بری ہی آفتِ جاں ہے[23]

۱۸- دکھاتے ہیں اُسے حال وہ اپنا (ل، ی) ۔ اُنھیں حال یہ اپنا (ایج) ۔ جو خورد کلاں ہے (ایج) ۔
۱۹- اس دھج سے رسالے کا (آ) ۔ رسالہ ہی رواں ہے (ار، ب، بر، ن) ۔
۲۰- گریبان کو کر چاک (بر) ۔ گریباں کسی کا چاک (ب، ن) ۔ کوئی رووے ہے منہ پیٹ کے (آ) ۔ کوئی رووے ہے منہ پیٹ (ار، ب، ل، ی، ن) ۔ کوئی رووے ہے سر پیٹ کے (ف) ۔ کوئی نعرہ زناں ہے (ب، ن) ۔
۲۱- ہندو اور مسلماں کا (آ) ۔ ہندو و مسلماں کو پھر (ب، ن) ۔ اس پالکی آگے (ار) ۔
۲۲- عرض تو پھرنے ہے نہ ہاں ہے (ب) ۔ کرتے ہیں جو واں عرض تو نے پھر ہے نہ ہاں ہے (ن) ۔
۲۳- اذیت ہی بری آفت جاں ہے (آ، ایج) ۔ اذیت بڑی ہی آفت جاں ہے (ار) ۔ اذیت ہی بڑی آفت جاں ہے (ب، ف) ۔ اذیت ہے بڑی آفت جاں ہے (ن) ۔

وہ جاگے ہو راتوں کو تو بیٹھے ہیں تو ژالیدہ
کہتا ہی اگر اپنے تئیں خوابِ گراں ہے[۲۴]

بے وقت خورش اُس کی جو ہو اپنے تئیں بھوکہ
سو کیا کہوں تجھ سے کہ مصیبت کا بیاں ہے[۲۵]

گھڑیال کی چپ بیٹھے ہوئے گنتے ہیں گھڑیاں
اور رنج خلا رودوں میں جوں اسپ دواں ہے[۲۶]

خمیازے پہ خمیازہ ہے اور چرت اوپر چرت
مہ صورتِ سوفار، کمر شکلِ کماں ہے[۲۷]

صیغے پہ طبابت کے بھلا آدمی نوکر
سو دو سو روپے کا جو کسی عمدے کے یاں ہے[۲۸]

صحبت ہے یہ اُس سے اگر آقا کے تئیں چھینک
آوے تو وہ اُس کو بہ حشونت نگراں ہے[۲۹]

دیتے ہیں مگا تیر و کماں ہاتھ میں اُس کے
ٹھنڈی ہوا آنے کا گر اُس وقت گماں ہے[۳۰]

۲۴- وہ جاگے جو راتوں کو (ن) ۔ وہ جاگے تو راتوں کو (آ) ۔ کتنا ہی اگر اپنے تئیں (نو) ۔

۲۵- یہ درد جو سہیے تو مصیبت کا بیاں ہے (پر) ۔

۲۷- مہ صورت سوفار و کمر (ار، ف، ی) ۔ کمر شکل دہاں ہے (ب) ۔ مگر شکل دہاں ہے (ن) ۔

۲۸- صیغے میں طبابت کے (ب) ۔ جو کسی عمدے کے ہاں ہے (ل) ۔

۲۹- اگر آقا کو کہیں چھینک (آ) ۔ آوے تو اسے وہ بہ خشونت نگراں ہے (ار) ۔

اور ملمطر اسد جو نہ خواہ کو دیکھے
کھانا تو یہ کھاتے ہیں پر آس کو خفقاں ہے[۳۱]
مطبوخ یہ ہے حریرہ اور خربزے پر دودھ
ہے دودھ پہ مچھلی تس اوپر گاؤ زباں ہے[۳۲]
یہ بھی تو نہیں ہے کہ اسی سے ہو تسلّی
اس سب پہ تفنّن کے لیے پیسی ناں ہے[۳۳]
اس میں جو کہیں درد اٹھا پیٹ میں آن کے
پھر بو علی سینا ہے تو وہ ہیچ مداں ہے[۳۴]
دکھتے ہیں غرض مرگ سے لڑنے کو سپاہی
گر نوکری سمجھو یہ طاقت کی کہاں ہے[۳۵]
سوداگری کیجے تو ہے اس میں یہ مشقت
دکھن میں بکے وہ جو خرید صفہاں ہے[۳۶]
ہر صبح یہ خطرہ ہے کہ طے کیجیے مرحل
ہر شام نہ دل وسوسۂ سود و زیاں ہے[۳۷]

۳۱- جو نواب کو دیکھو (ایچ) - کھانا تو وہ کھاتا ہے (ایچ) - پر ان کو خفقاں ہے (ب) -
۳۲- مطبوخ میں ہے حریرہ (ب ، ن) - مطبوخ تو چھ خربزہ (ل) - حریرہ پر دود (ح) - ہے دود پہ مچھلی (ح) -
۳۳- اسی پر ہو تسلی (نو ، ہر) - ان سب پہ تفنن کے لیے (آ ، نو) - اس پر بھی تفنن کے لیے (ار) -
۳۴- اس پر جو کہیں درد اٹھا (ار) - تو واں ہیچ مداں ہے (سا ، ل ، ف) -
۳۵- سمجھو تو طاقت کی کہاں ہے (ایچ ، ار) -
۳۶- اس میں بھی مشقت (ار) -
۳۷- پھر شام نہ دل (ار) -

لے جا کسی عمدے کی جو سرکار میں دے جنس
یہ درد جو سنیے تو عجب طرفہ بیاں ہے[۳۸]

قیمت جو چکاتے ہیں سو اس طرح کہ ثالث
سمجھے ہے فروشندہ پہ دزدی کا گماں ہے[۳۹]

جب مول مشخص ہوا مرضی کے موافق
پھر پیسوں کا جاگیر کے عامل پہ نشاں ہے[۴۰]

پروانہ لکھا کر گئے عامل کنے جس وقت
کہتا ہے وہ "پیسہ ابھی مجھ پاس کہاں ہے"[۴۱]

اودھر سے پھر آئے تو کہا جنس ہی لے جا
دیوانِ بیوتات یہ کہتے ہیں گراں ہے[۴۲]

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہیں نہ وہ جنس
ہر اک متصدی سے میاں اور تیاں ہے[۴۳]

۳۸- لے جا جو کسی عمدے کی سرکار میں (فو ، بر ، ن) ۔

۳۹- اس طرح سے ثابت (ار) ۔ سمجھیں ہیں فروشندے پہ (ایع ، فو) ۔ سمجھے ہے فروشندے پہ (بر) ۔ فروشندہ کہ دردی کا گماں ہے (ار) ۔

۴۰- پھر پیسوں کی جاگیر (ح ، آ ، ب ، ص ، ل ، بر ، ی ، ن) ۔ جاگیر کی عامل پہ نشاں ہے (ن) ۔

۴۱- لکھا کر گئے جاگیر جس وقت (آ) ۔

۴۲- دیوان و بیوتات (ح ، آ ، ل ، ی) ۔ کہا جنس ہی لے جاؤ (فو ، بر) ۔

۴۳- نسخہ ار میں اس شعر کا دوسرا مصرع نہیں ہے بلکہ شعر نمبر ۴۴ کے دوسرے مصرع کے ساتھ اِس شعر کا پہلا مصرع مربوط ہے ۔

ناچار ہو پھر جمع ہوئے قلعے کے آگے
جو پالکی نکلے ہے تو فریاد و فغاں ہے۴۴

دو بیل کی جا کر جو کہیں کیجیے کھیتی
اور مینہ بھی موافق ہی پڑے تو تو سماں ہے۴۵

نئیں خشکی و غرقی کے تفکر میں سبھ و روز
نے امن ہے دل کے تئیں، نے جی کو اماں ہے۴۶

گر خان و خوانین کی لے کوئی وکالت
اس کا تو بیاں کیا کروں تجھ سے کہ عیاں ہے۴۷

ہر عمدے کے دروازے پہ زیں پوس پہ بیٹھا
پوچھے ہے "اجی مردے جی! نواب کہاں ہے"۴۸

ہر گھر میں وہ چاہے کہ میں نوارہ سا چھوٹوں
ہر کوچے میں حوں آب چکا ہو وہ دواں ہے۴۹

دیوان کے، بخشی کے، بیوتات کے حاصر
مانند کھٹا کے جہاں دیکھو تہاں ہے۵۰

۴۴- نکلے ہے تو فریاد کناں ہے (ایچ) - نسخۂ ار میں اس شعر کا پہلا مصرع نہیں ہے بلکہ شعر نمبر ۴۳ کے پہلے مصرع سے دوسرا مصرع مربوط ہے -

۴۵- اور مینہ بھی موافق ہے پڑے (ن) -

۴۶- ہیں خشکی و عرقی (مو، بر) - ہیں حشکی و قرق (ن) - نے چیں ہے دل کے تئیں (فو، بر) - نہ امن ہے (ن) - یہ شعر نسخۂ ایچ، ار میں نہیں ہے -

۴۷- گر خان و خوانین کی کوئی لیوے وکالت (آ، ایچ) -

۴۸- پوچھے ابی مردے نواب یہاں ہے (آ) - پوچھے احی مردے جی وہ نواب کہاں ہے (ار) - احی مردے نواب کہاں ہے (ف، ل، ی، ن) -

۴۹- ہر گھر میں یہ چاہے (ایچ) - پھر گھر میں وہ چاہے (ار) - آب چکا ہو وہ دواں ہے (بر) - آب چکاہو وہ رواں ہے (فو) -

ہر باغ پلتا ہیں رہے صبح سے تا شام
بیل کے پتوے کی طرح منہ میں زباں ہے[۵۱]

لاوے جو کچہری سے وہ داموں کا بہانہ
بہلاوے موکل کو یہ کیا خوب مکاں ہے[۵۲]

ہوماہہ یہ بیٹھے ہے ولی پان سو بے خرچ
اور زر کے اجارے کا بھی اردو میں نشاں ہے[۵۳]

دھتیے دے غرض پیسے اڑا کر ہوئے روپوش
گھر جا کے پکارے جو کوئی لالہ کہاں ہے[۵۴]

جس وقت سنا یہ ، وہیں آواز بدل کر
آپھی کہا گھر میں سے "کشن چند کہاں ہے"[۵۵]

پھر ہو جو موکل سے کہیں راہ میں بھینٹا
استاد کا جاگیر کے یہ آس سے بیانہ ہے[۵۶]

۵۲- آوے جو کچہری سے (آ) - لے جاوے موکل کو (ار) - موکل کہ یہ کیا خوب مکاں ہے (آ ، ل ، نو ، بر) -

۵۳- سوماہہ یہ بیٹھے ہے ولے پانچ سو بے حرج (آ ، ف) - سوماہہ یہ بیٹھے ہیں ولے پانسو بن حرج (ایچ) - سوماہہ یہ بیٹھے ہے ولے پان سو ہے حرج (ل ، ی) - سوماہہ یہ بیٹھے ہے ولے پان سو ہیں حرج (نو ، بر) - سوماہ یہ بیٹھے ہیں ولے پانچ سو بے حرج (ار) - سوماہہ یہ بیٹھے ہے ولے پان سو ہے حرج (ب) - سوماہی یہ بیٹھی ہے ولے پان سو بے حرج (ن) - اور زر کے اجارے کی بھی (ار ، ف ، ن) - اور رر کے اجارے کا ہی (آ ، ل ، ی) - اور رر کے اجارے کا یہ (ایچ) - اردو میں دکان ہے (ب ، ن) - اردو یہ لشاں ہے (نو) - اِس شعر کا مفہوم واضح نہیں -

۵۴- بتا دے غرض پیسے (ن) - لالہ یہاں ہے (آ) - ہوا روپوش (ن) -

۵۶- پھر ہوئے موکل سے (ایچ) - استاد کے جاگیر کی (ن) - یہ آنہ سے بیاں ہے (نو) -

"عرضی پہ ہوا میم ، سیاہے پہ کیا حے
پروانہ میں تم پر ہوں ، تصدق مری جان ہے"[۵۷]

کا ہے کی عرض عرضی وہ اور کس کا سیاہہ
کیدھر کا وہ پروانہ و حاگیر کہاں ہے[۵۸]

انصاف حو کیجے تو نہیں اس کی بھی تقصیر
سب ماحصل ان باتوں کا یک پارچہ نان ہے[۵۹]

ساعر حو سے جاتے ہیں مستغنی الاحوال
دیکھے حو کوئی فکر و تردد کو تو یاں ہے[۶۰]

مشتاق ملاقات انھوں کا کس و ناکس
ملنا انھیں اس سے حو فلاں ابن فلاں ہے[۶۱]

۵۷- عرضی پہ کیا میم (آ) - سیاہے پہ ہوا ے (ایچ) - سیاہے پہ ہوا صاد (ار) - سیاہے پہ کیا حے (آ ، ل) - سیاہے پہ ہوا حیم (ب ، ن) - سیاہے پہ کیا صاد (ف) - سیاہے پہ کیا حیم (فو ، ر) - پروانہ میں تم پر سے تصدق مری جان ہے (ار) -

۵۸- کاہے کا عرض عرضی (ایچ) - پروانہ وہ حاگیر کہاں ہے (آ ، ار ، ب ، ل مو ، ہر ، ی ، ن) - پروانہ اور حاگیر کہاں ہے (ایچ) -

۵۹- یک برچہ نان ہے (ایچ ، ار ، مو ر) -

۶۰- فکر تردد کو (ب ، ل) - فکر و تردد کو تو واں ہے (ار) -

۶۱- ملنا وہ ہے اُن سے حو فلاں (ار) - ملنا انھیں اُن سے حو (ایچ ، ن) -

گر عید کا مسجد میں پڑھیں جا کے دوگانہ
نیّت قطعۂ تہنیتِ جانِ رساں ہے[۶۲]

تاریخِ تولّد کی رہے آٹھ پہر فکر
گر رحم میں بیگم کے سے نطفۂ جاں ہے[۶۳]

اسقاطِ حمل ہو تو کہیں مرثیہ ایسا
پھر کوئی نہ پوچھے میاں مسکیں کہاں ہے[۶۴]

مُلّائی اگر کیجے تو مُلّاؐ کی ہے یہ قدر
ہوں دو روپے اُس کے جو کوئی مثنوی خواں ہے[۶۵]

اور ماحصر آخوند کا اب کیا میں بتاؤں
اک کاسۂ دالِ عدس و جو کی دو ناں ہے[۶۶]

دن کو تو وہ بےچارہ پڑھایا کرے لڑکے
سب خرج لکھے گھر کا اگر ہندسہ داں ہے[۶۷]

بس پر یہ ستم ہے کہ نہالی تلے اُس کے
لڑکوں کی شرارت سے سدا خار نہاں ہے[۶۸]

۶۲- مسجد میں پڑھے (ن) - نیت میں قطعہ تہنیت جان رساں ہے (ف) - نیت قطع تہنیت جان رساں ہے (ح) -
۶۳- بیگم کے سیں (ف ، فو ، بر) -
۶۴- کہیں مرثیہ اس کا (ار) - پھر کوئی نہ پوچھو میاں مسکیں کہاں ہے (ار) -
۶۵- ہوویں دو روپے اُس کے (ار) -
۶۶- اور ماحصر اخوند کا (ن) -
۶۷- دن کو تو بچارا وہ پڑھایا کرے لڑکے (ن) - سب خرچ لکھے (ب) -
۶۸- لڑکوں کو شرارت سے (ب) -

بھاگے یہ عمل کر کے جو شیطان کا لشکر
دیوالی کو لے ہاتھ ، تعاقب میں دواں ہے[69]

اب کیجیے انصاف کہ جس کی ہو یہ اوقات
آرام جو چاہے وہ کرے ، وقت کہاں ہے[70]

جس زور سے کاتب کا لکھا حال میں سب سے
ہر صفحۂ کاغذ پہ قلم اشک فشاں ہے[71]

وہ بیس ٹکے سیکڑے لکھنے کا ہے محتاج
خوبی میں خط اب جس کا بہ از خطِ بتاں ہے[72]

یہ بھی میں تکلف ہی سے کہتا ہوں وگرنہ
آفاق میں ان چیروں کی اب قدر کہاں ہے[73]

اچھا ہو جو موتیا کا زمانے میں نئے سر
خطاط کی ایسی ہی رہے قدر جو یاں ہے[74]

ہدیہ ہو سوا پانچ ٹکے گزری میں آکر
یاقوت نکارے جو بکاؤ قرآں ہے[75]

۶۹- عمل کر جو وہ شیطاں کا لشکر (ن) ۔
۷۰- آرام جو چاہے سو کرے (آ) ۔ آرام جو چاہے کہ کرے (ایج) ۔
۷۱- جس وقت سے کاتب کا لکھا (ار) ۔ کاتب کا لکھا میں نے سیاہا (آ) ۔
۷۲- لکھنے کو ہے محتاج (ن) ۔
۷۳- یہ بھی میں تکلف سی کہتا ہوں وگرنہ (ایج) ۔ ان چیروں کی آفاق میں اب قدر کہاں ہے (ایج) ۔
۷۴- اچھا ہو جو موتی کا (آ) ۔ احیا ہو جو موتی کا (س ، ل ، ف ، ن) ۔ خطاط کی ایسی ہی رہی قدر کہاں ہے (ب ، ف ، ن) ۔
۷۵- گزری میں جا کر (ایج ، ل) ۔ بکاؤ یہ قرآں ہے (فو ، ر) ۔

دمڑی کو کتابت لکھیں ، دھیلے کو قبالہ
بیٹھے ہوئے واں میر علی چوک جہاں ہے[۷۶]
چاہے جو کوئی شیخ لئے بہر فراغت
چھٹتے شعرا ہی کے وہ مطعونِ زباں ہے[۷۷]
دیتا ہے دُمِ خر سے کوئی شملے کو نسبت
گسد سے کوئی پگڑی کو تشبیہ کُناں ہے[۷۸]
اور اُس کو جو دیکھے کوئی ، وہ بہرِ معیشت
اس فکر و تردّد ہی میں ہر ایک زماں ہے[۷۹]
پوچھے ہے مریدوں سے یہ ہر صبح کو اُٹھ کر
ہے آج کدھر عرس کی شب ، زور کہاں ہے[۸۰]
تھیں ہوا عرس تو کر ڈاڑھی کو کنگھی
لے جملِ مریداں ، گئے وہ بزم جہاں ہے[۸۱]

۷۶- کتابت لکھے (ف ، ی) - بیٹھے ہوئے وہ میر علی چوک جہاں ہے (ایچ) - یہ شعر نسخہ ار میں نہیں ہے -
۷۷- چھٹتے ہی وہ شعرا کے تو مطعون زباں ہے (ایچ) - چھٹتے شعرا کا ہی وہ مطعون زباں ہے (ف) - چھٹتے ہی تو شعرا کے وہ مطعون زباں ہے (ب) - چھٹتے ہی تو شعرا کا وہ مطعون زباں ہے (مو ، ر) - چھٹتے ہی تو شعرا کی وہ مطعون زباں ہے (ن) -
۷۸- دُم خرس سے کوئی (مو) - گسد سے کوئی (ن) -
۷۹- اور اس کو جو دیکھو تو وہ پھر بہر معیشت (ایچ) - اس فکر تردد ہی میں (ل) -
۸۰- مریدوں ستی ہر صبح (ایچ) - مریدوں سے وہ ہر صبح (ر) -

ڈھولک حو لگی بجے تو واں سب کو ہوا وجد
کوئی کودے ہے، کوئی رووے ہے، کوئی نعرہ زناں ہے[۸۲]
بے تالے ہوئے شیخ جو ٹک وجد میں آ کر
سرگوشیوں میں پھر بد اصولی کا بیاں ہے[۸۳]
گر تال سے بڑھتا ہے قدم تو سبھی ہنس ہنس
کہتے ہیں "کوئی حال ہے یہ ؟ رقصِ زناں ہے"[۸۴]
اور ماحصل اس رنج و مشقت کا جو پوچھو
ڈالا ہوا واں دالِ نخود ، قلیہ و ناں ہے[۸۵]
سب پیشے حو تج کر حو کوئی ہو متوکّل
جورو تو یہ سمجھے کہ نکھٹو یہ میاں ہے[۸۶]
اور بیٹے کے دل کو ہے حرافت کا بیٹن
بیٹی کو جنوں ہووے کا بابا کے گماں ہے[۸۷]

۸۲- ڈھولک لگی بجنے تو وہاں سب کو (مو) - کوئی کودے ہے رووے کوئی (ب) - کوئی کودے کوئی رووے کوئی (ن) - کوئی رقص کناں ہے (ایچ) -
۸۳- بے تال ہوئے شیخ (ب ، ن) - سرگوشیوں میں سدِ اصولی کا بیان ہے (ن) -
۸۴- کوئی حال ہے یا رقص زناں ہے (ل) -
۸۶- سب پیشے یہ تج کر (ب ، ب ، ل ، مو ، ی ، ن) - سب پیشوں کو تج کر (ر) - جورو تو سمجھتی ہے نکھٹو (ار ، ب ، ر ، ن) -
۸۷- اور بیٹی کے دل کو ہے (ن) - بیٹے کو جنوں ہونے کا (ن) - جنوں ہونے پہ بابا کے (ل ، ی) -

پھر چوم کے جب لڑکے لگے تھوک سے مرنے
ہر خان و حوانیں کے ہم راہ دواں ہے[۸۸]

حب راہِ خدا پیسے نکالے کوئی نواب
تب اُس کی سفارش میں آسے رقعہٗ خاں ہے[۸۹]

مضموں یہی رقعے کا کہ کچھ دیجیے اس کو
مدّاح اماموں کا ہے اور مرثیہ خواں ہے[۹۰]

بالفرض اگر آپ ہوئے بھت پراری
یہ شکل بھی مت سمجھیو تُو راحتِ جاں ہے[۹۱]

ٹک دیکھ کٹھیہر میں تو حافظ کا تُو احوال
چھاتی پہ کڑک بجلی ہے اور شیر دہاں ہے[۹۲]

۸۸- پھر شیخ کے حب لڑکے لگے (ن) -

۸۹- تب اُن کی سفارش میں (ب ، ن) - سفارس میں بھی اک رقعہٗ خاں ہے (مو ، بر) -

۹۰- مضموں ہے یہی رقعے کا (آ ، ف) - مضموں یہی رقعے کا کچھ (ب ، مو ، بر ، ی) -

۹۱- یہ شکل ہی مت سمجھیو کہ راحتِ جاں ہے (ار) - تم اس کو بھی مت سمجھیو یہ راحتِ جاں ہے (مو ، بر) -

۹۲- تو حافظ جی کا احوال (آ ، ایچ) - ٹک دیکھ یہ منصور علی خاں جی کا احوال (ار) - ٹک دیکھا منصور علی خاں کا یہ احوال (ف) - ٹک دیکھا منصور علی خاں جی کا احوال (ب ، مو ، بر ، ن) - یوں معلوم ہوتا ہے کہ سودا نے اِس شعر میں پہلے تو منصور علی خاں صفدر جنگ ہی کا حوالہ دیا تھا لیکن بعد میں شجاع الدولہ کی ملازمت قبول کرنے (اور شجاع الدولہ کی روہیلوں کے خلاف فتح حاصل کرنے) پر منصور علی خاں کا نام نکال کر کٹھیہر کے حافظ یعنی حافظ رحمت خاں کا حوالہ دے دیا -

آرام سے کٹنے کا سنا تو نے کچھ احوال ؟
جمعیتِ خاطر کوئی صورت ہو کہاں ہے[۹۳]
دنیا میں تو آسودگی رکھتی ہے فقط نام
عقبیٰ میں یہ کہتا تھا کوئی اس کا نشاں ہے[۹۴]
سو اس پہ تیقن کسی کے دل کو نہیں ہے
یہ بات بھی گوینده ہی کا محض گماں ہے[۹۵]
یاں فکرِ معیشت ہے تو واں دغدغۂ حشر
آسودگی حرفیست نہ وہ یاں ہے نہ واں ہے[۹۶]

☆ ☆ ☆

[اس کے بعد تین ہجویہ قصیدے (۵۹، ۳۱ اور ۳۶ شعروں پر مشتمل نرسالۂ کتاب حذف کر دیے گئے ہیں۔ ان میں سے دو پر ''در ہجو مولوی ساجد'' کا عنوان تھا اور تیسرا ''در ہجو شاہ ولی اللہ'' کے زیرِ عنوان تھا۔ مرتب]

۹۴- کہتا ہے کوئی اس کا نشاں ہے (ب ، ف ، ن) ۔ عقبیٰ میں یہ کہتے ہیں کوئی اس کا نشاں ہے (مو ، ر) ۔
۹۶- یاں فکرِ معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر (آ ، ار ، ر) ۔ آسودگی حرفیست یہاں ہے نہ وہاں ہے (آ ، ر) ۔ آسودگی حرفیست نہ یاں ہے نہ وہاں ہے (ایچ ، ار ، ف ، ن) ۔ آسودگی حرفیست نہ وہ یاں نہ وہاں ہے (ی) ۔ آسودگی حرفیست نہ واں ہے نہ یہاں ہے (مو)۔

حصۂ دوم

اس حصے میں سودا کا وہ کلام ہے جو ج ، ل ، آ ، ایچ چاروں نسخوں میں شامل نہیں۔ لیکن دوسرے دو یا زیادہ نسخوں میں موجود ہے ۔ اس کلام کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا واقعی سودا ہی کا لکھا ہوا ہے ۔ (مرتب)

(۱)

در شکوۂ معشوق

ہمیں تنہا نہ تری چشم کے بیمار ہوئے
اس مرض میں تو کئی ہم سے گرفتار ہوئے[1]

سینۂ خستہ ہمارے سے ہے غربال کو رشک
ناوکِ غم جگر و دل سے زبس پار ہوئے[2]

بکنے موتی لگے بازار میں کوڑی کوڑی
بس کہ تجھ بن مژۂ چشم گہربار ہوئے[3]

روزِ اوّل کو تم آ مصرِ محبت کے بیچ
یوسفِ عصر ہوئے رونقِ بازار ہوئے[4]

نقدِ جان و دل و دیں دے کے لیا ہم نے تمھیں
سیکڑوں اہلِ ہوس گرچہ خریدار ہوئے[5]

---

(۱) صرف نسخۂ ار میں کُلی طور پر شامل ہے ۔ اس کے کچھ اشعار مو ، ر ، و میں ملتے ہیں ۔ نسخۂ ن میں بھی موجود نہیں ۔

۱ تا ۴۔ یہ اشعار نسخہ جات مو ، ر میں نہیں ہیں ۔ البتہ ار ، و میں ہیں ۔

۲۔ سینۂ خستہ ہمارے کو ہے (و) ۔

۳۔ نکمے موتی بکے بازار میں (و) ۔

۵ تا ۲۳۔ یہ اشعار نسخۂ و میں نہیں ہیں ۔ نسخۂ مو میں شعر نمبر ۵ نہیں ہے ، باقی شعر موجود ہیں ۔ نسخۂ و میں چوتھے شعر کے بعد یہ شعر ہے جو کسی اور نسخے میں یوں نہیں ہے :

"نقد جان و دل و دیں دے کے لیا سودا ہے
سیکڑوں اہلِ ہوس گرچہ خریدار ہوئے"

نسخۂ و میں یہ پانچ شعر بطورِ غزل ہیں ۔

گھر میں لے آئے تمھیں چاہ سے کرتے شادی
کہ تم اس غم کدے میں شمعِ شبِ تار ہوئے[6]

رخِ تاباں سے تمھارے کہ ہے خورشید مثال
در و دیوار سبھی مطلعِ انوار ہوئے[7]

ڈھونڈتے تم کو صنم پھرتے تھے ہم شہر بشہر
خوار و رسوائے سرِ کوچہ و بازار ہوئے[8]

للہ الحمد کہ مدت میں تم اے نورِ نگاہ
باعثِ روشنیِ دیدۂ خوں بار ہوئے[9]

خانۂ چشم میں رہتے تھے شب و روز کہ تم
قرۃ العین ہوئے راحتِ دیدار ہوئے[10]

دیکھ کر مہر و وفا و کرم و لطف کو ہم
جانتے یوں تھے کہ تم یارِ وفادار ہوئے[11]

جس میں تم ہوتے خوشی سو ہی تو ہم کرتے تھے
پھر نہیں جانتے کس واسطے بیزار ہوئے[12]

اب ہمیں چھوڑ کے یوں زار و نزار و غم ناک
تم کہیں اور ہی جا ناں سے نمودار ہوئے[13]

۷۔ آج تابانی تمھاری سے کہ ہے خور کی مثال (فو)۔ آج تابانی تمھاری کہ ہے خورشید مثال (ر)۔

۸۔ ڈھونڈتے پھرتے تھے ہم تم کو صنم شہر بہ شہر (فو)۔ ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہم تم کو صنم شہر بہ شہر (ر)۔

۹۔ للہ الحمد کہ اپنے ہوئے تم نورِ نگاہ (فو)۔ الحمد للہ کہ مدت میں تم اپنے نور نگاہ (ر)۔

۱۱۔ جانتے یوں تھے کہ ہم یار وفادار ہوئے (فو، ر)۔

یہ تو ہرگز ہی توقّع نہ تھی تم سے ہم کو
کہ ستم گار و جفا کار و دل آزار ہوۓ[۱۴]

نہ وہ اخلاص و محبّت ہے ، نہ وہ مہر و وفا
شیوۂ جور و جفا تم سے یہ اظہار ہوۓ[۱۵]

یا وہ الطاف و کرم تھے کہ سدا رہتے تھے
اے گل اندام ہمارے تو گلے ہار ہوۓ[۱٦]

اس میں حیران ہیں ، کیا ہم سے ہوئی ہے تقصیر
قتل کرنے کے تئیں پھرتے ہو تیّار ہوۓ[۱۷]

تیغِ خوں ریز نہ کف ، خنجرِ خوریں نہ میاں
ہر گھڑی سامنے آ جاتے ہو خوں خوار ہوۓ[۱۸]

گر اسی میں ہے خوشی دل کی تمھارے تو خیر
ہم بھی راضی ہیں کہ اس جینے سے بیزار ہوۓ[۱۹]

پھر یہ کیا ڈھیل ہے ، بسم ہو ، تو اب بسم اللہ
کھینچ کر تیغ کو آؤ جو ستم گار ہوۓ[۲۰]

ورنہ دل کھول کے لگ جاؤ گلے سے سارے
گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوۓ[۲۱]

اتنی ہی بات تو کہتے ہیں کہ اک بوسہ دے
آہ ، صد آہ ، جو ایسے ہی گنہ گار ہوۓ[۲۲]

۱۴- یہ تو ہرگز ہی نہ تھی تم سے توقع ہم کو (مو ، ر) -

توبہ کرتے ہیں قسم کھاتے ہیں ، ستے ہو تم
پھر نہیں کہے کے ، آگے جو خبردار ہوئے[۲۳]

☆ ☆ ☆

حصۂ سوم

[اس کے بعد ایک ہجویہ قصیدہ بعنوان ''در ہجو شیخ بریلی''
بر بنائے کثافت حذف کر دیا گیا ۔ یہ ہجو صرف ایک نسخے
یعنی نسخہ بر میں ملتی ہے اور بڑی حد تک مشکوک ہے ۔
اس میں کل ۴۸ شعر ہیں ۔ مرتب]

حصۂ چہارم

اس حصے میں سودا کا وہ کلام ہے جو میں نے خود تو کسی مخطوطے میں نہیں پایا لیکن اکبر الدین صدیقی اور عبدالسلام صاحب نے کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد دکن کے ایک مخطوطے میں پایا ہے - یہ کلام بھی بہت مشکوک ہے -

(مرتب)

(۱)

در مدحِ حضرت فاطمۃ الزہرہ

مکھڑے سے اپنے زلف کے پردے کو تُو اُٹھا
ابرِ سیہ میں مہرِ درخشاں کو مت چھپا

دیکھا ہے حسن سے مہ کا ترے نور اَے صنم
خورشید رہ گیا ہے خجالت سے سر چھپا[1]

آنکھوں نے تیری حالہ نرگس کیا خراب
سنبل کو تیری زلف نے بے قدر کر دیا

رخ دیکھ تیرا گل کی تو چھاتی پھٹی ہے آہ
حالِ سیہ کے رشک سے لالے کا دل جلا

تیرے دہن کو دیکھ کے غنچہ ہوا خجل
نرگس نین کو دیکھ کے آنکھیں گئی چُرا

ابرو کو دیکھ تیرے چھپا ابر میں ہلال
صورت کو تیری دیکھ گھٹا قدرِ دل ربا

اَے سرو قد چمن میں گیا تو نے جب خرام
شرمندگی سے خاک میں شمشاد گڑ گیا

---

(۱) صرف 'ح' میں شامل۔

۱۔ غالباً کاتب نے "خجالت سے سر جھکا" کی جگہ "حجالت سے سر چھپا" لکھ دیا ہے۔

ریحان و سنبلِ چمن اب حا نہ جا ہوئے
قربانِ سبزۂ خط و گیسوئے مشک سا

ہے سایہ حسن کے سر پہ ترے قد کا گل بدن
اُس کے تئیں ہے سایۂ طوبٰی سے کام کیا

غنچے نے دیکھ تیرا دہن دستِ شاخِ گل
حیرت سے لے کے اپنے زنخ داں تلے رکھا

عارض کو دیکھ گل نے کیا چاک پیرہن
چہرے کو تیرے دیکھ کے مہ ابر میں چھپا

لپٹے ہے زلف ہاتھ کو تیرے میں کیا کہوں
ناگن لپٹ رہی ہے عجب شاخِ گل سے آ

قمری نے یوں کہا ترے کاکل کو دیکھ کر
''اللہ ، آج سرو سے لپٹا ہے اژدہا''

تو نے نقاب منہ سے اٹھایا چمن میں ، گل
اے گل بدن ہزار کے دل سے اتر گیا

ہے باغ باغ ، باغ میں گلچیں ، کھلے ہیں گل
چاروں طرف بہار ہے اور ابر کی ہوا

عیش و طرب کا دن ہے جو مے کش کہیں ملے
ساقی کو ہر طرح یہ غزل پڑھ سناؤں جا

غزل

ہے موسمِ بہارِ گل اور ابر کی گھٹا
قربان تیرے ساقیِ گل رو ! شراب لا

بلبل کی ہے کشتی کو سحر جا چمن میں دیکھ
گل کا پیالہ بادۂ شبنم سے ہے بھرا
معمورِ قہوہ خوری نرگس ہے مے سیتی
قمری کے لت بغل میں تو شیشہ ہے سرو کا
رندوں کی اِس بہار میں ہے شیشۂ شراب
گزرے کی کس طرح سے اسے ساقی مجھے بتا
مندوے چڑھے کی بیل مری اور بڑھے کی پوت
دے دستِ رز مجرّد مے کشی کو ہاتھ اٹھا
جو کام جلد ہووے تو اس کو نہ کیجے دیر
اکثر سنی ہے ہم نے بزرگوں سے یہ صدا
در کارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست
تو نے کہیں یہ مصرعِ حافظ نہیں سنا
جو غم ہمارے دل پہ گزرتا ہے بے شراب
ہم جانتے ہیں اس کو تو، جانے بری بلا
دار و مدار، دیکھ، نہ کر مے کشوں سے دو
شیشہ دھرا دھرایا اگر ہو کہیں تو لا
چمکا شتاب ہو ہی گلابی شراب کی
طاؤس نام ابر کی ہے چرخ پر گھٹا
دورِ شباب ہاتھ سے، بے مطرب و شراب
جوں دورِ جام مفت ہی جاتا ہے اب چلا
پھرتے ہیں بے قرار خراباتِ دہر میں
بنت العنب کے ساقیِ گل چہرہ آشنا

سن گوشِ جاں سے تو غزل حافظ کی فہم کر
ہے اِس میں جان بادہ پرستوں کا مُدعا[1]

غزلِ حافظ

"ساقی بہ نورِ بادہ برافروز جامِ ما
مطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بہ کامِ ما

ما در پیالہ عکسِ رخِ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذتِ شربِ مدامِ ما

دایم خرمۂ نہ برد روز ناز خواست
نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما[2]

مستی بہ چشمِ شاہدِ دل بندِ ما خوش است
زاں رو سپردہ اند بہ مستاں زمامِ ما"

یہ مے وہ مے ہے جس کی ہوا دل ستی گرہ
یوں کھولتی ہے گل کا دہن جس طرح صبا

گر چاہتا ہے تجھ سے خدا خوش رہے مدام
تو ساغرِ دوآتشہ مستوں کو بھر پلا

یہ مصفی نہیں ہے کہ برسے ہمارا دل
جامِ شرابِ ناب کو در موسمِ ہوا

ہے آرزو اسی لبِ مےگوں ستی مجھے
ساقی کبھی کبھو کہ کبابِ جگر لے آ

۱- پہلے مصرع میں لفظ "حافظ" کا "ح" وزن میں نہیں آتا۔
۲- پہلے مصرع میں کچھ غلطی ہے۔

سارا یہ تو سچ جلد نہ جاوے کہیں چھلک
ساقی ہماری عمر کا ساغر بھرا ہوا
ساقی نے گفتگو مری سن کر کہا ''تجھے
کچھ شاید عقل و فہم سے بہرہ نہیں ملا
تو اُس جنابِ پاک کا مدّاح ہے کہ بس
اللہ جس جناب کی کرتا ہے خود ثنا
پی جام جا کے اُن کی محبّت کا تو مدام
مے خانۂ جہاں میں تو سرمست رہ سدا
مستوں کی طرح منقبتِ حضرتِ بتول
للکار صبح و شام تو اے بندۂ خدا
یا دوست دارِ آلِ محمدؐ کہیں تجھے
سو بار جی سے آفریں، تحسین و مرحبا''
یہ بات سن کے پڑھنے لگا میں بہ صدقِ دل
فرخندہ مطلعِ صفتِ بنتِ مصطفیٰؐ

مطلعِ دیگر

مخدومۂ مقدّسہ بانوئے پارسا
مقبولۂ خدائے جہاں، سیّد النسا
معصومہ و کریمہ، جگرگوشۂ نبی
خاتونِ حشر، مادرِ سلطانِ کربلا
آلِ محمدؐ عربی، زوجۂ علیؑ
پاکیزۂ مکرّمہ، مقبولۂ خدا

نورِ دو چشمِ احمدِ مرسل، معظمہ
انور چراغِ عرش و مہرِ برجِ ارتضا
پروردۂ کنارِ محمدؐ، شمعِ خلق
آرامِ جانِ پاکِ علیؓ جسمِ مصطفیٰؐ
ہے روشن اُن کے نور سے مہرِ سپہرِ عرش
ہیں وہ چراغِ دامنِ پیغمبرِ خدا
تطہیر آپ کی شان میں نزول ہے فضلِ حق
حضرت نبیؐ نے "بضعۃ منی" انھیں کہا
خادم ہے اُن کے خادمِ در کا تو جبرئیل
ہیں وہ سرورِ سینۂ سالارِ انبیا
ہیں وہ گلِ ریاضِ رسالت چراغِ نور
داماںِ پاک اُن کا نہیں چھو سکی صبا
دیکھا نہ اُن کے دامنِ عصمت کو اس لیے
آلودۂ غبار ہوا پیکرِ ہوا
وہ مدّعائے دل کو تو پہنچے اسی گھڑی
لے جاوے ان کے جو درِ دولت پہ التجا
فی الفور اُن کے فضل و کرم سے خدائے پاک
بر لاوے اُس کے دل کا یہ مقصود و مدّعا
اُن کے نسیمِ لطف کی جنبش سے باغ میں
ہے جلوۂ بہارِ گل و گلشنِ صفا
اک نور اُن کے درۂ در کا ہے مہرِ چرخ
اور اُن کے نور سے ہے مہِ عرش کو ضیا

گھستے ہیں آن کے در پہ جبیں قدسیانِ عرش
ہے بندہ جبرئیلِ امیں اس جناب کا
بخشا ہے حق نے خاک کو اس در کے یہ شرف
اوصاف جس کا مجھ سے تو حلتا نہیں لکھا
بیمار صدوِ دل سے رکھے گر زباں اوپر
پاوے خدا کے حکم سے اک آن میں شفا
وہ در ہے ایسا اقدس و اطہر، لطیف و پاک
درباں ہے جس کا روح الامیں، پاسبان خدا
پڑھتا ہے مرغِ جاں بہ گلستاں یہ ملتفت[۱]
سو آرزو سے مطلعِ انوارِ دل کشا

مطلعِ دیگر

اس روضۂ مطہرِ اطہر کی ہے ہوا
جوش ہو ہر ار نسیمِ بہشت و فرح فزا
ہر گل وہاں کا مثلِ گلِ گل رخاں ہے سرخ
سنبل نظورِ کاکلِ محبوب مشک سا
ہے ہر نہالِ رشکِ قدِ جوش قدانِ دہر
سو جاں سے حق یہ سروِ صنوبر ہوا فدا
غنچہ وہاں کا جوں دہنِ تنگِ حورِ عیں
ہر برگِ گل بہ رنگِ لبِ لالہ دل ربا

۱- غالباً کاتب نے "مرغ جاں بہ گلستاں بہ التفات" کی جگہ "مرغ جاں بہ گلستاں یہ ملتفت" لکھ دیا ہے۔

اُس گلشنِ نشاط میں آزردہ کوئی نئیں[1]
مانندِ بلبلاں چمن ہیں بہ صد نوا
اُس جا کی ناو رشکِ نسیمِ بہشت ہے
کھویا وہاں کی خاک نے رتبہ عبیر کا
نرگس نے حانِ چشمِ پری کو کیا خجل
ہے کی ہوا وہاں کی فرح بخش دل کشا
لالے نے اُس چمن کے رخِ داغِ دل ستی
شرمندہ روئے شامِ شفق کے تئیں کیا
عنقائے فکر نے تو مرے دل کے روبرو
یہ مطلع صبح دم کرمِ حق ستی پڑھا

مطلعِ دیگر

لے جاوے خاک اُس درِ دولت کی گر صبا
جنت میں ہووے حور کی آنکھوں کا توتیا
وہ شمعِ بزم گاہِ رسالت چراغِ نور
ہے جس سے آسمانِ امامت کے تئیں جلا
دیکھا جو اُن کے در کے چراغوں کا نور، مہر
شرمندگی سے پردۂ شب میں چھپا ہے جا
روزِ ازل سے مریم و سارہ بہ صدقِ دل
لائی ہیں اُن کی بندگیِ مومناں بجا

۱۔ پہلا مصرع یوں بھی پڑھا جا سکتا ہے: ''اُس گلشنِ نشاط میں آزردہ کوئی نہیں۔''

اور آفتابِ روزِ قیامت دو ـ کون کو
ہے اس جنابِ پاکۂ معلٰی کا آسرا
بنتِ رسولِؐ سیّدِ کونین ، فاطمہؓ
معصومِ پاک زوجۂ سلطانِ اولیا
بخشندۂ گناہِ دو عالم شفیعِ حشر
پروردۂ کنارِ رسل ، سیّدالنسا
سودا جو روسیاہ تمھاری جناب سے
رکھتا ہے نورِ چشمِ محمدؐ یہ التجا
روزِ جزا گناہِ محبّانِ شاہِ دیں
بخشائیو خدا سے تم اے جانِ مصطفیٰؐ
دوزخ نصیب ہوویں تمھارے عدو تمام
جنّت کرے کرم سے محبّوں کو حق عطا
یہ آرزوے جان ہے آنکھوں سے حق مجھے
دکھلا دے نورِ روضۂ سلطانِ کربلا
کرتا ہے ہر سحر درِ کوکب سے پھر فلک
قربانِ قدرِ روضۂ شاں قبّۂ طلا
ہر روضۂ امامِ زماں نقدِ جان و دل
الفتہ وار وار تصدّق کروں میں جا
نکلے نہ جان تن سے نہ دیکھوں میں جب تئیں
آنکھوں سے جا کے روضۂ فرزندِ مرتضیٰؑ

ہووے مجھے طوافِ درِ جا راہ نصیب[1]
ہر لائے حق تمھارے کرم سے یہ مدعا
پہنچے تمھارے فضل و کرم سے خدا کرے
سودا بھی اپنے دل کی (مرادوں) تئیں سدا[2]

(۲)

در مدحِ حضرتِ زین العابدین[۳]

کہا میں ایک دن آں سے کہ اے ستم ایجاد
جفا و جور کہاں تک، کبھی تئیں بیداد؟
کئی دنوں سے یہ احوال ہے کہ واقف نئیں
سرورِ دل ہے کدھر کو، کدھر ہے خاطرِ شاد
نہ رات کو مرے نالوں پہ رحم ہے تجھ کو
نہ میرے بخت ہی کرتے ہیں ان دنوں امداد
نہ میرے حال پہ الطاف ہے نہ مہر و کرم
نہ اگلی باتیں جو بھولی ہیں وہ کرو تم یاد
نباہ کیونکہ ہو ایسے مزاج سے اپنی
یہ دل ہے شیشۂ ساعت، ہو کس طرح فولاد

۱۔ مصرع اول میں کاتب کی کوئی غلطی ہے جس سے مفہوم خبط ہو گیا ہے۔
۲۔ مصرع دوم میں غالباً کاتب سے لفظ "مرادوں" رہ گیا ہے۔
(۳) صرف نسخہ ع میں شامل۔

فقیر میر کرے گا سنا مرا صاحب
کرم کیا جو کیا اس غلام کو آزاد
یہ کہہ کے واں سے ہو رخصت، چلا بیاباں میں
کہ شہر کو کروں ویران اور دشت آباد
سو ایک قطعہ سرِ تیغ وہیں کے پردے پر
آتی حس میں بسی تھی بوئے الحاد و وداد[1]
نظر پڑا، سو کہا دل نے بس یہیں رہ جا
کدھر کو جائے گا یاں سے اے خانماں برباد
قسم ہے تجھ سے کئی جا میں جاں تلک ناپی
پکار دامنِ صحرا میں داد اور بیداد
زباں میں زور، نہ تھا مجھ میں تاب، منہ میں نہ دم
کہ مشدِ غم میں ہوں دل کھول کر کروں فریاد
تھی دل میں آہ، نہ آنکھوں میں اشک، جی کو نہ چین
عرض کروں تھا میں حراب کے در کو بست و کشاد
کہ ناگہاں مجھے صبرِ جمیل کی آواز
فلک سے آئی زمیں پر بہ نظرِ استمداد
کیا تمیں سکر کا سجدہ جنابِ باری میں
کہ رہیے اس کی رضا پر بہ موجبِ ارساد
جو صبر آئے تو پھر یاں کہاں شکیبائی
ہر اک میں خلق ہوا ہے بہ قدرِ استعداد

۱- دوسرا مصرع کاتب نے غلط سلط لکھ کر مفہوم مخبط کر دیا ہے۔

سو وہیں غیب کے ہاتف سے یہ ندا آئی
نہ بھول ، دل میں کر احوال صابروں کا یاد
ہوا تھا میں متأمل کہ وہیں خاطر میں
گزر کیا مرے یہ مطلعِ شکیب ایجاد

مطلعِ ثانی

کہ یاد ایسوں کی کرنا ہے اپنے عین مراد
نبیؐ کی آل ہیں صابر ، علیؑ کی ہیں اولاد
خصوص دُرِّ یتیمِ محیطِ صبر و شکیب
ابو الائمہ امامِ زماں شہِ سجّاد
امام ابنِ امام و کریم ابنِ کریم
رحیم ابنِ رحیم و بہادر و جوّاد
زہے امام ، فروعِ چراغِ خانۂ دیں
رہے امام ، امامت کے شہر کی بنیاد
اگر نہ سجدہ کریں اُس کے آستانے پر
قبول ہو نہ کبھو راہبیّتِ زہّاد
جو کوئی مشق کرے نامِ پاک کی اُن کے
تو دے صلاح نہ مُلّا بقا و مہر عباد
جو منقبت کہے اُس کی جنابِ عالی میں
اور اپنے شہر کے تئیں چھوڑ جائے اور بلاد
تو اس میں شک نہیں مگر اُس کی سب پہ چرب کہیں
ہیں جیسے عرفی و خاقانی ، باقرِ داماد

زبانِ حال سے تہلیل خواں ہیں سب اُن کے
یہ بحر و بر و زمیں ، آسماں ، نبات و جماد

جو قمری دیکھتی اس کے قدِ مبارک کو
نہ آتی تا بہ قیامت وہ جانبِ شمشاد

دہانِ شیریں سے اس کے اگر سنے اک حرف
تو خسروی کرے مزدوری چھوڑ کر فرہاد

وہ نقشہ اس کی جو صورت کا رب نے کھینچا ہے
جہاں جو چاہیے ، نے کم کہیں ، کہیں نہ زیاد

ہزار جاں کروں قرباں اُس مصوّر کے
ہے دست‌کاری میں کون اس طرح کا اب اُستاد

کروڑ سال میں کھینچے شبیہ ناحق کی
گر اُس کی لاکھ طرح سیتی مانی و بہزاد

تو کچھ نہ ہو سکے اللہ کے ہاتھ ہی کھینچے
کبھی سیاہ قلم میں نہیں مداد و سواد

اُسی کے چہرے میں وجہ‌اللّٰہی کا جلوہ ہے
خدا پرست ہوئے جس کو دیکھ کلؔ عباد

خدائی دعویٰ ہی ہوتی زبانِ پیشیں میں
نہ اُس کے عہد میں نمرود تھا ، نہ تھا شدّاد

اُسی کی ذات سے قائم ہے دہر میں اب تک
یہ شعلہ آگ کا ، یہ موجِ آب ، خاک و باد

گناہ گار کی جاں بخشی پر جو حکم کرے
تو اپنے سر کے تئیں آپھی کاٹ لے جلاد

یہ طائر آئینہ کے جو روصے پہ جا کے ہو فریاد
تو اپنے دام میں آپھی پھنسا کرے صیاد
جو اس نہی پہ کردے تو جز سینہ روئی
کسو طرح بھی پکھاوج ستی نہ نکلے ناد
نت اٹھ کے چنگ پہ سرچنگ دستِ مطرب ہو
رباب کی بھی ہر اک کو شمار ہے میعاد
کروں غلامی میں حاضر ، تو غائبانہ کو چھوڑ
حضور میں ترے مدحِ شریف کا تعداد

مطلعِ دیگر

کہاں کواکبِ احساد اور کہاں جساد
ترے ہی دفترِ من کے ہیں کائنات افساد[1]
مقر ہیں سارے امامت کے تیری شہر بشہر
لے روم و شام ، حطا و ختن سے تا بغداد
جو جان و دل سے ہوا خاندان میں تیرے غلام
ولی سے اس کا ہوا مرتبہ کبھیں ایزاد
شریک ہوتے ہیں مجلس میں اس کے سب بے شک
یہ غوث و قطب ، یہ ابدال اور یہ سبھ اوتاد
تری رسائی کی تعریف کیا کرے کوئی
جہاں فرشتوں کے پر جلتے ہیںکے آنہ سے زیاد

---

[1] کاتب کی کوئی غلطی ہے ، مفہوم واضح نہیں ۔

جو گردبادِ فلک پر قدم رکھے تو (پھر)
نہ پہنچے واں تئیں زنہار وہم کا فصّاد[1]
اسی خیال پر اک بادہ کہا مطلع
حضور میں ترے عرض ہو دل شاد[2]

مطلعِ دیگر

کریں جو دل میں مسیحائی کو تو پیس بہاد
تو دھونی عود کی نشتر کو دے رکھے فصّاد[3]
جو تلخ کامی اٹھا دے زمیں کے پردے سے
تو صبر ساز کو سب بولنے لگیں قنّاد
ضرور یہ حکم کرے نفع کا تو مشک سوا
نہ زخم پر کرے جرّاح پھر کسی کے ضماد
رواج دیوے اگر طبِ ماہیت کو تو
لے آنکھ مولدِ زرِ ملک کے تئیں نقّاد
لکھا ہے راقمِ تقدیر نے جبیں پہ تری
ازل سے تا بہ ابد خطِ بندگی بنیاد
سوائے اس کے مرے دل میں نقش ہیں کیسے
غلام ہونے کی رکھتا ہوں میں کئی اسناد

۱- کاتب نے "قدم رکھے تو" لکھا ہے۔ غالباً آخری لفظ "پھر" ہوگا۔
۲- کاتب نے غلط سلط لکھ کر مفہوم خبط کر دیا ہے۔
۳- غالباً کاتب نے "کرے جو دل میں" کی جگہ "کریں جو دل میں" لکھ دیا ہے۔

ترے بغیر کہوں کس سے دردِ دل اپنا
سوائے تیرے مری (اور کون دے) ہے مراد[1]
فلک پہ نئیں ہیں ستارے ، بجھے ہیں تختہ نورد
چلے ہے چال نئی طرح سے مرا نراد
وطن کے اپنے سب احلاص مند دور کیا
نہ آدمی ہی رہا ہے یہاں ، نہ آدم زاد
کروں میں کب تئیں ہر صبح ہو جو مطلع صاف
فلک کے سقف تلے آہ کے ستون اِستاد

مطلعِ دیگر

تنگ ہند سے آیا ہے یہ دلِ ناشاد
بلا (لے) مشہدِ اقدس میں ، بھردے دل کی مراد[2]
یہاں نہ قدر شناسی ، نہ آدمیت ہے
متاعِ شعر کا بازار ان دنوں ہے کساد
حساب دوں اسے کہتے ہیں یاں کے لوگ (مُشاع)
نہ سمجھے جو عشرات و مآت تا بہ احاد[3]
نہ کوئی کمال کا ہے آشنا ، نہ دولت کا
مگر بہت سے معاند رکھے ہیں مجھ سے عناد

۱- دوسرا مصرع کاتب نے یوں لکھا ہے ''سوائے تیرے مری اور کو دیت ہے مراد'' ۔
۲- دوسرے مصرع میں کاتب نے ''بلا دے مشہد اقدس میں'' لکھا ہے ۔
۳- پہلے مصرع میں کاتب نے ''یاں کے لوگ مشاہ'' لکھا ہے ۔

ہے اتنی عجز کو گنتا جنابِ عالی میں
کہ آ کے روضہ رضوان میں لے قلم و مداد
قصیدہ طور لکھوں اپنے دل کے مطلب کو
حضور دستِ مبارک کا اُس پہ ہووے صاد
جو مشکلات ہیں میری سو کر آسے آسان
نہ کیجیو مجھے محتاج تا بہ یومِ تناد
تو پھیر دل کو نواہی سے ، لا اوامر پر
دے مجھ کو صحتِ دنیا و دین و عمر دراز[1]
درود بھیج کے کرتا ہوں قصر طولِ کلام
صلٰوۃ ہو بہ محمدؐ و آلہ الامجاد
سبھوں نے ورد کیا یہ قصیدہ اس خاطر
رکھا ہے نام میں اس کا خلاصۃ الاوراد

(۳)

مدحِ حضرتِ جعفر صادقؑ[۲]

فلک بتا دے مجھے اپنے عیش و غم کی طرح
کرم کی کون طرح ، کون سی ستم کی طرح
ہماری آنکھوں میں بیٹھی ہیں کب دکھاوے گا
وہ سگل چال کی چلکت کی اور قدم کی طرح
نہ وصل میں مرے کرتا ہے ہاں ، نہ ہجر میں نہ
نہ 'لا' کا ڈول نظر میں ہے ، نے 'نعم' کی طرح

۱- کاتب نے آخری لفظ غلط لکھا ہے جس سے قافیہ غلط ہوگیا ۔
(۲) صرف 'ح' میں شامل ۔

یہ سوجھتا ہے مجھے لوح میرے سینے سے
نکل ہی جائے گی ہچکی لیے سے دم کی طرح
اگرچہ خوبکی آگے ہے مر چکے ہیں ہم
وجود اپنے کے آثار ہیں عدم کی طرح[1]
یہ تو بھی کام نہیں ہم کو تیرے گلشن سے
کہ سینہ چاکی کا طور اپنے ہے ازم کی طرح
اسی میں گل ہے، اسی میں چمن، اسی میں بہار
ہے سیرگاہِ تماشائیاں عجم کی طرح
جو خوب دیکھیے، نظروں میں اپنے یکساں ہے
یہ خوب و زشت، بد و نیک، بیش و کم کی طرح
لکھوں ہوں ایک غزل حسبِ حالتِ دلِ خویش
ہے سحرِ سامری پر حرفِ مرتقم کی طرح

غزل

ہمیں میں ملتی ہے بے شبہ اس صنم کی طرح
ہے دودِ آہِ جگر سوز زلفِ خم کی طرح
ہمیں میں لوح و قلم ہے، ہمیں میں کرسی و عرش
زبان لوح کی صورت ہے، دل قلم کی طرح
ہم اپنے دل میں خدائی کی سیر کرتے ہیں
ہے اپنا سینۂ بے کینہ جامِ جم کی طرح
جبیں ہے کرسی و سر عرش، پوچھتا کیا ہے
یہی ہے راقمِ تقدیر کے رقم کی طرح

۱- پہلا مصرع غلط سلط لکھا گیا ہے۔

ہے اور کون ، یہیں ہم ہیں ، اللہ ہی اللہ

ہمارے قول پہ شاہد ہے رب حکم کی طرح

ہماری بندگی و حق گزاری و خدمت

طفیلِ مرشدِ حق مقصدِ اہم کی طرح

امامِ جعفرِ صادق کہ جن کے روضے میں

ملی ہے بیتِ مقدس کی اور حرم کی طرح

شہِ سریرِ صداقت لقا و شاہدِ دیں

دروغ صدق کا مفروق ، کُش قسم کی طرح

وہ شاہ نام کے لینے سے جس کے عالم میں

رہے نہ رنج کی صورت ، نہ کچھ الم کی طرح

نبیؐ کی جان ، جگر گوشۂ علیؑ ولی

ہے جس کی شکل میں اب مظہرِ اتم کی طرح

خدائی جس کے لیے ہے جہان میں قائم

بندھی ہے جس کے لیے دینِ محترم کی طرح

جو حرف اُس نے کیا حس کسی کے تئیں ارشاد

وہ حکم کرتے ہیں امرِ قضا ِشتیم کی طرح

دلوں میں آیۂ رحمت کی طرح با تاثیر

جگر پہ نقش ہے جوں حرف مرتسم کی طرح

نثار لعل کرے ہے زمانہ اور یاقوت

اب اُس کے عہد میں پھیکی ہوئی درم کی طرح

وہ چھوڑ دیدہ و دانستہ ناگُریز گُریز

جو آہو رام نہ بھولے تھے ، بھولے رم کی طرح

وہی جو حکمِ خدا ہے سو حکم اس کا ہے
وہ شکل اس کی جو تھی شافعِ امم کی طرح
لکھوں جنابِ مبارک میں ایسا مطلعِ صاف
کہ شاعروں میں ہو ظاہر مرے رقم کی طرح

مطلع دیگر

میں کیا بیاں کروں شاہا ترے کرم کی طرح
ہے نوریانی گدا میں ترے حشم کی طرح
ہے تیرے عہد میں یاں تک تو عدل اور انصاف
کہ زور و ظلم ہے عنقائے منعدم کی طرح
جو آگ پانی سے آ کر لڑے تو اس کے پاس
حباب خود ہے اور موج ہے علم کی طرح
بندھی ہے دہر میں تیرے لیے، خدا شاہد
ازل کی طرح، ابد کی طرح، قدم کی طرح
جو پہلے نام نہ تیرا لے کہہ کے بسم اللہ
زباں میں ذائقہ نعمت کا ہووے سم کی طرح
وہ تیرے روضۂ رضواں میں جگمگاہٹ ہے
ستونِ عرش سے رتبہ ہے جس کے کھم کی طرح
زمیں کی چھاتی سراپا بدل گئی وہیں
فلک کی شکل جو پُر پیچ تھی شکم کی طرح
ترے ہی نام نشاں سے بندھی ہے دنیا میں
یہ شکلِ لشکرِ حق دیں کے علم کی طرح

تری ثنا ہی سے روشن ہے چشم ساغر کی
نظر میں جلوہ نما حرفِ مرتقم کی طرح

ترے قدم ہی کی برکت سے خوش قدوں میں ہے
یہ عین نازکی رفتار میں نعم کی طرح

تو اور والدِ ماجد ترا ہے ایک ہی ایک
دو شخص متّفق و دو دلِ بہم کی طرح

نہیں تو ہوتی ہے اس طرح سے کہیں اشیا
کسو خلف میں کسو کے اب اور عم کی طرح؟

یہ تیری تیغ میں لیکی ہے ذبح ہو بدگو
(جو) سرکشی پہ ہے وہ صاف ہو قلم کی طرح[1]

تری جناب میں سودا کی آرزو یہ ہے
نشاطِ ہستی مبدّل ہو تیرے غم کی طرح

ترے عدو کی مذمت ہے اور تری تعریف
تبھی تو ہووے مروّح یہ مدح و ذم کی طرح

جو تیرے باغ کو تازہ کوئی نہ دیکھ سکے
سو اس کا خشک ہو اور دل جلے چلم کی طرح

سوائے یاد کے تیری کبھو قیامت تک
رہے نہ آنکھ میں آنسو کی میرے نم کی طرح

بجائے رکھیو مجھے اپنے ظلِ شفقت میں
زمانے میں نظر آتی ہے بے ستم کی طرح

۱- دوسرے مصرعے میں کاتب نے "تو سرکشی پہ ہے" لکھا ہے۔

رکھا ہوں دل سے قصیدے کا "صبح صادق" نام
ہر ایک شعر ہے خورشید صبح دم کی طرح

(۴)

در مدح حضرت باقر

ہزار شکر گئے وہ خزاں کے رنج و الم
رسید مژدہ کہ آمد بہار فیض قدم
فسردہ خاطری تا کے، شگفتہ دل ہو جا
چمن کی سیر کو باعندلیب ہو ہم دم
کھڑا ہے اب کے بن ٹنا کے قمری پر[۱]
کمر کو سرو نے باندھا ہے اپنے مستحکم
ہوا یہ حکم کہ گلشن سے مالی دور کریں
درخت بید میں ملتی ہے صورت ماتم
نسیم مروحہ جناں ہے سبزۂ گل پر
چمن میں بس کہ ہوا خواہی کا یہ مارے دم
جمائی یہ دھڑی مستی کی لب پہ سوسن نے
اُدھر سے بالوں پہ سنبل کے ہے عجب عالم
یہ ٹھاٹ دیکھ کے دل میں خیال یہ گزرا
کہ لکھیے ایک غزل، لے کے اب دوات و قلم

---

(۴) صرف 'ح' میں شامل۔
۱- پہلے مصرعے میں کاتب سے کچھ رہ گیا ہے۔

غزل

چمن میں سبزۂ روئیدہ پر نہیں شبنم
ہوئی ہے خسروِ گل پر نثار لالہ قلم

اِدھر کو لعل کے ساغر میں ارغوانی سے
بھری ہے لالۂ حمرا نے ہو حوش و حشم

لہک رہا ہے اُدا سے اُدھر کو نافرماں
لیے اپنے ہاتھ نزاکت سے طرّۂ نیلم

اِدھر سے نرگسِ سہلا کرے ہے بدمستی
جو آنکھیں ہوویں تو کوئی اس کی دیکھے گردن خم

کہاں ہے صحن کے تالاب بیچ نیلوفر
یہی ہے عالمِ آب اور یہی ہے جامِ جم

کنول کی آنکھ میں کیا سرخ ڈورے چھوٹے ہیں
بہ رنگِ دیدۂ مخمورِ بادہ نوش صنم

اِدھر ہے پنجۂ مرجاں کی طرح شاخ حیار
کفِ حنائیِ دستِ عروسی کا ہم جم

اُدھر ہے تختۂ اورنگ شکلِ تکمۂ لعل
بہ رنگِ پنجۂ فندق نمائے شوخِ عجم

پہر کے (ابھرے ہے) عبّاسی جوڑا عبّاسی[1]
جو رنگ چاہیے وہ ہی، کہیں زیاد نہ کم

۱- پہلے مصرعے میں کاتب نے ''پہر کے بھتر ہے'' لکھا ہے۔

ہوا ہے باغ میں اب شاخ زعفراں صد برگ
لباس اپنے تئیں زعفرانی کر کے بہم
ملا ہے جیغۂ یاقوت تاج سرخ کے تئیں
کہ وہ بھی عیش طرب سے رہے نہ نامحرم
نگاہ کیجیے گل اشرفی کی بخشش پر
کرے ہے لاکھوں زر سرخ کے نثار درم
یہ برگ بنے ہیں ٹک آ دیکھ، دونوں ہاتھوں سے
لٹے کے مارے انار اب پکڑ رہا ہے شکم
جو طائران چمن بھی یہ زمزمہ خواں ہیں
کہ یہ بہار ہمیشہ ہو نت و جم جم
چمن میں یہ نظر سیر کر وہیں نکلا
مری زباں سے بدیہی یہ مطلع محکم

مطلع دیگر

کہاں کا قطعۂ کشمیر اور کہاں کا ارم
یہ باغ گلشن و خس کا ہے پیش قدم[1]
براس نکہت الماس موگرا نے رکھا
سفید پوش ہے نسرین سیوتی باہم
ہے سوتیا کے کو موتی کی کیا کمی اس سال
سوائے ابر کسو کی نہیں یہ آنکھیں نم

۱- دوسرے مصرعے میں کاتب سے کچھ رہ گیا ہے۔

شگوفہ سبز نمایاں نہیں ہے ملل پر
کیا ہے شاخِ زمرد پہ لعل پارے کو ضم
کیا ہے سرو نے قمری سے صلح کا پیغام
اگرچہ بر میں زرہ پہری، منہ پہ ڈالا جھلم
غرض میں کیا کہوں اتنا تو ہے کہ بن معشوق
یہ باغ دیکھ کے عاشق کا دل بھی جاوے کم
ہزار رنگ کے ہیں جانور گلستاں میں
وہ سب یہ شعر ہی پڑھتے ہیں ہو خوش و خرم

مطلعِ دیگر

یہ سیر آہو بھی دیکھے تو بھول جاوے رم
خدا کرے یہ تماشا کبھو نہ ہو برہم
کہ عندلیب نے طاؤس سے کہی یہ بات
یہ وقت عیش و طرب کا ہو ناچ لیں باہم
ملے گا عالمِ بالا سے خوب سا انعام
تو بانٹ لیویں گے آپس میں سب شریک بہم
یہ ذکر سن کے کہا طوطیوں نے اے بلبل
ہے کس کی شادی مفصّل کہو، تجھے ہے قسم
کہے کہ روزِ تولّد ہے آج ایسے کا
کہ ہے خلاصۂ دوراں مفخرِ آدم
جنابِ حضرتِ والا، محمدِ باقر
امامِ پنجمِ اثنا عشر کرامِ اُمم

اسی کی وجہ سے گلشن ہے بزمِ دنیا میں
چراغ خانۂ دین کے فروغِ صبحِ حرم
اسی کا منشیِ دیواں ہے راقمِ تقدیر
اسی کے امر و اطاعت میں ہیں کے لوح و قلم
وہی ہے برقِ تجلیٰ، وہی ہے نورِ ظہور
وہی ہے مظہرِ ذات اور وہی ظہورِ اتم
شہے کہ با کرم و جود و بخشش و احساں
فقیر کے تئیں کردے امیر سے توأم
رحیم، مظہرِ احساں، امیرِ کلِ امیر
کریم، مظہرِ فیاض، اکرم و اکرم
اسی کی وصف ہے سرمشیِ فروع و اصول
اسی کی مدح ہے امت پہ لازمِ الزم
گلِ حدیقۂ مولا علی، نہالِ امید
بہارِ باغِ رسولِ کریم، ابرِ کرم
ظہورِ رحمتِ رحماں، رحیم ابنِ رحیم
سرورِ راحتِ جانِ علی، امامِ امم
شہِ حلیم و مربع نشینِ مسندِ حلم
مرادِ بخشِ خلائق، امام، دافعِ غم
وہ گنجِ بخش جہاں عقل ہو رہے حیراں
بیاں نہ ہو سکے جن کا کوئی علو ہمم

ہزار شاہ فقیر ہو گئے[1] ہیں اس گھر کے
ہیں لاکھوں اس کے گداؤں میں بہتر از ادہم
اسی کی ذات سے وابستہ ہے زمین و زماں
ازل اسی سے ، اسی سے ابد ، اسی سے قدم
ظہیر و ظاہر و حاجت روائے موجودات
علیمِ علمِ لدنی شہِ خجستہ شیم
جو حکمِ نفع ضرر پر کرے تو زخموں پر
سوائے زہر کے جراح نہ رکھے مرہم
شہِ سریرِ امامت درِ محیطِ بتول[؟]
مہِ سمائے مرادات ، نیّرِ اعظم
فروغِ مہر سے بخشش ہے اس کی عالم پر
ہے ایک ذرّہ جہاں کا یہ ہمّتِ حاتم
تھے خانہ زاد یہ افراسیاب اور بہزاد
اسی کے گھر کے غلاموں کا نام تھا رستم
ملائمت کے سبب اس کے سخت نرم ہوئے
ہزار تیز ہو تلوار کاٹے کیا رستم
جو امر اس نے کیا گر اسے سے مشرک
نہ صرف 'لا' کہے منہ سے مگر یہی کہ 'نعم'
ورق پہ ہستی کے شکل و شرار[2]
کہ جیسے شعر پہ لکھتے ہیں بعض 'لایعلم'

۱- مصرع اول میں "ہو گئے" کا 'و' تقطیع میں نہیں آتا ۔
۲- پہلے مصرعے میں کاتب سے کچھ رہ گیا ہے ۔

بجا ہے کہیے اگر لاشریک لہ سن ۔کر ۔ ۔
لقب کو اُس کے لہ مشہور ہے نہیں مبہم

جنابِ عالی میں سودا کی آرزو یہ ہے
حضور میں کرے یہ مطلعِ درست رقم

مطلعِ دیگر

مقابل عرش کے رفعت میں ہو ترا خیم
وہ سر زمیں کہ چمکے جہاں ترا پرچم

ہو سرفرازی میں وہ قطعہ ہمسرِ کریں
جہاں کہ ہو ترا استاد ، شاہ ، خاص علم[1]

جو نام لے کے ترا کھائے تو بے شبہ و شک[2]
شکر سے سیریں ہو دوچند تلخ ہووے سم

ترے غلاموں سے یہ بارہا ہوا ہے کا
اگرچہ مُردے جلاتا تھا عیسیِ مریم

عدو کا قتل ترے گر خیال میں گزرے
تو اتنا بھاگے جو جاتا رہے بہ ملکِ عدم

ترا یہ وصف ہے اور وصف ہے سبھوں کا ہجو
تری ہی مدح ہے اور مدح ہے سبھوں کا ذم

۱- ممکن ہے کاتب نے "ہمسرِ کربل" کی جگہ "ہمسرِ کریں" لکھ دیا ہو ۔

۲- پہلے مصرعے میں "بے شبہ و شک" تقطیع میں نہیں آتا ۔ اگر اسے "بشبہ و شک" پڑھیں تو وزن درست ہو سکتا ہے ۔

مرے اسلم بہ حق ہے کو پوچھتا کیا ہے
وہاں کے عدل کے تئیں جس جگہ تو ہو حاکم
گر آب و آتش و خاک و ہوا ہوں یکجا جمع
کوئی کرے نہ کسو پر دراز دستِ ستم
لکھوں وہ مطلعِ شاہانہ طرح سے کم و کاست
بیانِ جاہ و جلال اب ترا ہے مجھ پہ اہم

مطلعِ دیگر

وہ فرسِ مجلسِ پائیں میں اب ترے ہے حشم
کہ ٹھوکروں میں اڑی جائے مسندِ کے و جم
جہاں سواری ہو تیری زمیں سے تا بہ فلک
یہی ندا ہووے واللہ خیر فی المقدم
وہ زورِ پنجہ قدرت دیا ہے حق نے تجھے
کہ پہلوانوں کی تیرے ہے کہکشاں لیزم
جو کوئی عمل نہ کرے حرفِ حق ترا سن کر
ہر ایک بات میں الزام پائے، ہو ملزم
جہاں کہ خوف ترا جلوہ گر ہو، اور تو کیا
یہ پانی نہر کا بہتا ہے سو بھی جلوے تھم
وہ تیرے شہر کے اطراف میں دلیری ہے
خدا نخواستہ گر نکلے دشت میں ضیغم

تو اس کی جنگ کے کرنے کو اور اس کی صلح ...
مقابلہ کرے منہ پر بے ڈال دیوے غم
لکھوں ہوں ایک غزل فارسی کی حسبِ حال
زبانِ ہندی کا اب قافیہ بہت ہے کم

غزلِ فارسی

غلام بندۂ قربانِ خانہ زادِ تو ام
گلابِ رحمتِ خود پاش، من ز ہوش شدم
نگاہ چار دلم را بر جام شیشۂ تست[1]
ہمیشہ دلبرِ عیّار می شود زیرم
زمانہ حادث و پیوستہ برسرِ جنگ است
بجز پناہِ تو یا شاہِ دیں کجا بروم
بسانِ شیشۂ ساعت دریں نشیب و فراز
شمار ریگِ بیاباں نہ پاسِ خاطرِ غم
کہ جنگ بر سرِ ادبار تا کجا بہ کشم
کبھے ملول و کبھے شادماں یک دو دلم
زبانِ ہندی پہ کرتا ہوں خاتمہ بالخیر
دعا قرینِ اجابت ہو یا امامِ اُمم
سوا ائمۂ اثناعشر کے ذکر کے اور
نہ دیجیو مجھے رنج و الم و غم و ہم
ترے غلام کا میں ہوں غلام یا شہِ دیں
دے مجھ کو اور مرے آقا کو فضل و علم و کرم

۱- پہلے مصرعے میں کچھ غلطی ہے -

بہ زورِ صحتِ دنیا و دین و عمرِ دراز
فراغِ خاطر، مال و منال و جاہ و حشم
جو مجھ کو چاہے اسے چاہیو، یہ ہے امید
جو مجھ پہ ظلم کرے اس پہ کیجیو نہ ستم

☆ ☆ ☆